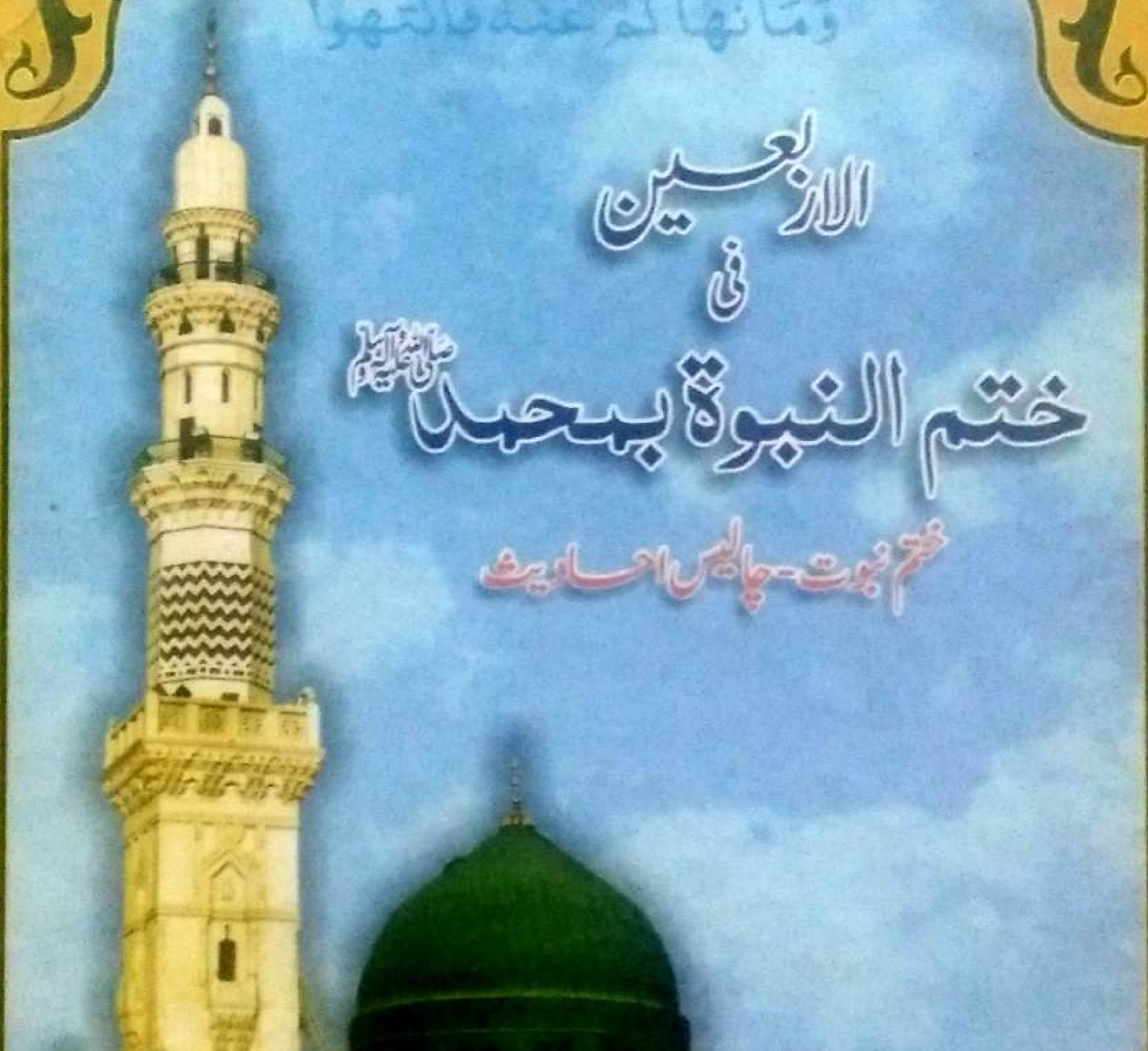
وما اٰتاکم الرسول فخذوہ
وما نھاکم عنہ فانتھوا

الاربعین
فی
ختم النبوۃ بمحمد ﷺ

ختم نبوت - چالیس احادیث



ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ

وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

الاربعین فی

ختم النبوۃ بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چالیس احادیث کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

مکتبہ خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم۔ اسلام آباد

نام کتاب: الاربعین فی ختم النبوۃ بمحمد ﷺ
ختم نبوت - چالیس احادیث کی روشنی میں

ترتیب و تحریر: ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

اہتمام خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد

تعداد: 1100

اشاعتِ اول: اکتوبر 2020 بمطابق صفر المظفر 1442ھ

اشاعت دوم: جنوری 2021 بمطابق جمادی الاول 1442ھ

اشاعت سوم مئی 2021 بمطابق رمضان المبارک 1442ھ

اللہ کے فضل و کرم، انسانی طاقت وبساط کے مطابق کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، تصحیح، طباعت اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں۔ ان شاء اللہ مستقبل میں مزید احتیاط کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے ہماری سعی قبول فرمائے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

بَلَغَ العُلیٰ بِکمالِہٖ

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمالِہٖ

حَسُنَت جَمِیعُ خِصالِہٖ

صلّو علیہِ وآلہٖ

فیضانِ نظر

مجدد العصر، دلیل السُبُل، خزینة الاسرار

وارث النبیِ المختار، وسیلة الطالبین، نقیب المحبوبین

محبوب السالکین، امام المتقین، وصفوة العابدین

جلیس الرحمٰن، الامام الخراسان

حضرت اخوندزادہ پیر **سیف الرحمٰن** مبارک نور اللہ مرقدہ

بنظر کرم

غوث الزمان ، محبوب الامام الخراسان، تاج الاولیاء

امام الاتقیاء ، زینۃ الاصفیاء ، طبیب ارواحنا وقلوبنا

سیدی و سندی ، مرشدی و مولائی ، وسیلتنا الی اللہ

شیخ المشائخ شیخ الطریقۃ

حضرت **میاں محمد السیفی** اطال اللہ حیاتہ

فہرستِ مضامین

تاثرات

استاذالکل رئیس المناطقہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی

صدر مدرس جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد

بانی و مہتمم دار العلوم انوارِ رضا، راولپنڈی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صدائے نکتہ داں برائے نکتہ خواہاں کہ

اس کتاب کو دیکھنے اور پڑھنے سے آدمی محسوس کرتا ہے کہ اس کتاب کا اسلوب بیان اسلاف مصنفین کا سا ہے، عمل اور اخلاص کا حصول و تحصیل اور اوامر و نواہی کے تقاضے پورے کرنے، دنیا و عقبیٰ (دارین کی افادیت) میں مفید ترین نتائج کی حامل اور اس پر عمل راہ ولایت پر چلنا ہے، اور اگر نگاہ شیخ کا تصور رکھ کر عمل کرے گا تو دارین کی کامیابیاں اسے میسر آئیں گی۔

عقیدہ ختم نبوت پر آیات واحادیث اور وہ بھی انداز انوکھا کہ ادلّہ کاملہ اور مفصلہ سے ختم نبوت کا استخراج، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عالمگیر بعثت، اطاعتِ مطلقہ بالدوام تا قیامت حتیٰ کہ ارکانِ اسلام (نماز، روزہ، زکوٰۃ وحج) کو نکتہ سنجی سے محل استدلال قرار دینا، غزوات و سرایا کو مستدل قرار

دینا، سیرت نبوی ﷺ مشتمل بر احادیث غرضیکہ آپ ﷺ کا ہر عمل حتیٰ کہ اقوال مجملہ و مفصلہ سے ختم نبوت کے پھوٹتے چشمے کے ہر ہر قطرہ کو دلیل ختم نبوت قرار دیا ہے۔

اتنے تفصیلی اور قوی ادلّہ پر مشتمل اس کتاب کو پڑھنے اور اس پر فکر کرنے سے ایک عامی کلمہ گو بھی ختم نبوت کا نہ صرف قائل بلکہ آپ کی تحریر پڑھنے سے یہ عنوان ذہن و قلب و جگر میں مستحکم ہو جاتا ہے اور اسے کسی دوسرے دوست کو بھی اس عنوان پر معلم کا کردار ادا کرنے کی صلاحیت میسر آجاتی ہے۔اور پھر یہ کہ ماخذ کا آخر میں ذکر کرنا قاری کو ایمان کی آخری منزل چھونے کا حق و استحقاق عطا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے ان کے لیے اور قارئین کے لیے آخرت میں ذریعہ نجات بنائے،

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام

یکے از طالبانِ طریقت

(مفتی) محمد سلمان رضوی غفرلہ

11 صفر المظفر 1442ھ بمطابق 28 ستمبر 2020

امام المدرسین شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی ابوالفضل محمد فضل سبحان القادری
بانی ومہتمم جامعہ قادریہ مردان پاکستان

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب: 40)

زیر نظر کتاب ھذا جناب ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی صاحب نے ختم نبوت کے موضوع پر تصنیف فرمائی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے جس پر دین اسلام کا دارومدار ہے۔

عقیدہ ختم نبوت قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے بے شک اس میں چوں وچرا کرنے والا مسلمان نہیں ہوسکتا لیکن ابتداء رسالت سے آج تک لوگوں نے اس عقیدہ پر مختلف وار کیئے ہیں لیکن عاشقین مصطفوی نے ان تمام لوگوں پر کاری ضرب لگائی ہے۔ کسی نے تقریر وبیان سے جواب دیا تو کسی نے قلم وتحریر سے اور کسی نے عزت وناموس رسالت ﷺ کی خاطر اپنی جان کی پرواکئے بغیر اپنے ہاتھوں سے اسے جہنم رسید کیا۔

اسی سلسلے میں ڈاکٹر صاحب نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھا کر زیر نظر کتاب کو تحریر فرمایا۔ اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے اس موضوع پر کما حقہ کام کیا ہے اور وہ اس طریقے پر کہ ایک طرف تو قرآنی آیات سے عقیدہ ختم نبوت کے اثبات پر دلائل کے انبار لگا دیئے اور دوسری طرف بے شمار احادیث مبارکہ میں چہل احادیث کا انتخاب کیا ان دونوں جہات کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے ایک اچھوتے اور نرالے انداز میں قلم کاری کی ہے کہ محاسن مصطفی ﷺ ادب واحترام، تعظیم مصطفی ﷺ اور معجزات رسول اللہ ﷺ سے اس عقیدہ کو ثابت کیا ہے، تو اگلے قدم پر عالم ارواح میں میثاق سے لے کر نزول وحی تک اس عقیدہ ختم نبوت کو دوام ثبوت کے مرتبے پر فائز کر دیا۔ اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر ارکان اسلام سے اس عقیدہ کو ثابت کر دیا پھر آگے بڑھ کر غزوات مبارکہ سے لے کر وصال نبی کریم ﷺ تک حال واقعات سے اس عقیدہ کو ثابت کر دیا پھر اسی طریقے پر میدان حشر میں شان مصطفی ﷺ سے عقیدہ ختم نبوت ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح قبر کی تنہائی میں بھی عقیدہ ختم نبوت کام آتا ہے اسی طرح عقیدہ ختم نبوت کی بدولت ہی شفاعت مصطفی ﷺ نصیب ہو گی اور اسی طرح جنت کا دروازہ بھی آپ ﷺ کھلوائیں گے۔ اس کتاب کے مطالعے نے

میرے دل ودماغ میں روشنی بھر دی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت ایک سچا عقیدہ ہے اور ابتداء سے

لے کر آج تک چلا آرہا ہے اور آخر تک چلا جائے گا۔

میں جناب ڈاکٹر صاحب کیلئے دعا گو ہوں اللہ کریم اور آقا کریم ﷺ اس گراں قدر کاوش کو

قبول فرمائیں۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام

خادم علوم الدین المنقول والمعقول

فقیر ابوالفضل محمد فضل سبحان القادری

جامعہ قادریہ مردان پاکستان

7 شعبان 1442ھ بمطابق 20 مارچ 2021

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی الازہری
شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ داتا دربار لاہور/رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

محترم ومکرم ڈاکٹر محمد سرفراز صاحب محمدی سیفی قابل صد تحسین ہیں کہ انہوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی احکام سے متعلق مختصر مگر جامع تالیفات کا اچھا ذخیرہ امت مسلمہ کی نذر کیا ہے۔

عصر حاضر میں بعض طبقات فقہ اسلامی پر قناعت نہیں کرتے اور قرآن و سنت سے حوالہ جات طلب کرتے ہیں حالانکہ فقہ اسلامی قرآن وسنت سے مستنبط ہے اس لیے ضروری ہے کہ قرآن اور احادیث سے متعلق لٹریچر منظر عام پر لایا جائے۔ ڈاکٹر صاحب نے یہی راستہ اختیار کیا بالخصوص چالیس حدیث (اربعین) کو ہر کتاب میں اولیت دی۔ زیر نظر کتاب میں نماز کی فرضیت، نماز باجماعت اور نماز سے متعلق دیگر احکام نہایت جامعیت کے ساتھ جمع کر دیئے ہیں۔

محترم ڈاکٹر صاحب کی یہ کاوش انشاءاللہ بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت اختیار کرے گی اور ملت اسلامیہ کا اس سے استفادہ جناب ڈاکٹر صاحب کے نامہ اعمال میں دوچند ثواب کا باعث

ہو گا۔ اللہ تعالیٰ جناب ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی مدظلہ کو صحت کاملہ کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے تاکہ وہ آنے والی نسلوں کے لیے ایک وقیع علمی ذخیرہ مرتب کر سکیں۔

آمین بجاہ النبی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد صدیق ہزاروی سعیدی الازہری

استاذ الحدیث جامعہ ہجویریہ مرکز معارف اولیاء

دربار عالیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

23 شعبان المعظم 1442ھ بمطابق 07.04.2021

میزانِ حروف : ملک محبوب الرسول قادری

مدیر اعلیٰ انوار رضا جوہر آباد، مدیر سوئے حجاز لاہور

لانبی بعدی زا حسان خدا است

پردۂ ناموسِ دینِ مصطفیٰ است

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

عقیدہ ختم نبوت، عقائد اسلامی میں بنیادی، اساسی اور متفقہ عقیدہ ہے۔ سب سے پہلے اس عقیدہ پر مسیلمہ کذاب نے ضرب لگانے کی شیطانی کوشش کی تو امیر المومنین حضرت سیدنا عبداللہ بن عثمان المعروف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کا دندان شکن جواب دیا۔ اس کے بعد ساڑھے چودہ صدیوں کے اس سفر میں حق و باطل کی یہ کشمکش جاری رہی اور ہر دور میں اہل حق نے عقیدۂ ختم نبوت کی سرحدوں پر پہرہ دیتے ہوئے طاغوتی نمائندوں کے دانت کھٹے کئے۔ اور ثابت کیا کہ اللہ رب العالمین نے حضور امام الانبیاء و خاتم المرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سلسلۂ نبوت و رسالت تو تمام کر دیا اور اب صبح قیامت تک تاجدار ختم نبوت حضور محمد کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم ہی کی نبوت و رسالت کا راج قائم رہے گا۔ فتنۂ قادیانیت گذشتہ صدی کا ایک بڑا فتنہ ہے جس نے برصغیر سے باہر نکل کر بھی مسلم سوسائٹی پر منفی اثرات مرتب کرنے کی کوشش کی مگر اسی زمانہ میں اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے جدوجہد

شروع ہو گئی۔ مرزا قادیانی کے دعووں کے ابتدائی زمانہ میں (1895ء)امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولونا احمد رضا خان بریلوی، علامہ غلام رسول امرتسری شہید، پیر آغا محمد حسن سرھندی مجددی رحمھم اللہ نے فتاوٰی جاری کر کے بروقت قوم کی راہنمائی فرمائی۔ حجۃ الاسلام مولونا حامد رضا خان بریلوی نے 1900ء میں پہلا فتویٰ صادر فرمایا امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمہ اللہ نے 1908ء میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر 25 مئی کو بادشاہی مسجد لاہور میں مباہلہ کیلئے طے شدہ پروگرام کے مطابق شرکت کی۔ مرزا نہ آیا اور 24 گھنٹے کے اندر 26 مئی 1908ء کو ہیضہ میں مبتلا ہو کر دوپہر تک اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ ملک میں 1953ء اور پھر 1974ء میں تمام مسلم ممالک و مکاتیب نے مل کر اس گروہ کو آئین کے مطابق غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کیلئے مشترکہ تحریکیں چلائیں اور 1974ء کی تحریک قائد اہلسنت مولونا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی پارلیمنٹ میں قرارداد سے شروع ہو کر باقاعدہ قانونی کاروائی اور فریقین کے دلائل کی روشنی میں قومی اسمبلی اور سینٹ کے مشترکہ اجلاسوں کے نتیجہ میں کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان مین باقاعدہ طور پر قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ ردِ قادیانیت میں کی جانے والی علمی جدوجہد کا رخ زیادہ تر اس گروہ ضالہ و

مضالہ کی کفریہ عبارات کو حوالہ جات کیساتھ پیش کر کے اس پر احکام شریعہ کے نفاذ اور اعلان کی طرف رہا۔ حضرت ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی کو قدرت نے بڑا احسان اور جاگتا دل عطا فرمایا ہے۔ وہ معاشرے میں خلا کی جستجو میں رہتے ہیں اور پھر تشنہ موضوع کو اپنا موضوع سخن بنا کر اس خلا کو پر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ کسی نے کہا تھا کہ

تڑپتی دیکھتا ہو جب کوئی شے

اٹھا لیتا ہوں دل اپنا سمجھ کر

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی عصر حاضر میں ایک نمایاں اور منفرد شاخ سلسلہ عالیہ سیفیہ میں حضرت کو ایک خاص اور نمایاں مقام حاصل ہے۔ وہ طریقت کے اس سلسلہ شریف کے مؤسس اعلیٰ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی قدس سرہ کے نہایت معتمد مریدین و خلفاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جسمانی معالج سے روحانی طبیب تک کا سفر انہوں نے اپنے شیخ کریم حضرت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی مدظلہ کی نگرانی میں طے کیا اور پھر مخلوق خدا کی خیر و فلاح کیلئے پوری مستعدی کیساتھ اپنے مشن میں منہمک ہو گئے۔ آپ نے عقیدہ ختم نبوت کے فہم کو عام کرنے کیلئے براہ راست ارشادات نبویہ سے اکتساب فیض کیا۔ اربعین مرتب کیں، حوالہ جات لگائے، اردو زبان میں ترجمہ و تشریح پھر ارکان اسلام کو عقیدہ ختم نبوت

کیساتھ نہایت حکیمانہ انداز میں منطبق کیا۔ سیرت النبی ﷺ کی حفاظت کو ختم نبوت کی دلیل بنایا پھر عقیدہ ختم نبوت کی حقیقی، عام فہم اور آسان تفہیم و تعبیر کتابی صورت میں پیش کر دی۔ آپ نے ثابت کر دیا کہ

ختم ہے سلسلۂ وحی و نزول جبریل

کوئی پیغام نہ آیا، تیرے پیغام کے بعد

اس کتاب کی ترتیب وتدوین اور اشاعت و ترسیل پر گرامی قدر حضرت شیخ طریقت ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی مدظلہ کو ہدیہ تبرک اور خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ کرے ان کا قلم یونہی رواں رہے اور وہ ملت و امت کیلئے گراں قدر خدمات سرانجام دیتے رہیں۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

غبار راہ حجاز

ملک محبوب الرسول قادری

مدیر اعلیٰ سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد

مدیر ماہنامہ سوئے حجاز لاہور

13 رمضان 1442ھ بمطابق 26 اپریل 2021

حرفِ آغاز

اَلْحَمْدُ لله ذِی العِزَّۃِ و العُلیٰ وَ سَلَامٌ عَلیٰ مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْمُصْطَفیٰ خاتم الأنبیاء وَعَلیٰ اٰلِہ وَ اَصْحَابِہ وَ التَّابِعِیْنَ لَھُمْ بِالِاحْسَانِ والھُدٰی

اللہ رب العزت کا کروڑہا شکر کہ مالکِ کل نے لاتعداد مخلوقات میں سے ہمیں سب سے اشرف مخلوق یعنی انسان بنایا۔ انسان کیلئے لاتعداد نعمتیں تخلیق کیں، اس قدر کہ اس کا شمار میں آنا ہی ممکن نہیں۔ کائناتِ عالم میں نگاہ اٹھا کر دیکھیں تو ہر ہر ذرہ، چہار سو بکھری خوشنمایاں، سب اسی فرمان مبارک کی گواہی دیتی نظر آتی ہیں:

وَاِن تَعُدُّوا نِعمَةَ اللهِ لَا تُحصُوهَا اِنَّ اللهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ [1]

ترجمہ: اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو انہیں پورا شمار نہ کر سکو گے، بیشک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

لیکن یہ وسیع و عریض کائنات اور اس سجی دنیا و مافیہا کی تمام تر نعمتوں کی وقعت، الصمد ذات رحمٰن کے ہاں اس قدر قلیل ہے کہ اپنے کلام میں ان تمام نعمتوں کو کہیں

[1] النحل:18

بے حد قلیل اور کہیں فریبِ نظر قرار دیا:

قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡيَا قَلِيلٌ [1]

ترجمہ: آپ (انہیں) فرما دیجئے کہ دنیا کا مفاد بہت تھوڑا (یعنی معمولی شے) ہے۔

وَمَا الۡحَيَاةُ الدُّنۡيَا إِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُورِ [2]

ترجمہ: اور دنیا کی زندگی دھوکے کے مال کے سوا کچھ بھی نہیں۔

مگر ایک نعمتِ کبریٰ جو وجہ تخلیق کائنات ہیں، وہ نعمت عظمیٰ جو اس عالم ہست و بود کی جڑ ہیں، وہ جوہر نعمت سے عظیم تر ہیں ان کا ذکرِ خیر فرمایا تو فضلاً کبیرا کا لفظ استعمال فرمایا:

وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللّٰهِ فَضۡلًا كَبِيرًا [3]

ترجمہ: اور اہلِ ایمان کو اس بات کی بشارت دے دیں کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے (کہ وہ اس خاتم الانبیاء کی نسبتِ غلامی میں ہیں)۔

[1] النساء:77

[2] آل عمران:185

[3] الاحزاب:47

مالک کل کا ایک طرف کل متاعِ دنیا کو قلیل فرمانا اور دوسری طرف اصلی نعمت کبریٰ، ذات مصطفےٰ ﷺ کو فضلِ کبیر فرمانا اس ذات کی وسعتوں اور رحمتوں کو واضح کر دیتا ہے۔

رحمت للعالمین ﷺ کی ذات مبارکہ سراپا رحمت ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کیلئے خود رحمت بنا کر بھیجا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ [1]

ترجمہ: اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔

دنیا و مافیہا کی ہر بھلائی آپ ﷺ ہی کے صدقے ہے۔ سارا کا سارا دین اسلام، جو ہے ہی بھلائی و سلامتی کا راستہ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے ملا۔ تمام احکامات الٰہی ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارکہ سے ہی عطا ہوئے۔ جس جس کو ایمان کی نعمت میسر آئی، اللہ تعالیٰ کی پہچان نصیب ہوئی، آپ ﷺ کے قلب مبارک کے نور ہی سے عطا ہوئی۔ یعنی کہ

جس کو جو کچھ ملا تیرے در سے ملا، سب ہیں تیرے گدا یا نبی مصطفےٰ ﷺ

[1] الانبیاء:107

آپ ﷺ کی ذات مبارکہ وہ مرکز و محور ہے کہ جس کے گرد دین قائم ہے۔ جس طرح کعبۃ اللہ حاجی کا مرکز و محور ہوتا ہے اسی طرح اسلام کا مرکز و محور آپ ﷺ کی ذاتِ ذی شان ہے۔

الشَّرِيعَةَ أَقْوَالِي، وَالطَّرِيقَةَ أَفْعَالِي، وَالْحَقِيقَةَ أَحْوَالِي [1]

ترجمہ: شریعت میرے اقوال کا نام ہے، طریقت میرے اعمال کا، حقیقت میری باطنی کیفیت ہے۔

قرآن ملا تو بزبان رسولِ مکرم ﷺ،

تشریح قرآن عطا ہوئی اور حقیقتِ قرآن کا ادراک ملا تو شارعِ علیہ السلام کے قول و فعل سے،

نورِ قرآن نصیب ہوا تو قلبِ مبارک، سراجاً منیراً کی روشنی کے صدقے۔

گویا ہر نعمت و رحمت کا خزانہ رحمت للعالمین ﷺ کی ذات مبارکہ ہے اور آپ ﷺ کا ہر ہر فرمان ہمارے لئے عافیت و سلامتی ہے۔

---

[1] کشف الخفاء حرف الشین المعجمة

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ [1]

ترجمہ: اور جو کچھ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں عطا فرمائیں سو اُسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں سو (اُس سے) رُک جایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

خزینۂ رحمت سے یہ فضل، رحمت، شفاعت و نجات حاصل کرنے کیلئے فقیر نے مختلف موضوعات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین بصورتِ 'اربعین' جمع کرنے کا ارادہ کیا اور بحمد تعالیٰ مرشدِ کریم کی صحبت و سنگت اور نگاہِ لطف کی بدولت یہ ارادہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

میں اس کاوش کو مرشدین کرام، والدینِ کریمین، اساتذہ عظام، محبین، متوسلین، ادارہ ہذا کے اراکین و طلباء اور امتِ محمدیہ کے نام کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل ہمیں اس دنیا میں اس سے استفادہ کرنے والا بنائے اور اسے ہمارے لئے توشہ آخرت بناتے ہوئے ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الفقیر

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی عفی عنہ

---

[1] الحشر: 7

احادیثِ نبویہ ﷺ

1. عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِی، الَّذِی یُمْحَی بِیَ الْکُفْرُ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِی یُحْشَرُ النَّاسُ عَلَی عَقِبِی، وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِی لَیْسَ بَعْدَهُ نَبِیٌّ[1]

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں محمد ہوں اور میں احمد بھی ہوں اور میں ماحی بھی ہوں یعنی اللہ میری وجہ سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں (قیامت کے دن) سب لوگوں کو میرے قدموں میں جمع کیا جائے گا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے کہ جس کے بعد کوئی اور نبی نہیں (یعنی میں آخری نبی ﷺ ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، اس وجہ سے میرا ایک نام عاقب بھی ہے)۔

[1] اخرجہ المسلم فی الصحیح، کتاب الفضائل باب فی اسمائہ ﷺ۔ والصحیح البخاری، والسنن الترمذی

2. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چھ وجوہ سے انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے: مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے گئے، رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی، میرے لیے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا اور میرے لیے تمام روئے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ بنا دی گئی اور مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی (یعنی میں خاتم الانبیاء ہوں)۔

3. عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ، وَحَتَّى يَعْبُدُوا

[1] اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب فضائل عیسی علیه السلام۔ والسنن الترمذی۔ ومسند البزار

الأَوْثَانَ، وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي[1]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک میری امت کے کئی قبائل مشرکین کے ساتھ الحاق نہیں کریں گے اور بتوں کی پوجا نہیں کریں گے پھر فرمایا میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک کا یہی دعویٰ ہو گا کہ وہ نبی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں خاتم النبیّین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

4. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الأَعْوَرَ الكَذَّابَ، أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ[2]

---

[1] اخرجه الترمذی فی السنن، أبواب الفتن عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون۔ والسنن ابی داؤد۔ مسند الإمام أحمد بن حنبل

[2] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال۔ والسنن ابی داؤد۔ مسند الإمام أحمد بن حنبل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی نہیں بھیجا گیا مگر انہوں نے اپنی امت کو کانے اور جھوٹے سے ڈرایا ہے، خوب سن لو کہ وہ (دجال) کانا ہوگا اور تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے اور اس (دجال) کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔

5. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ - يَعْنِي عِيسَى - وَإِنَّهُ نَازِلٌ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَاعْرِفُوهُ: رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ، كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ، وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيُهْلِكُ اللهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ، وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ، فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی

[1] اخرجہ ابی داؤد فی السنن، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال

نہیں ہوگا اور بیشک وہ اتریں گے، پس جب تم انہیں دیکھو تو انہیں پہچان لو کہ وہ سرخ و سفید کے درمیانے رنگ کے مرد ہیں، درمیانے قد و قامت کے ہیں، گویا کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا اگرچہ وہ تر نہیں ہوگا پس وہ لوگوں سے اسلام پر قتال کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں تمام اقوام مذاہب کو ہلاک کردے گا سوائے اسلام (اور مسلمانوں) کے اور مسیح دجال کو بھی ہلاک کردے گا۔ پھر دنیا میں چالیس برس تک (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) رہیں گے، پھر انتقال کر جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

6. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى، الْأَنْبِيَاءُ أَبْنَاءُ عَلَّاتٍ، وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَ عِيسَى نَبِيٌّ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں لوگوں میں سب سے زیادہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قریب ہوں

[1] اخرجہ مسلم فی الصحیح، کتاب الفضائل، باب فضائل عیسی علیہ السلام۔ والسنن ابی داؤد۔ و مسند الإمام أحمد بن حنبل

اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام علاتی بھائی ہیں اور میرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

7. سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، قَالَ: قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ، فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ: فُوا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ[1]

حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس پانچ سال بیٹھا، میں نے ان سے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث سنی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں انبیاء علیہم السلام حکومت کیا کرتے تھے، جب ایک نبی ظاہری دنیا سے پردہ فرماتا تو دوسرا اس کا جانشین ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا اور البتہ خلفاء ہوں گے اور

[1] اخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب ما ذکر عن بنی إسرائیل ۔ والصحیح المسلم ۔ والسنن ابن ماجہ

بہت ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: پھر آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یکے بعد دیگرے ہر ایک کی بیعت پوری کرنا اور انہیں ان کا (وہ حق جو تم پر ہے) دیتے رہنا اور اللہ نے انہیں جن پر حکمران بنایا ہے اس کے بارے میں وہی ان سے بازپرس کرے گا۔

8. حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ، قَالُوا: كَيْفَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ، وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى، وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ، فَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دنیا اور آخرت میں سب لوگوں سے زیادہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے قریب ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمام انبیاء کرام علیہم السلام علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں علیحدہ علیحدہ ہیں اور ان سب کا دین ایک ہی

[1] اخرجہ مسلم فی الصحیح، کتاب الفضائل، باب فضائل عیسی علیہ السلام

ہے اور ہمارے (یعنی میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے) درمیان کوئی نبی نہیں

ہے۔

9. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ

مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ

وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ

لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ

النَّبِيِّينَ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مثال اور ان پیغمبروں کی مثال جو مجھ سے پہلے گزر گئے ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک مکان بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور خوشنما بنایا، اس کے ایک گوشہ میں صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ جب اس مکان میں جاتے تو تعجب کرتے اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین ﷺ۔ والصحیح مسلم

10. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مُوسَى لَمَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِ التَّوْرَاةُ، وَقَرَأَهَا فَوَجَدَ فِيهَا ذِكْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ فَقَالَ: يَا رَبِّ، إِنِّي أَجِدُ فِي الْأَلْوَاحِ أُمَّةً هُمُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ، فَاجْعَلْهَا أُمَّتِي قَالَ: تِلْكَ أُمَّةُ أَحْمَدَ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت موسٰی علیہ السلام پر تورات اتری، اسے پڑھا تو اس میں اس امّت (یعنی امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) کا ذکر پایا، عرض کیا: اے رب، میں تورات میں ایک امت پاتا ہوں کہ وہ زمانے میں سب سے پچھلی اور مرتبے میں سب سے اگلی ہو گی، تو یہ میری امت کر دے، فرمایا: یہ امت احمد ﷺ کی ہے۔

[1] اخرجه أبي نعيم الأصبهاني في دلائل النبوة - الفصل الرابع ذكر الفضيلة الرابعة بإقسام الله بحياته - و الخصائص الكبرى - المواهب اللدنية بالمنح المحمدية

11. كَانَ عَلِيٌّ إِذَا وَصَفَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ وَقَالَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب حضور اقدس ﷺ کی صفات بیان کیا کرتے تو یہ بیان کرتے کہ حضور ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ ﷺ خاتم النبیّین تھے

12. عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِي أُمَّتِي دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ سَبْعَةٌ وَعِشْرُونَ، مِنْهُمْ أَرْبَعَةُ نِسْوَةٍ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، لَا نَبِيَّ بَعْدِي[2]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت (دعوت) میں کذاب ودجال (نما) انسان ہوں گے (جن

[1] اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب الرؤیا عن رسول الله ﷺ، باب ذهبت النبوة وبقیت المبشرات۔ وشعب الإیمان۔ شرح السنة

[2] اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر، باب الحاء، ومن مسند حذیفة رضی الله عنه۔ والمعجم الأوسط۔۔ مسند الرویانی

کی تعداد) ستائیس ہو گی، ان میں سے چار عورتیں ہوں گی (جو نبوت کا دعویٰ کریں گی)۔ میں ہی خاتم النبیّین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

13. عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنِّي عِنْدَ اللهِ فِي أُمِّ الْكِتَابِ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ وَسَوْفَ أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِ ذَلِكَ أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبِشَارَةُ عِيسَى قَوْمَهُ وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ أَنَّهُ خَرَجَتْ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ وَكَذَلِكَ أُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِينَ يَرَيْنَ [1]

حضرت عرباض بن ساریہ فزاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس وقت بھی خاتم النبیّین لکھ دیا گیا تھا جب حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر تیار ہو رہا تھا۔ اور میں عنقریب تمہیں اس کے آغاز کے بارے میں بتاؤں گا۔ (میں) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت

[1] اخرجه الطبراني في مسند الشاميين۔ ما أسند أبو بكر بن أبي مريم الغساني۔ وتاريخ دمشق لابن عساكر۔ كنز العمال

اور اپنی والدہ کے دیکھے ہوئے اس خواب (کا نتیجہ) ہوں جو انہوں نے اس وقت دیکھا تھا جب انہوں نے مجھے جنم دیا تھا کہ ان کے جسم سے ایک نور نکلا جس کے ذریعے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔

14. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ[1]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمام مرسلین کا قائد ہوں مگر کوئی فخر نہیں۔ اور میں خاتم النبیّین ہوں لیکن کوئی فخر نہیں۔ اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں، سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی مگر کوئی فخر نہیں۔

15. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللهُ آدَمَ خَبَّرَ آدَمُ بَنِيهِ، فَجَعَلَ يَرَى فَضَائِلَ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ، قَالَ: فَرَأَى

[1] اخرجه الدارمي في السنن۔ کتاب المقدمه باب ما أعطى النبي ﷺ من الفضل۔ و المعجم الأوسط

نُورًا سَاطِعًا فِي أَسْفَلِهِمْ، فَقَالَ: يَا رَبِّ، مَنْ هَذَا قَالَ: هَذَا ابْنُكَ أَحْمَدُ، هُوَ الْأَوَّلُ وَهُوَ الْآخِرُ، وَهُوَ أَوَّلُ شَافِعٍ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، انہیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا، وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھتے گئے، تو ان سب کے آخر میں بلند و روشن نور دیکھا، عرض کیا: الٰہی، یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے، یہی اوّل ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلا ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی۔

16. عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: لَمَّا أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأُسَارَى قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللهِ، دَعْنِي فَأَخْرُجَ إِلَى مَكَّةَ فَأُهَاجِرَ إِلَيْكَ كَمَا هَاجَرَ الْمُهَاجِرُونَ إِلَيْكَ قَالَ: اجْلِسْ يَا عَمِّ، فَأَنْتَ خَاتَمُ الْمُهَاجِرِينَ، كَمَا أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ[2]

[1] الخصائص الکبریٰ الجزء الاول۔ و مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر۔ کنز العمال

[2] فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل فضائل أبی الفضل العباس بن عبد المطلب عم رسول اللہ ﷺ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدی آئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ، مجھے چھوڑیئے میں مکہ جاؤں تو آپ ﷺ کے پاس دوسرے مہاجرین کی طرح ہجرت کر کے آؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے چچا، بیٹھ جایئے، آپ خاتم المہاجرین ہیں جیسے میں خاتم النبیّین ہوں۔

17. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، بِحَدِيثِ الضَّبِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَمَنْ أَنَا يَا ضَبُّ قَالَ: أَنْتَ رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، قَدْ أَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ، وَقَدْ خَابَ مَنْ كَذَّبَكَ[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث گوہ میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گوہ سے پوچھا اے گوہ میں کون ہوں تو گوہ نے جواب دیا آپ تمام جہانوں کے پروردگار کے رسول اور خاتم النبیّین ﷺ ہیں، وہ

[1] اخرجه الطبرانی فی المعجم الصغیر باب المیم من اسمه محمد

شخص کامیاب ہوا جس نے آپ کی تصدیق کی اور وہ نامراد ہوا جس نے آپ کی تکذیب کی۔

18. عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ: فِی مَجَلَّةِ إِبْرَاهِیمَ: أَنَّهُ كَائِنٌ مِنْ وَلَدِكَ شُعُوبٌ وَشُعُوبٌ حَتَّى يَأْتِيَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ الَّذِي يَكُونُ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ[1]

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں لکھا تھا: بیشک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہوں گے یہاں تک کہ نبی امی خاتم الانبیاء جلوہ فرما ہو جائیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

19. عن أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ: صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ مَسْجِدَهُ آخِرُ الْمَسَاجِدِ[2]

[1] الخصائص الکبری، الجزء الاول۔ والطبقات الکبری محمد بن سعد

[2] اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب الحج، باب فضل الصلاة بمسجدی مکة والمدینة۔ والسنن النسائی۔ وصحیح ابن حبان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے:

رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کو چھوڑ کر دوسری مساجد میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء میں سے آخری ہیں، اور آپ کی مسجد (بھی کسی نبی کی تعمیر کردہ) آخری مسجد ہے۔

20. حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی ہیں اور اب میرے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔

21. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: أَوْحَى اللهُ إِلَى يَعْقُوبَ أَنِّي أَبْعَثُ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ مُلُوكًا وَأَنْبِيَاءَ حَتَّى أَبْعَثَ النَّبِيَّ الْحَرَمِيَّ الَّذِي تَبْنِي أُمَّتُهُ هَيْكَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَهُوَ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَاسْمُهُ أَحْمَدُ[1]

[1] اخرجه الترمذی فی السنن، أبواب الرؤیا عن رسول الله ﷺ، باب ذهبت النبوة وبقیت المبشرات۔ ومسند الإمام أحمد بن حنبل۔ المستدرك على الصحيحين

حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی بھیجی: میں تیری اولاد سے سلاطین وانبیاء بھیجتا رہا کروں گا یہاں تک کہ ارسال فرماؤں اس حرم محترم والے نبی کو جس کی امت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے گی اور اس کا نام احمد ﷺ ہے۔

22. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں خلقت کے اعتبار سے انبیاء کرام علیہم السلام میں پہلا ہوں اور بعثت کے اعتبار سے آخری ہوں۔

23. عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: خَلَّفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ

[1] الخصائص الکبری، الجزء الاول۔ و الطبقات الکبری محمد بن سعد۔ سبل الھدی والرشاد

[2] اخرجہ الطبرانی فی مسند الشامیین، والفردوس بمأثور الخطاب، فیض القدیر

وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي[1]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ میرے لیے تم ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

24. أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ أَلَا فَاعْبُدُوا

[1] اخرجه المسلم فی الصحیح، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن ابی طالب ،: وسنن الترمذی۔ مسند الإمام أحمد بن حنبل

رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ، وَأَطِيعُوا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ[1]

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں، لہذا تم اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ نمازیں پڑھو، اپنے مہینے کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی خوش دلی کے ساتھ زکوۃ ادا کرو، اپنے حکام کی اطاعت کرو (اور) اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

25. عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَلِيُّ أَخْصِمُكَ بِالنُّبُوَّةِ، وَلَا نُبُوَّةَ بَعْدِي، وَتَخْصِمُ النَّاسَ بِسَبْعٍ وَلَا يُحَاجُّكَ فِيهَا أَحَدٌ مِنْ قُرَيْشٍ: أَنْتَ أَوَّلُهُمْ إِيمَانًا بِاللهِ، وَأَوْفَاهُمْ بِعَهْدِ اللهِ، وَأَقْوَمُهُمْ بِأَمْرِ اللهِ، وَأَقْسَمُهُمْ بِالسَّوِيَّةِ، وَأَعْدَلُهُمْ فِي الرَّعِيَّةِ، وَأَبْصَرُهُمْ

[1] اخرجه الطبراني في المعجم الكبير، باب الصاد- والسنة لابن أبي عاصم

بِالْقَضِيَّةِ وَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَ اللهِ مَزِيَّةً[1]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ، میں تمہارے اوپر غالب ہوں نبوت کی وجہ سے اور میرے بعد نبوت نہیں، اے علی! تجھے سات ایسے فضائل حاصل ہیں کہ جن میں بروزِ قیامت تمہارے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا: (۱)... تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں سب سے پہلے ہو۔ (۲)... اللہ تعالیٰ کے عہد کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے۔ (۳)... اللہ تعالیٰ کے حکم کو سب سے زیادہ قائم کرنے والے۔ (۴)... رعایا میں عدل کرنے والے۔ (۵)... مساوات کے ساتھ تقسیم کرنے والے۔ (۶)... فیصلہ کرنے میں سب سے زیادہ صاحبِ بصیرت ہو اور (۷)... بروزِ قیامت سب سے بلند مرتبہ میں ہو گے۔

[1] اخرجه ابو نعیم الاصبهانی فی حلیة الأولیاء و طبقات الأصفیاء، المهاجرون من الصحابة۔ و کنز العمال۔ تاریخ دمشق

26. عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ أَكْثَرُ خُطْبَتِهِ حَدِيثًا، حَدَّثَنَاهُ عَنِ الدَّجَّالِ، وَحَذَّرَنَاهُ، فَكَانَ مِنْ قَوْلِهِ أَنْ قَالَ: سُورَةُ إِنَّهُ لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ، مُنْذُ ذَرَأَ اللهُ ذُرِّيَّةَ آدَمَ، أَعْظَمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَإِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا إِلَّا حَذَّرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ، وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ [1]

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا۔ آپ نے خطبے میں زیادہ تر دجال کے بارے میں گفتگو فرمائی، اور ہمیں اس سے ڈرایا۔ آپ نے اس خطبے میں یہ بھی فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب سے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو پیدا فرمایا ہے، زمین میں دجال سے بڑا فتنہ ظاہر نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا، اس نے اپنی امت کو دجال سے ضرور ڈرایا۔ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

[1] اخرجه ابن ماجه فی السنن کتاب الفتن، باب فتنة الدجال، وخروج عیسی ابن مریم، وخروج یأجوج، ومأجوج۔ و البعث والنشور۔ السنة لابن ابی عاصم

27. عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً، فَقَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَالْمُقَفِّي، وَالْحَاشِرُ، وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ[1]

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اپنے کئی نام بیان فرمائے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد اور احمد اور مُقَفِّی (سب سے آخر آنے والا) اور حاشر، نبی التوبہ اور نبی الرحمت ہوں۔

28. سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ، قَالَ: قِيلَ: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ أَوْ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ[2]

[1] اخرجه المسلم فی الصحیح، کتاب الفضائل، باب فی أسمائه ﷺ۔ ومسند الإمام أحمد بن حنبل ۔ ومسند البزار

[2] اخرجه احمد بن حنبل فی المسند، أحادیث رجال من أصحاب النبی ﷺ، حدیث أبی الطفیل عامر بن واثلة۔ والصحیح البخاری والسنن الترمذی

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

میرے بعد نبوت تو نہیں ہو گی البتہ مبشرات ہوں گے، کسی نے پوچھا:

یا رسول اللہ ﷺ، مبشرات سے کیا مراد ہے؟ نبی کریم ﷺ نے

فرمایا: اچھے خواب۔ یا فرمایا: نیک خواب۔

29. فَيَقُولُ قَوْمُ نُوحٍ: وَأَيْنَ عَلِمْتَ هَذَا يَا أَحْمَدُ أَنْتَ وَأُمَّتُكَ وَنَحْنُ أَوَّلُ الْأُمَمِ وَأَنْتَ وَأُمَّتُكَ آخِرُ الْأُمَمِ[1]

جب رسول اللہ ﷺ حضرت نوح علیہ السلام کی گواہی دیں گے کہ اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا تو حضرت نوح کی قوم کہے گی: اے احمد، آپ ﷺ اور آپ کی امت کو یہ کیسے معلوم ہو گیا جبکہ ہم تو سب سے پہلی امت ہیں اور آپ ﷺ کی امت سب سے آخری امت ہے۔

30. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ، يَوْمَ القِيَامَةِ بَيْدَ كُلِّ أُمَّةٍ أُوتُوا الكِتَابَ

[1] اخرجه الحاكم فی الصحیحین، کتاب تواریخ المتقدمین من الأنبیاء والمرسلین، ذکر نوح النبی ﷺ

مِنْ قَبْلِنَا، وَأُوتِينَا مِنْ بَعْدِهِمْ، فَهَذَا الْيَوْمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ،

فَغَدًا لِلْيَهُودِ، وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارَى[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم (ظہور کے اعتبار سے سب سے) پچھلے ہیں لیکن قیامت کے روز (مرتبہ میں) سب سے سبقت لے جانے والے ہیں بجز اس کے کوئی بات نہیں کہ اور امتوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ہمیں اس کے بعد دی گئی، پھر یہ دن (جمعہ کا) وہ دن ہے جس میں لوگوں نے اختلاف کیا، اس سے اگلا دن یہود کے لیے مقرر ہوا اور پرسوں (یعنی اتوار) نصاریٰ کے لیے۔

31. وَقَتَادَةُ: احْتَجَّ الْمُسْلِمُونَ وَأَهْلُ الْكِتَابِ، فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ: نَحْنُ أَهْدَى مِنْكُمْ، نَبِيُّنَا قَبْلَ نَبِيِّكُمْ، وَكِتَابُنَا قَبْلَ كِتَابِكُمْ، وَنَحْنُ أَوْلَى بِاللهِ مِنْكُمْ؛ وَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: نَحْنُ أَهْدَى مِنْكُمْ وَأَوْلَى بِاللهِ، نَبِيُّنَا خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، وَكِتَابُنَا يَقْضِي عَلَى الْكُتُبِ الَّتِي قَبْلَهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب حدیث الغار۔ والصحیح المسلم۔ والسنن النسائی

تَعَالَى هَذِهِ الْآيَةَ، ثُمَّ أَفْلَجَ اللهُ حُجَّةَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْأَدْيَانِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: {وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ} وَبِقَوْلِهِ تَعَالَى: {وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ} الْآيَتَيْنِ[1]

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو یہ بات ذکر کی گئی کہ مسلمان اور اہل کتاب نے آپس میں فخر کیا، اہل کتاب نے کہا: ہمارے نبی تمہارے نبی سے پہلے ہیں اور ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے ہے اور ہم اللہ کے نزدیک تم سے زیادہ قریب ہیں، مسلمانوں نے کہا: ہم اللہ کے نزدیک تم سے زیادہ قریب ہیں، ہمارے نبی نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں اور ہماری کتاب تمام کتابوں پر غالب ہے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔۔۔الخ اور وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ۔۔۔الخ اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دلیل کو دوسرے ادیان کی دلیل پر غالب قرار دیا۔

[1] الدر المنثور۔ والاستیعاب فی بیان الأسباب، تفسیر مظہری

32. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمَّا أُسْرِيَ بِي، قَرَّبَنِي رَبِّي حَتَّى كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ كَقَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، بَلْ أَدْنَى، وَعَلَّمَنِي السِّماتِ؛ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَبِّ، قَالَ: هَلْ غَمَّكَ أَنِّي جَعَلْتُكَ آخِرَ النَّبِيِّينَ قُلْتُ: يَا رَبِّ! لا، قَالَ: فَهَلْ غَمَّ أُمَّتَكَ أَنِّي جَعَلْتُهُمْ آخِرَ الأُمَمِ قُلْتُ: لا يا ربِّ، قال: ، وأخبرهم أني جعلتُهم آخِرَ الأُمَمِ؛ لأَفْضَحَ الأُمَمَ عِنْدَهُمْ، وَلا أَفْضَحَهُمْ عِنْدَ الأُمَمْ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شب اسریٰ مجھے میرے رب عزوجل نے نزدیک کیا یہاں تک کہ مجھ میں اور اس میں (بلا کیف) دو کمان بلکہ کم کا فاصلہ رہا اور مجھ سے فرمایا: اے محمد! کیا تجھے اس کا غم ہوا کہ میں نے تجھے سب پیغمبروں کے پیچھے بھیجا ؟میں نے عرض کی: نہیں، فرمایا: کیا تیری امت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے سب امتوں کے پیچھے رکھا؟ میں نے عرض کی: نہیں، فرمایا: اپنی امت کو خبر دے کہ میں نے انہیں سب سے پیچھے اس لئے رکھا کہ دوسری امتوں کے

[1] اخرجه الديلمي في مسند الفردوس، باب اللام- والخصائص الكبرى- و- جمع الجوامع

احوال (نافرمانیاں اور اس پر سزائیں) کا توان کے سامنے ذکر کروں اور انہیں اوروں کے سامنے رسوائی سے محفوظ رکھوں۔

33. عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ آدَمُ وَآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ[1]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سید الانام ﷺ نے فرمایا: انبیاءِ کرام علیہم السلام میں سب سے پہلے (دنیا میں مبعوث ہونے والے) حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری حضرت محمد ﷺ ہیں۔

34. عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْكَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ[2]

[1] اخرجه الطبرانی فی الاوائل باب أول الأنبياء عليهم السلام۔ و الفردوس بمأثور الخطاب الدیلمی

[2] اخرجه الترمذی فی السنن، أبواب المناقب عن رسول الله ﷺ باب فی مناقب أبی حفص عمر بن الخطاب۔ و المعجم الکبیر۔ الطبرانی

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔

35. حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى: رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَاتَ صَغِيرًا، وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ، وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ[1]

حضرت اسماعیل بن ابی خالد بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم نے نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تھا؟ بیان کیا کہ ان کی وفات بچپن ہی میں ہو گئی تھی اور اگر آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کی آمد ہوتی تو آپ ﷺ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب الأدب، باب باب من سمی بأسماء الأنبیاء۔ والصحیح مسلم

36. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ سَلَّمَ: نَزَلَ آدَمُ بِالْهِنْدِ فَاسْتَوْحَشَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَنَادَى بِالْأَذَانِ: اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَقَالَ لَهُ: وَمَنْ مُحَمَّدٌ هٰذَا فَقَالَ: هٰذَا آخِرُ وَلَدِكَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ[1]

حضرتِ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام ہند میں اُترے تو انہیں گھبراہٹ محسوس ہوئی، جبریل امین ان کے پاس آئے اور بلند آواز میں دو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، ایک مرتبہ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور ایک مرتبہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰہ کہا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا: یہ محمد ﷺ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کی: یہ آپ کی اولاد میں سے آخری نبی ہیں۔

37. عَنْ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: وَاللهِ إِنِّي لَفِي مَنْزِلِي ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ وَأَنَا أَحْفَظُ مَا أَرَى وَأَعِي مَا أَسْمَعُ، وَأَنَا مَعَ أَبِي، إِذْ دَخَلَ عَلَيْنَا فَتًى مِنَّا يُقَالُ لَهُ ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ، وَهُوَ يَوْمُ نَجْوَى، فَتَحَدَّثَ

---

[1] اخرجه أبي نعيم الأصبهاني في حلية الأولياء وطبقات الأصفياء۔ فمن الطبقة الأولى من التابعين

فَقَالَ: زَعَمَ يَهُودِيٌّ مِنْ يَهُودِ قُرَيْظَةَ السَّاعَةَ، وَهُوَ يُلَاحِينِي، قَدْ أَظَلَّ خُرُوجُ نَبِيٍّ يَأْتِي بِكِتَابٍ مِثْلَ كِتَابِنَا، يَقْتُلُكُمْ قَتْلَ عَادٍ، قَالَ حَسَّانُ: فَوَاللهِ إِنِّي لَعَلَى فَارِعٍ - يَعْنِي أُطُمَّ - حَسَّانَ فِي السَّحَرِ إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مَا أَسْمَعُ صَوْتًا قَطُّ أَنْفَذَ مِنْهُ، فَإِذَا يَهُودِيٌّ عَلَى أُطُمٍّ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ، مَعَهُ شُعْلَةٌ مِّنْ نَّارٍ، فَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَقَالُوا مَا لَكَ وَيْلَكَ (رحمہم اللہ) قَالَ حَسَّانُ: فَأَسْمَعُهُ يَقُولُ: هَذَا كَوْكَبُ أَحْمَدَ قَدْ طَلَعَ، هَذَا كَوْكَبٌ لَا يَطْلُعُ إِلَّا بِالنُّبُوَّةِ، وَلَمْ يَبْقَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا أَحْمَدُ، قَالَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَضْحَكُونَ مِنْهُ وَيَعْجَبُونَ لِمَا يَأْتِي مِنْهُ[1]

حضرت حسّان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں سات برس کا تھا، ایک دن پچھلی رات کو وہ سخت آواز آئی کہ ایسی جلد پہنچتی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مدینے کے ایک بلند ٹیلے پر ایک

[1] اخرجه أبو نعيم الأصفهاني في دلائل النبوة الفصل الخامس۔ والخصائص الكبرى

یہودی ہاتھ میں آگ کا شعلہ لئے چیخ رہا ہے لوگ اس کی آواز پر جمع ہوئے وہ بولا:

هَذَا كَوْكَبُ أَحْمَدَ قَدْ طَلَعَ. هَذَا كَوْكَبٌ لَا يَطْلُعُ إِلَّا بِالنُّبُوَّةِ، وَلَمْ يَبْقَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا أَحْمَدُ

یہ احمد ﷺ کے ستارے نے طلوع کیا، یہ ستارہ کسی نبی ہی کی پیدائش پر طلوع کرتا ہے اور اب انبیاء میں سوائے احمد ﷺ کے کوئی باقی نہیں۔

38. عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَأَنَا مَعَهُ حَتَّى دَخَلْنَا كَنِيسَةَ الْيَهُودِ بِالْمَدِينَةِ، يَوْمَ عِيدٍ لَهُمْ، فَكَرِهُوا دُخُولَنَا عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ أَرُونِي اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا يَشْهَدُونَ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، يُحْبِطِ اللهُ عَنْ كُلِّ يَهُودِيٍّ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ الْغَضَبَ، الَّذِي غَضِبَ عَلَيْهِ» قَالَ: فَأَسْكَتُوا مَا أَجَابَهُ مِنْهُمْ أَحَدٌ، ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِمْ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ ثَلَّثَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، فَقَالَ: أَبَيْتُمْ فَوَاللهِ إِنِّي

لَأَنَا الْحَاشِرُ، وَأَنَا الْعَاقِبُ، وَأَنَا النَّبِيُّ الْمُصْطَفَى، آمَنْتُمْ أَوْ كَذَّبْتُمْ[1]

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کہیں جا رہے تھے، میں بھی ہمراہ تھا۔ یہ یہودیوں کی عید کا دن تھا۔ ہم لوگ چلتے چلتے مدینہ میں ان کے ایک گرجا گھر میں پہنچے۔ انہوں نے ہمارے وہاں آنے کو اچھا نہیں سمجھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے گروہ یہود! تم مجھے اپنے بارہ آدمی ایسے دکھا دو جو اس بات کی گواہی دیتے ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ آسمان کی اس چھت تلے جتنے یہودی رہتے ہیں اللہ سب سے اپنا وہ غضب دور فرمادے گا جو ان پر مسلط ہے، لیکن وہ لوگ خاموش رہے اور ان میں سے کسی نے بھی اس کا جواب نہ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ یہ بات ان کے سامنے دہرائی، تاہم کس نے بھی جواب نہ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لوگ انکار کرتے ہو حالانکہ اللہ کی قسم! میں ہی حاشر ہوں، میں ہی خاتم الانبیاء ہوں، میں ہی نبی مصطفیٰ ہوں خواہ تم ایمان لاؤ یا تکذیب کرو۔

[1] اخرجه احمد بن حنبل فی المسند، حديث عوف بن مالك الأشجعي الأنصاری۔ والمستدرك علی الصحيحين

39. عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا بُعِثْتُ فَاتِحًا وَخَاتِمًا، وَأُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَفَوَاتِحَهُ[1]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں دریائے رحمت کھولنے والا اور نبوت و رسالت کو ختم کرنے والا بنا کر مبعوث ہوا ہوں اور مجھے جوامع الکلم (ایسے کلمات ہیں جو عبارت کے لحاظ سے مختصر اور معانی و مطالب کے لحاظ سے جامع ہوں) اور فواتح الکلم عطاء ہوئے ہیں۔

40. عَنْ أَبِي مَنْظُورٍ قَالَ: لَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَصَابَهُ مِنْ سَهْمِهِ أَرْبَعَةُ أَزْوَاجِ نِعَالٍ وَأَرْبَعَةُ أَزْوَاجِ خِفَافٍ، وَعَشْرُ أَوَاقِ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ، وَحِمَارٌ أَسْوَدُ، وَمِكْتَلٌ. قَالَ: فَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِمَارَ، فَكَلَّمَهُ الْحِمَارُ، فَقَالَ لَهُ: مَا اسْمُكَ قَالَ: يَزِيدُ بْنُ شِهَابٍ، أَخْرَجَ اللهُ مِنْ نَسْلِ جَدِّي سِتِّينَ حِمَارًا، كُلُّهُمْ لَمْ يَرْكَبْهُمْ إِلَّا نَبِيٌّ، وَلَمْ يَبْقَ مِنْ نَسْلِ جَدِّي غَيْرِي، وَلَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ غَيْرُكَ وَقَدْ كُنْتُ أَتَوَقَّعُكَ أَنْ تَرْكَبَنِي، قَدْ كُنْتُ قَبْلَكَ لِرَجُلٍ يَهُودِيٍّ، وَكُنْتُ أُعْثِرُ

[1] اخرجه عبد الرزاق فی المصنف، کتاب أهل الکتاب مسألة أهل الکتاب۔ وشعب الایمان

بِهِ عَمْدًا، وَكَانَ يُجِيعُ بَطْنِي وَيَضْرِبُ ظَهْرِي، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ سَمَّيْتُكَ يَعْفُورًا[1]

حضرت ابو منظور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کی غنیمت میں سے نبی کریم ﷺ کے حصہ میں یہ چیزیں آئیں: چار خچر، چار جوڑے موزوں کے، دس اوقیہ سونا چاندی، ایک پیانہ، ایک سیاہ گدھا۔ آپ گدھے سے ہم کلام ہوئے اور اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا: میرا نام یزید بن شہاب میرے آباؤ اجداد سے 60 گدھے ایسے تھے جن پر انبیاء سوار ہوئے اور اس نسل میں سوا میرے اور انبیاء میں سوا حضور ﷺ کے کوئی باقی نہیں، مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور ﷺ مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس نسل میں سوا میرے اور انبیاء میں سوا حضور ﷺ کے کوئی باقی نہیں، میں ایک یہودی کے پاس تھا اسے قصداً گرادیا کرتا: وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا، حضور اقدس ﷺ نے اس کا نام یعفور رکھا۔

---

[1] اخرجه ابن كثيرفى البداية والنهاية، كتاب دلائل النبوّة، باب مايتعلق بالحيوانات- وتاريخ مدينة دمشق بابن عساكر- لسان الميزان، بابن حجر العسقلانی

عقیدہ ختم نبوت

ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ ختم نبوت کا یہ عقیدہ اسلام کے بنیادی اور اجتماعی عقائد میں سے ہے، جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے گئے ہیں۔ عہد نبوت ﷺ سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ بلا کسی تاویل کے آخری نبی ہیں۔ قرآن مجید کی ایک سو آیات کریمہ، رحمت عالم ﷺ کی احادیث متواترہ (210 تقریباً) سے یہ مسئلہ ثابت ہے، آنحضرت ﷺ کی امت کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے گا۔ آج بھی اس پر تمام محدثین مفسرین اور علماء امت متفق ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي [1]

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔

[1] المائدہ:3

دیگر انبیاء و رسل علیہم السلام کسی نہ کسی مخصوص انسانی گروہ، طبقے یا جماعت کی طرف مبعوث ہوئے جبکہ آپ ﷺ ابد الا باد تک جملہ کائنات انسانی کی جانب بھیجے گئے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا[1]

ترجمہ: آپ فرمادیں اے لوگو ! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔

گروہ انبیاء کے دیگر ذی وجاہت افراد کو زمان و مکان کی حدود میں انداز ملا تو آپ کو ان حدود سے ماوراء شان انداز عطا ہوئی۔ارشاد فرمایا گیا:

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا[2]

ترجمہ: (وہ اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے (حق و باطل میں فرق اور) فیصلہ کرنے والا (قرآن) اپنے (محبوب و مقرب) بندہ پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈر سنانے والا ہو جائے۔

[1] الاعراف:158

[2] الفرقان:1

دیگر انبیاء بلاشبہ رحمت حق کے مظہر تھے لیکن آپ ﷺ کو رب العزت نے سراسر اپنی رحمت قرار دیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ[1]

ترجمہ: اور (اے رسول محتشم)، ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت۔

گویا آپ کو صرف رحمت نہیں بلکہ سرچشمہ رحمت بنا کر بھیجا گیا اور آپ ﷺ کی رحمت محدود نہیں بلکہ دنیا و عقبیٰ کو محیط ہے۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کو خاص خطہ زمین کی نوازشات عطا ہوئیں تو آپ ﷺ کو کائنات ارض و سماوات کے خزانے ارزانی فرمائے گئے ۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ[2]

ترجمہ: مجھے دنیا کے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی گئی ہیں۔

[1] الانبیاء:107

[2] بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب الصلوۃ علی الشھید، کتاب المغازی، باب أحد یحبنا و نحبہ، کتاب الرقائق، باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا۔ کتاب الرقائق، باب فی الحوض۔ مسلم، الصحیح، کتاب الفضائل باب اثبات حوض

وجود مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جملہ محاسن و کمالات نبوت اس نقطہ کمال تک پہنچے کہ اب قصر نبوت کا اور کوئی گوشہ تشنہ تکمیل نہ رہا اور نبوت کی رفیع الشان عمارت ہر لحاظ سے مکمل ہوگئی تو سلسلہ نبوت ورسالت کو ختم کر کے آپ ان کے سر انور پر ختم نبوت کا تاج سجا دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا[1]

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور (سب انبیاء علیہم السلام کے آخر میں) سلسلہ نبوت ختم کرنے والے ہیں، اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاتم النبیّین ہونے کی خصوصیت کا خود اعلان فرمایا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[1] الاحزاب:40

نے فرمایا:

إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِی وَلَا نَبِیَّ[1]

ترجمہ: سلسلہ نبوت ورسالت منقطع ہو چکا ہے سو میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔

اپنی شان خاتمیت کا اظہار آقائے نامدار ﷺ نے ایک مقام پر انتہائی اچھوتے تمثیلی انداز میں اس طرح بھی فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ[2]

---

[1] 1الترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الرؤیا، باب ذهبت النبوة وبقیت المبشرات، 2۔ احمد بن حنبل، المسند، 3: حاکم، المستدرك علی الصحیحین

[2] البخاری، الصحیح، کتاب المناقب، باب خاتم النبیّین، 2 مسلم، الصحیح، کتاب الفضائل، باب ذکر کونه خاتم النبیّین

ترجمہ: بیشک میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایک ایسے شخص کی طرح ہے جس نے ایک گھر تعمیر کیا اور اسے بہت خوبصورت اور عمدہ بنایا لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ رہنے دی، لوگ اس گھر کے گرد چکر لگاتے اور اس پر خوشی کا اظہار کرتے اور کہتے یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی پس میں ہی قصر نبوت کی وہ آخری خشت ہوں اور میں ہی آخری نبی ہوں۔

سلسلہ انبیاء کے ختم ہونے کے بعد قصر نبوت کی تعمیر حبیب خدا حضرت محمد ﷺ کی بعثتِ سعیدہ کے ساتھ مکمل ہوگئی، لہذا اب جو کوئی دعویٰ نبوت کرے گا، کذاب ہوگا۔

محاسن مصطفٰے ﷺ اور شانِ ختم نبوت

ورفعنالک ذکرک

تاجدار کائنات ﷺ کی شان ختم نبوت کو مزید اجاگر کرنے کے لیے اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو رفعت ذکر کی خلعت فاخرہ سے بھی نوازا، ارشاد فرمایا:

وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ[1]

ترجمہ: اور (اے حبیب ﷺ) ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس کی تفسیر رب ذوالجلال نے خود فرمائی۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: إِنَّ رَبِّي وَرَبَّكَ يَقُولُ: كَيْفَ رَفَعْتُ لَكَ ذِكْرَكَ، قُلْتُ: اللهُ أَعْلَمُ، قَالَ: إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِي[2]

---

[1] الانشراح:3

[2] اخرجه ابی یعلی فی المسند، من مسند أبی سعید الخدری۔ والصحیح ابن حبان

ترجمہ: حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریل امین میرے پاس آئے اور پوچھا: بے شک میرا اور آپ کا رب پوچھ رہا ہے کہ (اے حبیب مکرم ﷺ، کیا تم جانتے ہو کہ) میں نے تمہارا ذکر کیسے بلند کیا؟ میں نے عرض کیا: اللہ اعلم۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: جب میرا ذکر ہوگا، تیرا ذکر بھی ساتھ ہوگا (یعنی میں نے تیرے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ جوڑ دیا ہے)۔

و رفع اللہ ذکر خیر الأنبیاء و المرسلین بہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تکریما و تشریفا لمن حمل الرسالۃ و ادی الأمانۃ و نصح الامۃ و جاھد فی اللہ حق الجھاد حتی آتاہ الیقین

ترجمہ: اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے ذکر کو اتنا بلند کر دیا کہ جہاں اپنا ذکر فرمایا ساتھ ہی اپنے حبیب ﷺ کا ذکر کیا اور جہاں رسول ﷺ کا ذکر کیا وہیں اپنا ذکر فرمایا تاکہ سب کو علم ہو جائے کہ قیامت تک آنے والے زمانوں کے لیے یہی میرا آخری رسول ﷺ ہے۔ اب رہتی دنیا تک جہاں اللہ کا نام آئے گا وہیں رسول آخر و اعظم ﷺ کا نام آئے گا۔

ان آیات مبارکہ سے یہ حقیقت واضح ہے کہ ہر مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ذکر کو جس طرح اپنے ذکر کے ساتھ یکجا کر دیا ہے۔ اس کی غائت اولیٰ و منتہا ختم نبوت ہی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی اور نبی نے بھی آنا ہوتا تو محبتوں اور عقیدتوں کے وہ نگینے، ادب واحترام کے وہ قرینے، اطاعت واتباع کے وہ پیرائے اور شان و عظمت اور رفعت ذکر کے وہ زاویئے جو صرف آپ ﷺ کے ذکر جمیل کے لیے مخصوص کیے گئے، ان میں سے کچھ بعد میں آنے والے کے لیے بھی مختص کر دیئے جاتے۔ مگر اللہ رب العزت نے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی ساری شانیں اپنے محبوب اولین و آخرین کو عطا فرما دیں۔

ٹائم اور سپیس کے اعتبار سے اس وقت دنیا میں کوئی ایسا منٹ نہیں جب کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی اذان (آپ ﷺ کے رسول ہونے کی شہادت کی صورت) نہ ہو رہی ہو۔

ادب واحترام و تعظیم مصطفےٰ ﷺ

خیال رہے کہ اس درجہ ادب کی تعلیم پہلے جلیل القدر انبیاء میں سے کسی کے بارے میں نہیں دی گئی تھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ چونکہ خاتم النبییّن کے درجے پر فائز کیے گئے اس لیے بغایت درجہ ادب کا یہ پہلو بھی صرف آپ ﷺ کے لیے

مختص کیا گیا۔ اللہ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی تربیت کے لیے قرآن حکیم میں حضور نبی اکرم ﷺ کو ذاتی نام سے نہیں پکارا۔ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے ذاتی نام لے کر مخاطب فرمایا جیسے یا آدم، یا نوح، یا إبراھیم، یا موسی، یا عیسیٰ، یا داؤد، یا ذکریا، یایحییٰ، مگر حضور خاتم النبیّین ﷺ کو ذاتی نام کی بجائے مختلف صفات والقاب سے مخاطب فرمایا، مثلاً یا ایھا المزمل، یا ایھا المدثر یا ایھا الرسول، یا ایھا النبی جیسے القاب لائے گئے جن سے بے پناہ محبت اور اپنائیت کا اظہار ہوتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی اس درجہ تعظیم و توقیر اور ادب و احترام کے اہتمام سے آپ ﷺ کی شان خاتمیت کا اظہار ہوتا ہے۔

معجزات مصطفےٰ ﷺ کی جامعیت

دین اسلام میں ایمان اور اسلام کا مرکز و محور ذات محمدی ﷺ سے نسبت کا استحکام ہے، جبکہ آپ ﷺ کے در سے دوری اور مہجوری ذلت و خواری اور ضلالت وگمراہی ہے۔ آپ ﷺ خاتم النبیّین ہونے کی وجہ ہی سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے اور باقی انبیاء کرام علیھم السلام کو جو معجزے انفرادی طور پر عطا کیے گئے تھے وہ سارے کے سارے

آپ ﷺ کی ذات اقدس میں جمع کردیئے گئے۔ چنانچہ حضور ﷺ کے حسن وجمال کا یہ عالم ہے کہ حسن کائنات بلکہ حسن یوسف بھی اس کے سامنے ماند پڑ جائے۔ جس گلی سے حضور ﷺ گزرتے، دیر تک خوشبو بہ داماں رہتی۔

آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کو صحابہ رضی اللہ عنہم خوشبو و عنبر کی جگہ استعمال کرتے۔ آپ ﷺ درختوں کو حکم فرماتے تو وہ اپنی جڑوں سمیت چل کر آجاتے، چاند کو اشارہ فرمایا تو اسکا سینہ شق ہو گیا، ڈوبتے سورج کو حکم فرمایا تو وہ الٹے قدم واپس پلٹ آیا۔ کنکریوں کو حکم فرمایا تو وہ کلمہ پڑھنے لگیں، انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹنے شروع ہو گئے۔ اس طرح کے بے شمار معجزے زبان وحال سے حضور ﷺ کے اعجاز رسالت اور ختم نبوت کی گواہی دیتے ہیں۔ دور و نزدیک سے سننے والے کانوں کی قوت سماعت ایسی کہ آج بھی میلوں دور بیٹھے دنیا کے کسی کونے میں پڑھتے ہوئے امتی کے درود و سلام کو سن لیں۔ خشک کنویں میں آقا ﷺ نے لعاب دہن ڈالا تو وہ پانی سے بھر گیا، نابینا کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا تو اسے کھوئی ہوئی بینائی مل گئی، کٹے ہوئے بازو پر لعاب

دہن لگایا تو وہ جسم کے ساتھ پیوست ہو گیا۔ حضرت ام معبد کی بکری کے خشک تھنوں کو ہاتھ لگایا تو وہ سوکھے پستان دودھ سے بھر گئے، کھارے چشمے کو فقط اشارہ کریں تو وہ میٹھا ہو جائے، کھجور کی خشک شاخ کو ہاتھ لگائیں تو وہ روشن مشعل میں تبدیل ہو جائے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے فوت شدہ بچوں کو باذن الٰہی زندہ کر دیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی باہر نکلی ہوئی آنکھ ہاتھ لگانے سے جڑ جائے اور اس میں ایسی بینائی آجائے جو پہلے نہیں تھی۔ وہ خاتم النبیّین جن کے ذکر کو خدا بلند کرے، کیا اسکے بعد بھی کسی نبی کی ضرورت رہ جاتی ہے۔ ہمیں برملا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جب انبیاء کا ہر کمال نبوت پیکر مصطفوی ﷺ میں اپنے نقطہ کمال کو پہنچ گیا تو دائرہ نبوت مکمل ہو گیا۔ اور آپ ﷺ ان تمام محاسن و محامد کے جامع بن گئے جو پہلے انبیاء و رسل علیہم السلام میں فرداً فرداً موجود تھے۔

ختمِ نبوت-قرآنی عقیدہ

سیدنا محمد ﷺ کے خاتم النبیّین ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا، خاتم النبیّین (آخری نبی) کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ حضرت محمد ﷺ وہ ہستی ہیں جنہوں نے سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی۔ اب آپ ﷺ کے بعد قیامت تک نبوت کا یہ دروازہ کسی کے لیے نہیں کھولا جائے گا۔ جناب محمد رسول اللہ ﷺ قیامت تک تمام جنات اور تمام انسانوں اور تمام قوموں اور قبیلوں اور تمام زمانوں اور تمام مکانوں کے بسنے والوں کے لیے رسول ہیں اور نبی ہیں کیونکہ نبی عام ہیں اور رسول خاص ہیں۔

قرآن کریم کا معجزہ، اسکی حفاظت دلیل ہے کہ اب کوئی اور نبی نہیں ہوگا۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[1]

ترجمہ: بیشک یہ ذکرِ عظیم (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

[1] الحجر:9

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا[1]

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلہ نبوت ختم کرنے والے) ہیں، اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

زیر نظر آیت کریمہ جو مسئلہ ختم نبوت کو صراحت کے ساتھ بیان کرتی ہے دو حصوں پر مشتمل ہے۔ایک یہ کہ کسی بالغ مرد کا باپ نہ ہونا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ خاتم النبیّین ہیں جبکہ دوسرا حصہ صریح الفاظ میں آپ ﷺ کی ختم نبوت کو بیان کرتا ہے۔کوئی سوال کر سکتا ہے کہ کسی بالغ مرد کا باپ ہونا ختم نبوت میں مانع کیسے ہو گیا اور باپ نہ ہونے سے ختم نبوت کیسے ثابت ہو گئی جبکہ سابقہ انبیاء جیسے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام،

[1] الاحزاب:40

حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا بالغ اولاد کا باپ ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کسی بالغ مرد کے باپ نہیں۔ یہ ذکر کر کے آپ ﷺ کی ابوت کی نفی کی گئی ہے جس کے اندر کئی حکمتیں کارفرما ہیں جن میں سے چند ایک کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ اگر بیٹا باپ کے نقش قدم پر اور تابع فرمان ہو تو اس کے اندر ابنیت کے باعث جزئیت پیدا ہو جاتی ہے، وہ متعدد وجوہ کی بنا پر باپ کا جز ہوتا ہے جس میں باپ کے چاہنے یا نہ چاہنے کا کوئی تعلق نہیں۔ شکل و صورت، اخلاق و عادات، شمائل و خصائل اور طبیعی و روحانی خوبیوں میں وہ باپ سے مماثلت رکھتا ہے۔ حیاتیاتی سائنس کے مطابق یہ خصوصیات جینز (Genes) اور (Chromosomes) کے ذریعے باپ سے بیٹے میں منتقل ہوتی ہیں اور اس عمل کو کوئی چاہے بھی تو نہیں روک سکتا۔

بیٹے میں جزئیت کے باعث باپ کی کئی خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں بشرطیکہ وہ ان کو اپنے اخلاق و عادات کا حصہ بنائے۔ اگر باپ صالح ہو تو شراکت امور خیر میں ہو گی۔ غیر

صالح ہو تو شراکت اسے برائی کی طرف لے جائے گی۔ شراکت کے ساتھ وراثت بھی باپ سے بیٹے میں منتقل ہوتی ہے۔اس طرح ابنیت میں یہ تین چیزیں (جزئیت، شراکت اور وراثت) بیٹے میں منتقل ہوتی ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا میراث نبوت کو جاری رکھنے کے لیے بیٹے کی دعا مانگنا قرآن میں مذکور ہے جیسے حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی تھی۔قرآن حکیم بیان کرتا ہے:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ[1]

ترجمہ: اسی جگہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی، عرض کیا: میرے مولا مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو ہی دعا کا سننے والا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد چونکہ کسی نبی نے نہیں آنا تھا اس بناء پر آپ ﷺ کسی بالغ مرد کے باپ نہ ہوئے، کیونکہ اگر آپ ﷺ کا کوئی صاحبزادہ زندہ ہوتا وہ

[1] آل عمران:38

بلوغت کی عمر کو پہنچ کر نبی بن جاتا جس سے آپ ﷺ کی ختم نبوت باقی نہ رہتی۔

اس کی تائید درج ذیل حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے صاحبزادے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انتقال پر آپ ﷺ نے فرمایا:

وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا[1]

ترجمہ: اگر وہ (ابراہیم) زندہ رہتے اور سن بلوغت کو پہنچ جاتے تو سچے نبی ہوتے۔

اسی حکمت کی بنا پر حضور نبی اکرم ﷺ کے صاحبزادے سیدنا قاسم، سیدنا طیب طاہر اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام بچپن میں ہی وصال فرما گئے، کوئی بھی سن بلوغت کو نہ پہنچا۔اسی لیے قرآن نے آپ ﷺ کی ابوت کی نفی فرمائی،ابوت کے لیے بالغ مرد ہونا شرط ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ[2]

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے بھی مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔

---

[1] ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الصلاۃ

[2] النحل:43

ان آیات سے واضح ہے کہ قرآن حکیم نے ختمِ نبوت کے اثبات میں آپ ﷺ کے کسی مرد کا باپ ہونے کی تو نفی فرمائی لیکن کسی بچے کا باپ ہونے کی نفی نہیں فرمائی۔

اب ہم اس مضمون کو ان آیات کی روشنی میں مزید واضح کرتے ہیں جن میں آپ ﷺ نے اپنے لیے ابوت کی نفی کی ہے۔

یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے جیسا کہ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 30 میں ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللهِ

ترجمہ: اور یہود نے کہا: عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاری نے کہا: مسیح علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔

سورۃ اخلاص میں ابویت کی مکمل نفی تصور توحید کے اثبات میں کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَمْ يَلِدْ[1]

ترجمہ: نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے

[1] الاخلاص:3

یہود و نصاریٰ کے عقیدے کا رد حضور نبی اکرم ﷺ کی زبان اقدس سے کرایا گیا:

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ[1]

ترجمہ: فرما دیجئے کہ اگر **بفرض محال** رحمٰن کے (ہاں) کوئی لڑکا ہوتا (یا اولاد ہوتی) تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوتا۔

اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو کسی نہ کسی شکل کی یا کسی نہ کسی طرح کی الوہیت اس میں ضرور پیدا ہو جاتی، اور اس کی الوہیت کے اوصاف اس میں کسی حد تک منتقل ہونے کے باعث وہ یقینا معبود ہوتا، کیونکہ یہ تو امر محال ہے کہ خدا کا بیٹا نافرمان ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ کی شانِ الوہیت کے لائق نہیں تھا کہ اس کے سوا کوئی اور بھی معبود ہو۔ لہذا اس بات کو خارج از امکان قرار دینے سے اس کی ابنیت اور ابوت کی خود بخود نفی ہو گئی۔ حضور نبی اکرم ﷺ سے وحی کی زبان میں کہلوایا گیا کہ اگر کوئی اللہ کا بیٹا ہوتا تو اس کی تصدیق کرنے کی بھی ضرورت نہ ہوتی اور میں اس کو سجدہ کرتا۔

[1] الزخرف:81

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ[1]

ترجمہ: فرما دیجئے کہ بے شک میری نماز اور میرا حج و قربانی (سمیت سب بندگی) اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور اس کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں (جمیع مخلوقات میں) سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

قرآن حکیم نے اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ ہونے پر یہ دلیل دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا ہوا اور بیٹا ہو کر بھی خدا نہ ہو تو اس کی خدائی پر حرف آتا ہے۔ اسی طرح اگر بیٹا ہو کر خدا ہو پھر اس کی خدائی میں شرک واقع ہوتا ہے اس لیے بیٹے سے پاک ہونے کا قطعی اعلان ہوا تا کہ نہ خدائی پر حرف آئے اور نہ خدائی میں شرک لازم آئے۔

ربط آیات کو مد نظر رکھیں تو ان کا باہمی تعلق واضح ہوتا ہے اور اس بات کی حکمت سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کسی جوان بیٹے کا باپ

[1] الانعام: 162،163

ہونے کی نفی کیوں کی؟ اپنی توحید کا بیان کرتے ہوئے اپنے لیے مطلقاً بیٹے کی نفی فرمائی اور اپنے محبوب ﷺ کی رسالت کے بیان میں آپ ﷺ کے لیے جوان بیٹے کی نفی فرمائی۔ اس سے بتانا یہ مقصود تھا کہ جس طرح میرا کوئی بیٹا نہیں اسی طرح میرے محبوب ﷺ کا بھی کوئی بیٹا نہیں، اس فرق کے ساتھ کہ محمد مصطفےٰ ﷺ مخلوق ہیں، ان کا بیٹا ہو سکتا ہے چنانچہ آپ ﷺ کا بیٹا ہوا جو سن بلوغت کو پہنچنے سے قبل ہی وفات پا گیا اور میں چونکہ خدا ہوں، میری صفت لم یلد ولم یولد ہے، میرا کوئی بیٹا ہو ہی نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت میں شرک کی نفی کے لیے اپنی ابوت کی نفی فرمائی اور اپنے محبوب ﷺ کی ختم نبوت میں شرک کا امکان ختم کرنے کے لیے آپ ﷺ کے لیے جوان بیٹے کا باپ ہونے کی نفی فرما دی۔

خاتم النبیّین کے مبارک الفاظ لانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خبردار فرمانا چاہتا ہے کہ لوگو! یہ میرا آخری رسول جو تمہارے پاس پیغام ہدایت لے کر آیا ہے اس کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ اب قیامت تک میرے محبوب کی ہی نبوت کا چرچا ہوتا رہے گا اور انہی کی شریعت پر عمل ہو گا۔ تم

اپنے احوال کو درست کرلو اور اس نبی آخر الزماں ﷺ کی محبت و اتباع کو حرز جان بنا لو۔

سورہ احزاب کی آیت نمبر 40 میں ولکن رسول اللہ ﷺ کے بعد وخاتم النبیین وارد ہوا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ سلسلہ انبیاء کو ختم کرنے والے رسول ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ آیت میں 'ولکن رسول اللہ' کے بعد رسول کی مناسبت سے وخاتم الرسل (اور رسولوں کے خاتم ہیں) ہونا چاہئے تھا لیکن فرمایا: "وخاتم النبیین" ہیں۔ آپ تمام نبیوں کے خاتم ہیں، اس ذکر کرنے کا سبب کیا ہے؟ اس سوال کے جواب سے پہلے ضروری ہے کہ نبی اور رسول میں فرق کو سمجھ لیا جائے۔

نبی اور رسول میں فرق یہ ہے کہ ہر نبی رسول نہیں لیکن ہر رسول کے لیے نبی ہونا ضروری ہے، جب تک کوئی نبی نہ ہو وہ رسول ہو ہی نہیں سکتا۔ نبی وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ وحی بھیجے اور اس سے کلام کرے، وہ اسے شریعت اور کتاب دے یا نہ دے، کلام کرنا شرط ہے خواہ براہ راست کرے یا فرشتہ بھیج کر یا پردے کے پیچھے سے کرے۔

عالم ارواح میں میثاق اور شان ختم نبوت

اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ آخر الزمان پیغمبر پر ایمان لائے۔ یعنی اسے اللہ کا سچا نبی مانے اور اپنی امت کو اس کی آمد کی اطلاع دے اور انہیں حکم دے کہ اگر وہ اس کا زمانہ پائیں تو اس پر ایمان لائیں۔ آپ جس زمانہ میں بھی مبعوث ہوتے تو آپ ہی نے رسول اعظم ہونا تھا، اور تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کی اطاعت مقدم اور واجب تھی، یہی وجہ ہے جب سب نبی مسجد اقصی میں جمع ہوئے تو آپ ﷺ ہی نے سب کی امامت فرمائی اور جب اللہ عزوجل میدان حشر میں اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا تو آپ ﷺ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں شفاعت کریں گے، اور مقام محمود صرف آپ ہی کو زیبا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ[1]

ترجمہ: اور (اے محبوب ﷺ، وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد کر لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے

[1] آل عمران:81

پاس (وہ سب پر عظمت والا) رسول تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہونگی تو ضرور بالضرور تم ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور انکی مدد کرو گے۔

مذکورہ بالا آیات کریمہ میں اس مفہوم پر مبنی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ سب سے آخر میں تشریف لانے والے باعظمت رسول حضرت محمد مصطفے ﷺ نہ صرف پہلے آنے والی کتابوں بلکہ سابقہ انبیاء کی بھی تصدیق کرنے والے ہیں۔ان برحق نازل ہونے والی آسمانی کتابوں میں صراحت کے ساتھ آپ ﷺ کی آمد کی خوشخبری سنائی گئی تھی اور آپ کے نبی آخر الزماں ہونے کا ذکر پوری علامات کے ساتھ کر دیا گیا تھا۔

سورہ آل عمران کی آیت نمبر 81 میں نہ صرف خلقت محمدی ﷺ اور عظمت رسالت نبوی ﷺ کا ذکر ہو رہا ہے بلکہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اس میں ختم نبوت کا بیان بھی موجود ہے۔آیت مذکورہ میں واضح طور پر دو پہلو از روئے استدلال ختم نبوت سے متعلق ہیں۔

1۔ ثُمَّ جَاءَکُمْ رَسُولٌ کے کلمات کے ذریعے اللہ تعالٰی انبیاء کرام علیہم السلام کو مخاطب کر کے ارشاد فرما رہا ہے کہ جب تم سب آجاؤ گے اور اپنی اپنی نبوتوں

کے زمانے گزار لوگے اور کسی حال میں کوئی نیا نبی یا رسول آنے والا نہیں ہوگا تو پھر تم سب کے آخر میں میرا پیارا رسول ﷺ آئے گا۔

2۔ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ کے کلمات کے ذریعے حضور نبی اکرم ﷺ کو تمام انبیاء کا مصدق قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ دوسرے تمام انبیاء آئندہ آنے والوں کے لیے مبشر تھے۔ انہوں نے باری باری حضور نبی اکرم ﷺ کی آمد کی بشارتیں دیں لیکن حضور ﷺ کسی کے مبشر نہیں بلکہ سب کے مصدق ہیں اور یہ حقیقت تو اظہر من الشمس ہے کہ تصدیق کرنے والا (مصدق) سب کے بعد ہی آتا ہے۔ بفرض محال اگر حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی اور نبی آنے والا ہوتا تو حضور نبی اکرم ﷺ لازماً اسکے مبشر ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا کہ دوسرے انبیاء کی طرح آپ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آئے۔ اس لیے کہ اس سے آپ ﷺ کی عالمگیر رسالت اور نبوت نامہ میں نقص یا کمی کا شائبہ ہو سکتا تھا۔ چونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی نبوت کو تا قیامت قائم رکھنا مقصود تھا اس لیے خدائے علیم و خبیر نے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام آپ ﷺ سے پہلے بھیج دیئے، اور آپ ﷺ کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا خاتم بنا دیا۔

سورۃ آل عمران کی مذکورہ آیت میثاق میں لفظ ثم استعمال ہوا ہے جو کہ بعد میں آنے والے کے لیے ہوتا ہے۔ پہلے انبیاء کو کتاب و حکمت کے ساتھ بھیج دیئے جانے کا ذکر کرنے کے بعد ثم کا استعمال بعدیت پر دلالت کر رہا ہے جسکا معنی یہ ہے کہ اے گروہ انبیاء و رسل علیہم السلام! جب تم سارے کے سارے کتاب و حکمت کے ساتھ آچکو گے تو پھر تم سب کے بعد وہ رسول آئے گا، جو نبی آخر الزماں ہے، وہ تاجدار کائنات، شان مصدقیت کا پیکر بن کر آئے گا اور وہ تمہاری نبوت و رسالت، تمہاری تعلیمات اور ہدایات کی تصدیق فرمائے گا۔

وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ[1]

ترجمہ: اور جب اللہ تعالی نے انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں اور پھر ایسا رسول تمہارے پاس آیا جو تمہاری آسمانی کتابوں کی تصدیق کرے (یعنی محمد ﷺ) تو تم سب ان پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو۔

[1] آل عمران:81

اس آیت میں خداوند عز و جل نے اس عہد و میثاق کا ذکر فرمایا ہے جو ازل میں تمام انبیاء سے آنحضرت ﷺ کے بارے میں لیا گیا ہے، اس آیت میں نبی کریم ﷺ کے تمام انبیاء کے بعد تشریف لانے کو لفظ ثم کے ساتھ ادا کیا گیا ہے جو لغت عرب میں تراخی یعنی مہلت کے لئے آتا ہے، جب کہا جاتا ہے کہ جاءنی القوم ثم عمر تو لغت عرب میں اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ پہلے تمام قوم آگئی اور پھر کچھ مہلت کے بعد سب سے آخر میں عمر آیا۔ اس لیے النبیین کے بعد ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ کے یہ معنی ہوں گے کہ تمام انبیاء کے آنے کے بعد سب سے آخر میں آنحضرت ﷺ تشریف لائیں گے اور جبکہ اخذ میثاق میں سے کوئی نبی ورسول مستثنی نہیں تو آنحضرت ﷺ کا تمام انبیا علیہم السلام سے آخری نبی ہونا متعین ہو گیا، اور یہ واضح ہو گیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی کسی قسم کا نیا نبی پیدا نہ ہو گا، تشریعی و غیر تشریعی ظلی (ظل سایہ اور تصویر کو کہتے ہیں) و بروزی (بروز کا معنی ہے کہ کسی شخصیت کی جگہ کوئی اور ظاہر ہو جائے یا اسکی شکل اختیار کر لے) کی خود ساختہ قسموں میں سے اب کوئی بھی بات نہیں ہے۔

سابقہ انبیاء کی خاتم الانبیاء ﷺ کی آمد کی بشارت

نورِ محمدی کے فیضان سے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی روحوں میں وہ قابلیتیں پیدا ہو گئیں کہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ان کو منصبِ نبوت عطا ہوا۔ اِس وعدے کے سبب تمام انبیائے سابقین علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو حضور نبی آخر الزماں ﷺ کی آمد و بشارت اور آپ ﷺ کی اتباع کی تاکید فرماتے رہے۔

انبیاء سابقین کو خاتم الانبیاء ہونے کی مکمل معرفت تھی

امم سابقہ آسمانی کتابوں کے ذریعے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے بارے میں مکمل معرفت رکھتی تھیں۔ انہیں آپ کی جائے ولادت، مقام بعثت، مقام ہجرت، آپ ﷺ کے خصائص و کمالات، اوصاف و معجزات اور حامد و محاسن کے بارے میں اپنے انبیاء اور کتب سے کامل آگاہی حاصل ہو چکی تھی۔ الہامی صحیفوں میں درج بشارات کے حوالے سے قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ[1]

---

[1] الاعراف: 157

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو امی (لقب) نبی ہیں (یعنی دنیا میں کسی شخص سے پڑھے بغیر من جانب اللہ لوگوں کو اخبار غیب اور معاش و معاد کے علوم و معارف بتاتے ہیں)، جن (کے اوصاف و کمالات) کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَابَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ[1]

ترجمہ: اور (وہ وقت بھی یاد کیجئے) جب عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے کہا: اے بنی اسرائیل! بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا (رسول) ہوں، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس رسول (معظم) کی

[1] الصف:6

(آمد) کی بشارت سنانے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لا رہے ہیں جن کا نام (آسمانوں میں اس وقت) احمد ﷺ ہے۔

قرآن حکیم میں مذکور انبیاء علیہم السلام اور ان پر نازل کردہ آسمانی کتب و صحائف کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ انبیاء سابقین نے جہاں اپنے سے پہلے انبیاء اور ان کی طرف نازل ہونے والی وحی کی تصدیق کی وہاں آئندہ آنے والے نبی کی خوشخبری بھی سناتے رہے ہیں۔ اس کی مثال سورۃ الصف کی مذکورہ بالا آیت میں ہے جس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک طرف وحی ماسبق کی تصدیق فرما رہے ہیں تو دوسری طرف اپنے بعد تشریف لانے والے نبی کا آسمانی نام لے کر خوشخبری بھی سنا رہے ہیں۔ قرآن حکیم میں اس مضمون کی آیات کثیر تعداد میں موجود ہیں جن میں سے چند آیات بیان بھی ہو چکی ہیں۔ لیکن قرآن اور صاحب قرآن اس باب میں فقط پہلے انبیاء اور وحی ماسبق کی تصدیق کرتے ہیں، اپنے بعد کسی وحی کا سرے سے ذکر ہی نہیں ملتا، لہٰذا اگر حضور ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت کا اجراء مانا جائے تو اس کی تصدیق قرآن سے ہونی زیادہ اہم اور ضروری تھی کیونکہ کتب سابقہ کی تصدیق اگر اہل کتاب

کو نعمت اسلام کی طرف راغب کرتی ہے تو زمانہ مابعد میں آنے والے انبیاء پر ایمان لانا آئندہ نسلوں کے لیے مدار نجات ہوتا۔

قرآن اور صاحب قرآن کا انبیاء سابقین کے اسلوب کے بر عکس اشد ضرورت کے باوجود اپنے بعد جدید نبی اور جدید وحی کا ذکر نہ کرنا بلکہ حتمی طور پر انقطاع وحی اور ختم نبوت کا اعلان کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ سیدنا محمد الرسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی آمد منشائے ایزدی ہی نہیں۔

وہ آپ ﷺ کو اس طرح جانتے تھے جیسے والدین اپنی اولاد کو پہچاننے میں کسی قسم کا کوئی اشتباہ اور مغالطہ نہیں کر سکتے بالکل اسی طرح وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں مفصل حال اپنی کتابوں میں پڑھ چکے

تھے کہ انہیں آپ ﷺ کو دیکھ کر پانے میں کوئی شبہ نہ رہا، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ [1]

---

[1] البقرہ:146

ترجمہ: اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی ہے وہ اس رسول (آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی شان و عظمت) کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسا (کہ بلاشبہ) اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

کتب سابقہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی عظمت و شان اس حد تک بیان کی گئی تھی کہ آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے یہود اپنے حریف مشرکین عرب پر فتح پانے کے لیے آپ ﷺ کے وسیلہ سے بارگاہ رب العزت میں دعا کرتے جس کے نتیجے میں فتح سے ہمکنار ہوتے۔ اس بات پر نص قرآنی شاہد عادل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَافِرِينَ[1]

ترجمہ: اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب (قرآن) آئی جو اس کتاب (تورات) کی (اصل) تصدیق کرنے والی ہے جو ان کے پاس موجود تھی، حالانکہ اس سے پہلے وہ خود (نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ

[1] البقرہ 89:

کے وسیلہ سے) کافروں پر فتح یابی کی دعا مانگتے تھے، سو جب ان کے پاس وہ (نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لے آیا (جسے وہ پہلے ہی سے جانتے تھے) تو اس کے منکر ہو گئے، پس انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

یہودی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دینے کی نیت سے شام سے مدینہ آئے تھے۔ ان کو پتہ تھا کہ آپ ہجرت کر کے مدینہ آئیں گے لیکن حد کر گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے خاندان سے نہیں اگر بشارت صرف اس خاتم الرسل کے متعلق ہی دی گئی کسی اور نبی کی بشارت نہ دینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی دلیل ہے۔

نزول وحی اور شان خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام

آپ ﷺ خاتم الرسل ہیں اور آپ ﷺ کی رسالت خاتمِ رسالات بھی ہے۔اب تا قیامت اسی پر ایمان لانا ہوگا،انبیائے سابقین پر اس حد تک ایمان لانا کہ وہ اپنے دور میں اللہ کے سچے رسول اور نبی تھے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں لوگوں پر وحی سے مواخذہ (بھی) کیا جاتا تھا اور اب وحی منقطع ہو چکی ہے۔اب ہم تمہارا ان چیزوں سے مواخذہ کریں گے جو تمہارے ظاہری اعمال ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ[1]

ترجمہ: اور وہ لوگ جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا (سب) پر ایمان لاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِى نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِى أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ[1]

---

[1] البقرۃ:4

اے ایمان والو! تم اللہ پر اور اس کے رسول (ﷺ) پر اور اس کی کتاب پر جو
اس نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمائی ہے اور اس کتاب پر جو اسنے اس سے
پہلے اتاری تھی ایمان لاؤ۔

شرائط ایمان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ وحی پر ایمان لایا جائے خواہ وہ وحی حضور نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی ہو یا آپ سے پہلے پیغمبروں پر۔ الحمد سے والناس تک پورے قرآن مجید میں وحی کو بااعتبار ایمان تقسیم کرتے ہوئے صرف دو اقسام بیان کی گئیں:

1۔ اس وحی پر ایمان جو حضور نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی۔

2۔ اس وحی پر ایمان جو حضور نبی اکرم ﷺ سے پہلے نازل ہوئی۔

مذکورہ بالا آیات میں وحی کی انہی دو اقسام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اول الذکر وحی وہ ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی، اسے ماننا عین ایمان اور اس کا انکار کفر ہے۔ مؤخر الذکر وحی وہ ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ سے پہلے نازل ہوئی، اس کا ماننا بھی ایمان اور اس کا انکار کفر ہے۔ اگر حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد بھی نزول وحی امر الٰہی ہوتا

[1] النساء: 136

تو اس کی بھی یہی شان ہوتی اور قرآن ضرور اس کا ذکر کرتا مگر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فقط دو قسموں کی وحی کا ذکر کیا اور اس میں کوئی ابہام نہ رہنے دیا، ایک وہ وحی جو حضور تاجدار کائنات حضرت محمد ﷺ پر اتری، دوسری وہ جو آپ ﷺ سے پہلے اتری۔ وحی بھیجنے والا خود صرف دو قسم کی وحی کی بات کرتا ہے تو کسی اور کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ تیسری قسم کی وحی کی بات کرے اور یہ دعویٰ کرے کہ آپ ﷺ کے بعد بھی وحی کا سلسلہ جاری ہے۔

مذکورہ بالا آیات کے مفہوم پر غور سے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو وحی پہلے اتری اس کا ذکر پہلے اور جو وحی بعد میں اتری اس کا ذکر بعد میں ہونا چاہئے تھا لیکن یہاں ترتیب اس کے برعکس ہے، آخر کیوں؟ تقدم ذکر کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں حضور نبی اکرم ﷺ کا اعلیٰ وارفع مقام واضح فرمانا چاہتا ہے۔ بے شک وحی سابقہ انبیاء پر پہلے اتری مگر آپ قائم مقام و مرتبہ اور تخلیق میں تمام انبیاء سے پہلے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی اس رفعت شان کا تقاضا تھا کہ آپ ﷺ کا ذکر سب پر مقدم ہوتا۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے تمام انبیاء کو آپ ﷺ سے پہلے قرار دیا۔ آیت مبارکہ میں لفظ ''مِنْ قَبْلُ '' استعمال ہوا ہے۔ قبل کا معنی پہلے ہے جس کی ضد اور مقابل بعد اور آخر دونوں آتے ہیں، مگر بعد اور آخر میں فرق ہے۔ مثال کے طور پر دس آدمی کسی کے گھر چلے جائیں تو دوسرا آدمی پہلے کے بعد جائے جبکہ تیسرا دوسرے کے بعد گھر میں داخل ہو۔ اس طرح نواں آٹھویں کے بعد اور ان نو آدمیوں میں سے ہر ایک اپنے سے پہلے کے بعد ہے مگر آخر میں کوئی بھی نہیں کہ آخر میں صرف وہی ہوگا جو سب کے بعد ہے اور اس کے بعد کوئی نہیں۔ لیکن وہ جس کے آنے کے بعد سب کے آنے کا سلسلہ ختم ہو جائے اور کسی اور کے آنے کا امکان نہ رہے۔ اگر ہم از روئے تمثیل کسی کا نام لے کر کہیں کہ باقی سارے اس سے پہلے آئے ہیں، ہمارا یہ کہنا ہی اس کے سب سے آخر میں آنے کی دلیل ہے۔ چنانچہ سب انبیاء کا آپ سے پہلے ہونا آپ کے آخر ہونے کی دلیل ہے۔

صرف انبیاء سابقین پر ایمان کا تقاضا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ[1]

ترجمہ: (اے مسلمانو!) تم کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس (کتاب) پر جو ہماری طرف اتاری گئی اور اس پر (بھی) جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد کی طرف اتاری گئی اور ان (کتابوں) پر بھی جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو عطا کی گئیں اور (اسی طرح) جو دوسرے انبیاء علیہم السلام کو ان کے رب کی طرف سے عطا کی گئیں، ہم ان میں سے کسی ایک پر بھی ایمان میں فرق نہیں کرتے، اور ہم اسی (معبود واحد) کے فرمانبردار ہیں۔

[1] البقرۃ:136

سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 136 میں مسلمانوں کو صرف نزول وحی کی دو قسموں پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے، ایک اس وحی پر جو ان کی طرف بھیجی گئی یعنی قرآن حکیم اور دوسری وہ جو پہلے انبیاء کی طرف بھیجی گئی جن میں سے چند جلیل القدر انبیاء کے اسمائے گرامی بطور مثال درج کیے گئے۔ اس جگہ وما أوتی صیغہ ماضی اور النَّبِيُّونَ پر لام استغراق (وہ لام ہے جس کے مدخول سے جنس کے تمام افراد مراد ہوں) اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ انبیاء پر آسمانی وحی کا نزول تمام ہو چکا۔ اس کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ ہی کوئی وحی نازل ہو گی۔

صرف نازل شدہ وحی کی تصدیق کا حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ[1]

---

[1] البقرۃ: 285

ترجمہ: (وہ) رسول ﷺ اس پر ایمان لائے (یعنی اس کی تصدیق کی) جو کچھ ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا اور اہلِ ایمان نے بھی، سب ہی (دل سے) اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، (نیز کہتے ہیں:) ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی کے درمیان بھی (ایمان لانے میں) فرق نہیں کرتے، اور (اللہ کے حضور) عرض کرتے ہیں: ہم نے (تیرا حکم) سنا اور اطاعت (قبول) کی، اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش کے طلب گار ہیں اور (ہم سب کو) تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

سورۃ البقرہ، کی مندرجہ بالا آیت میں ختم نبوت سے متعلق دو چیزیں بطور خاص قابل توجہ مذکور ہیں۔

1۔ صرف اس وحی پر ایمان لانا کافی ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ اور آپ سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی۔ اگر حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد آنے کا کوئی امکان ہوتا تو آیت میں اس پر ایمان لانے کو بھی لازم قرار دیا جاتا۔

2۔ تمام انبیاء پر ایمان لانا واجب ہے۔ اگر حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی بھی رنگ میں (خواہ بقول مرزا قادیانی ظلی یا بروزی صورت میں آنے والا تھا تو آیت میں ضرور بالضرور اس کی اطلاع دی جاتی اور اس پر ایمان لانے کا حکم دیا جاتا۔ عدم ذکر اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کا وجود خارج از امکان ہے۔

نزول وحی میں صرف آپ ﷺ سے پہلے انبیاء و رسل کا ذکر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا[1]

ترجمہ: (اے حبیب!) بیشک ہم نے آپ کی طرف (اسی طرح) وحی بھیجی ہے جیسے ہم نے نوح کی طرف اور ان کے بعد (دوسرے) پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔ اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل اور اسحاق و یعقوب اور (ان

[1] النساء: 163

کی) اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان علیہم السلام کی طرف (بھی) وحی فرمائی، اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو (بھی) زبور عطا کی تھی۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ پر وحی کا سلسلہ تمام ہو چکا۔ بصورت دیگر پیش نظر آیت میں اس کا ضرور ذکر کیا جاتا۔ قرآن کا حضور نبی اکرم ﷺ کی وحی کے بعد کسی وحی کا ذکر نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ سلسلہ نبوت آپ ﷺ پر ختم ہو چکا ہے۔ نزول وحی کا دروازہ مستقل بند کر دیا گیا ہے۔

قرآن مجید بشمول مذکورہ بالا آیات کئی مقامات پر یہ بات واضح کر چکا ہے کہ وحی وہی ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ پر اور آپ ﷺ سے پہلے انبیاء سابقہ پر نازل ہوئی اور آپ ﷺ ہی کی ذات اقدس کے ساتھ اس کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ قرآن مجید میں کہیں بھی نزول وحی کے باب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت مقدسہ کے بعد وحی نازل ہونے کے امکان کا اشارہ بھی ذکر نہیں کیا جو حتماً اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نزول وحی اور اجرائے وحی کا دروازہ قیامت تک آپ ﷺ کے بعد بند ہو چکا

ہے۔ اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وحی اترنے کا سلسلہ بند نہ ہوتا۔ یہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر سب سے بڑی دلیل ہے۔

وحی نبی کا خصوصی امتیاز ہے

نبی اور غیر نبی میں مابہ الامتیاز فرق وحی الٰہی ہوتی ہے قطع نظر اس سے کہ اس کے علاوہ نبوت کے کچھ اور خصائص بھی ہیں لیکن کائنات بشریت میں دیگر انسانوں سے جو شے نبی کو منفرد اور ممتاز کرتی ہے، وہ وحی الٰہی ہے اور اس کی حامل خصوصیت کو نبوت کا نام دیا جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اے اللہ! محمد ﷺ اور آلِ محمد پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، بے شک تو ہی تعریف اور بزرگی والا ہے، اے اللہ! محمد ﷺ اور آلِ محمد پر اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو ہی تعریف اور بزرگی والا ہے۔

عمومیت بعثت مصطفےٰ ﷺ۔ ختم نبوت کی واضح دلیل

اللہ تعالیٰ نے جن حکمتوں اور مصلحتوں کے لئے دنیا میں پیغمبر بھیجے تھے وہ سب حکم تیں اور مصلحتیں ہی حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے اپنے نقطہ عروج کو پہنچ گئیں۔ عالم انسانیت وحی کے نور اور ملا اعلیٰ کی روشنی سے جس حد تک فیضیاب ہو سکتا تھا اس سے معمور ہو گیا اور تکمیل انسانی کے تمام پہلو دنیا کے سامنے علماً اور عملاً واضح ہو گئے۔ رسالت محمدی کی خاتمیت سے مراد یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کی ایک نعمت جو انسانوں کو پہلے ملا کرتی تھی اب بند ہو گئی ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اب وہ نعمت جو پہلے تغیر پذیر رہتی تھی اب اپنے پورے کمال کے ساتھ نوع انسانی کے پاس ہمیشہ کے لئے موجود رہے گی ختم نبوت سے کوئی نعمت ہم سے چھینی نہیں گئی بلکہ ہم دائمی طور پر حضور کی نبوت سے مالا مال کر دیئے گئے جس طرح سورج نکلنے کے بعد کسی چراغ کی ضرورت نہیں رہتی نور آفتاب سے ہر در و دیوار روشن ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کے آفتاب رسالت کے بعد نوع انسانی کسی اور چراغ نبوت کی محتاج نہیں۔ آپ کی رسالت ختم نہیں آپ پر رسالت ختم ہے یہ رسالت باقیہ ہے اب اس

رسالت کا ملنا ختم ہے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آفتاب رسالت کو کبھی غروب نہیں کہ نبوت کے کسی نئے طلوع کی ضرورت ہو۔

فیضان نبوت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمیشگی

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ دوام واستمرار اور شان تمکن عطا ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نسبت فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم حَيَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَنُحَدِّثُ لَكُمْ وَوَفَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكم فَمَا رَأَيْتُ مِنْ خَيْرٍ حَمِدْتُ اللهَ عَلَيْهِ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ اللهَ لَكُمْ[1]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو زمین میں ہر وقت چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ وہ مجھے میری امت کی طرف

[1] رواہ البزار فی المسند، مسند عبد اللہ بن مسعود

سے سلام پہنچاتے ہیں۔ (حضرت عبد اللہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری (ظاہری) حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم حدیثیں بیان کرتے ہو اور ہم تمہارے لئے حدیثیں (دین کے احکام) بیان کرتے ہیں، اور میرا وصال بھی تمہارے لئے بہتر ہے کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں، تمہارا جو نیک عمل دیکھتا ہوں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، اور اگر برے اعمال پاتا ہوں تو تمہارے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔

آقائے نامدار ﷺ نے اپنی امت کو خبر دار کر دیا تھا کہ دیکھو میری رحلت کے بعد کہیں میرے فیضان نبوت کو منقطع تصور نہ کر بیٹھنا۔ فیضان رشد و ہدایت میرے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی بدستور اسی طرح جاری رہے گا جس طرح میری ظاہری حیات میں جاری تھا۔ میری حیات بھی تمہارے لیے خیر ہے اور ظاہری پردہ فرمانا بھی سراپا خیر ہو گا۔ بالفاظ دیگر میری عطاو بخشش کے سوتے بھی خشک نہ ہوں گے۔ میرا چشمہ فیض میرے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد بھی چمنستان امت کی آبیاری کرتا رہے گا اور میرا نور نبوت حضرت اقدس کے مزار میں منتقلی کے بعد بھی

متلاشیان امت کے لیے ضیا پاشیاں کرتا رہے گا۔ صرف اس فرق کے ساتھ کہ پہلے میرے سراپائے حسن وجمال کو اپنے بھی دیکھتے تھے اور پرائے بھی۔ حضرت ابو بکر وحضرت عمر وحضرت عثمان وحضرت حیدر رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی دیکھتے تھے اور ابو لہب وابو جہل بھی لیکن آج بھی کوئی رفقائے خاص رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی آنکھ اور دل پیدا کرلے تو جلوہ جاناں کیا جاسکتا ہے ۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی کرم نوازی اور امت کی غمگساری کا سلسلہ آپ ﷺ کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد بھی جاری وساری ہے۔اس حوالے سے ایک واقعہ منقول ہے جسے امام ابن قدامہ المقدسی (م220ھ)،امام نووی (م676ھ)، امام ابن کثیر (م774ھ) اور دیگر ائمہ نے اپنی کتب میں درج کیا ہے۔واقعہ درج ذیل ہے:

عَنِ الْعُتْبِی، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ، فَجَاءَ أَعْرَابِیٌّ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، سَمِعْتُ اللهَ يقول :﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا

اللہَ تَوَّابًا رَحِیمًا) وَقَدْ جِئْتُكَ مُسْتَغْفِرًا لِذَنْبِی مُسْتَشْفِعًا بِكَ إِلَى رَبِّی ثُمَّ أَنْشَأَ يَقُولُ:

يَا خيرَ مَنْ دُفِنَت بِالْقَاعِ أعظُمُه

فَطَابَ مِنْ طِيبِهِنَّ القَاعُ والأكمُ

نَفْسِی الفِدَاءُ لقبرٍ أَنْتَ ساكِنُه

فِيهِ العفافُ وَفِيهِ الجودُ والكرمُ

ثُمَّ انْصَرَفَ الْأَعْرَابِیُّ فَغَلَبَتْنِی عَيْنِی، فَرَأَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِی النَّوْمِ فَقَالَ: يَا عُتْبِی، الحقْ الْأَعْرَابِیَّ فَبَشِّرْهُ أَنَّ اللہَ قَدْ غَفَرَ لَه

عتبیؒ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی قبرانور کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور عرض کیا: السلام علیك یا رسول اللہ! میں نے یہ فرمان الٰہی سنا ہے: اور (اے حبیب) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول ﷺ بھی انکے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت

مہربان پاتے چنانچہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور اسکے حضور آپکی شفاعت طلب کرنے لیے حاضر ہوا ہوں۔ پھر وہ یہ اشعار پڑھنے لگا:

اے ان تمام لوگوں سے بہترین ہستی جن کے اجساد میدانوں میں دفن کیے گئے ہیں اور انکی خوشبو سے وہ میدان اور ٹیلے مہک اٹھے ہیں، میری جان اس قبر انور پر قربان جس میں آپ تشریف فرما ہیں۔اس میں پارسائی ہے اور سخاوت اور کرم ہے۔ (پھر وہ اعرابی لوٹ گیا اور مجھ پر نیند کا غلبہ طاری ہوا اور میں سو گیا۔ میں نے خواب میں آقائے دو جہاں ﷺ کی زیارت کی۔آپ ﷺ نے فرمایا :اے عتبی !اس اعرابی سے جاکر ملو اور اسے خوشخبری سناؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ آقائے نامدار ﷺ کا دامن لطف و عطا آج بھی گنہگاروں کو سایہ رحمت عطا کر رہا ہے۔آپ ﷺ کی نگاہِ عنایت آج بھی منتظر ہے کہ کب کوئی غم کا مارا میرے لطف و کرم کا طلبگار ہو اور میں اس کا دامن خیرات سے

بھر دوں۔ آپ ﷺ کا دست جود و عطا آج بھی امت کی دستگیری کے لیے دراز ہے۔

دوامِ بعثت مصطفےٰ ﷺ

هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْأُمِّیِّینَ رَسُولًا مِنْهُمْ یَتْلُو عَلَیْهِمْ آیَاتِهِ وَیُزَکِّیهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَإِنْ کَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِی ضَلَالٍ مُبِینٍ وَآخَرِینَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیزُ الْحَکِیمُ[1]

ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک (باعظمت) رسول ﷺ کو بھیجا وہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور اُن (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں، بیشک وہ لوگ اِن (کے تشریف لانے) سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے، اور اِن میں سے دوسرے لوگوں میں بھی (اِس رسول ﷺ کو تزکیہ و تعلیم کے لئے بھیجا ہے) جو ابھی اِن لوگوں سے نہیں ملے (جو اس وقت موجود ہیں یعنی اِن کے بعد کے زمانہ میں آئیں گے)، اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔

[1] الجمعہ: 3،2

مذکورہ بالا آیات میں حضور نبی اکرم ﷺ کی رسالت کے تمام عالم انسانیت پر محیط ہونے کا بیان ہے، جس سے یہ بات حتمی طور پر ثابت ہے کہ اس کائنات میں جب تک نسل انسانی کا ایک فرد بھی باقی ہے خواہ اس کا تعلق کسی بھی رنگ، نسل، قوم، علاقہ اور برادری سے ہو حضور نبی اکرم ﷺ بلا شرکت غیر اس کے نبی اور رسول ہوں گے نیز کائنات انسانی کے سارے افراد بلا امتیاز رنگ، نسل و قوم اور زمان و مکاں نبوت و رسالت محمدی ﷺ کے دائرے میں داخل ہیں۔

سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 158 کا اسلوب بیان دیکھا جائے تو اس میں اللہ تعالیٰ نے رسالت محمدی ﷺ کے دائرے کو اپنی مملکت کے دائرے کے ساتھ جوڑ کر بیان فرمایا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے امر سے فرما رہے ہیں: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں جس کے لیے تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔ گویا آپ ﷺ اپنی نبوت و رسالت کو بیان کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا تعارف کروا رہے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ لوگو! میں تمہاری طرف اس خدا کا نمائندہ اور رسول بن کر آیا ہوں جو آسمانوں اور زمین کی ساری کائنات کا خالق و مالک اور

بادشاہ ہے۔ جس کی مملکت آسمانوں اور زمین کے ختم ہو جانے کے بعد بھی قائم رہے گی۔اس تعارف کے ذریعے آپ ﷺ نے اپنی نبوت و رسالت کا دائرہ بیان فرمادیا کہ جب تک زمین و آسمان رہیں گے تب تک آسمان نبوت پر میری ہی نبوت و رسالت کا آفتاب چمکتا رہے گا۔

اس نکتہ کی مزید وضاحت یہ ہے کہ نبی اللہ کا سفیر ہوتا ہے اور سفیر ہمیشہ اپنے بادشاہ اور مملکت کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اس آیت کی رو سے حضور ﷺ امر الٰہی سے گویا یہ فرمارہے ہیں کہ میں اس رب کا سفیر بن کر آیا ہوں جو زمین و آسمان کی ساری مملکت کا خدا ہے۔ لہذا جہاں جہاں تک اس کی خدائی ہے وہاں وہاں تک میری مصطفائی ہے۔ جہاں جہاں تک اس کی مملکت ہے وہاں وہاں تک میری سفارت یعنی نبوت و رسالت ہے۔

اگر کوئی سیدنا محمد مصطفے ﷺ کے بعد نیا رسول ماننا چاہے تو اسے چاہئے کہ ایسا کرنے سے پہلے کوئی نئی مملکت کا مالک خدا بنالے کیونکہ خدا نے مصطفے ﷺ کی مملکت میں آپ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا رسول نہیں ہو سکتا۔ لہذا جس طرح اللہ تعالیٰ کی خدائی کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا خدا ظلی و بروزی بھی نہیں ہو سکتا، اسی طرح اس

کے مصطفےٰ ﷺ کی مصطفائی میں کوئی دوسرا نبی ظلی و بروزی بھی نہیں ہو سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ[1]

اور (اے رسول محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔

متذکرہ بالا آیہ کریمہ میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت کا حصارِ رحمت سارے عالم انسانیت کو اپنے احاطے میں لیے ہوئے ہے۔ آپ ﷺ تمام جہانوں اور زمانوں کے لیے رحمت ہیں۔ آپ کی رحمت قیامت تک جاری و ساری ہے۔ ہر جن و بشر رحمت کے اس بحر بے کراں سے فیضیاب ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ کی رحمت کے ہوتے ہوئے کسی اور نبی کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ضرورت تو تب پیش آئے کہ جب آپ ﷺ کی رحمت کم ہو یا ماند پڑ جائے۔ جب یہ رحمت اپنے پورے جوبن پر ہے اور اس کا سائبان پوری کائنات پر محیط ہے تو پھر کسی اور نبی کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟۔

[1] الانبیاء:107

آپ ﷺ کی رحمت عامہ آپ کی ختم نبوت کی واضح دلیل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا [1]

ترجمہ: اور (اے حبیب مکرم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر اس طرح کہ (آپ) پوری انسانیت کے لیے خوش خبری سنانے والے اور ڈر سنانے والے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا [2]

ترجمہ: (وہ اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے (حق و باطل میں فرق اور) فیصلہ کرنے والا (قرآن) اپنے (محبوب و مقرب) بندہ پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈر سنانے والا ہو جائے۔

مذکورہ بالا دونوں آیات میں حضور نبی اکرم ﷺ کی شان نذیری و بشیری کا مضمون بیان ہوا ہے۔ اللہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو تمام جہانوں اور تمام انسانوں کے لیے

[1] السبا:28

[2] الفرقان:1

انعامات الٰہیہ کی خوشخبری اور عذاب الٰہی کا ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ قیامت تک آنے والی نوع انسانی کے لیے بشیر و نذیر ہیں۔ جس طرح آپ ﷺ کی بعثت ورحمت عام ہیں اسی طرح آپ ﷺ کی بشارت و نذارت عام ہیں اور قیامت تک جاری ساری ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کیا آپ ان کی نبوت قیامت تک جاری وساری ہے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کسی نئے نبی کی آمد کا امکان توتب پیدا ہوتا کہ اگر آپ ﷺ کو کچھ خاص زمانوں یا انسانوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا جاتا۔ جب تا قیامت آنے والے کسی زمانے کا کوئی انسان بھی آپ ﷺ کے دائرہ بشارت و نذارت سے باہر نہیں تو نئے نبی کی آمد کیونکر ممکن ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا[1]

---

[1] النساء:170

ترجمہ: اے لوگو! بیشک تمہارے پاس یہ رسول ﷺ تمہارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ تشریف لایا ہے، سو تم (ان پر) اپنی بہتری کے لئے ایمان لے آؤ اور اگر تم کفر (یعنی ان کی رسالت سے انکار) کرو گے تو (جان لو وہ تم سے بے نیاز ہے کیونکہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے یقیناً (وہ سب) اللہ ہی کا ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

قرآن حکیم نے اس آیت کریمہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت عامہ کا مضمون بیان کرتے ہوئے صرف آپ ﷺ ہی کی رسالت پر ایمان لانے کو تمام انسانیت کے لیے باعث خیر اور انکار کو غضب الٰہی کا باعث قرار دیا ہے۔ یہ علم قیامت تک پیدا ہونے والی نسل انسانی کے لیے ہے۔ کوئی لمحہ اور کوئی فرد اس سے مستثنیٰ نہیں۔ لہذا حضور ﷺ کی رسالت و نبوت ہی تا حشر تمام زبانوں اور تمام انسانوں کو محیط ہے۔ آپ پر ایمان لانے والے خیر سے اپنا دامن بھرتے رہیں گے اور منکرین غیظ و غضب الٰہی کا شکار ہوتے رہیں گے۔ جب آپ ﷺ کی نبوت و رسالت قیامت تک جاری ہے تو کسی اور نبی یا رسول کی آمد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ[1]

ترجمہ: اور میری طرف یہ قرآن اس لیے وحی کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے تمہیں اور ہر اس شخص کو جس تک یہ (قرآن) پہنچا ڈر سناؤں۔

زیر نظر آیت کریمہ سے واضح ہے کہ یہ قرآن صرف کسی ایک دور کے انسانوں کے لیے ہی حجت نہیں بلکہ قیامت تک ہر اس انسان کے لیے حجت ہے جس تک اس کا پیغام پہنچا۔ قرآن حکیم کے ذریعے حضور نبی اکرم ﷺ کا انذار قیامت تک جاری ہے۔ اب قیامت تک صرف شریعت قرآن پر ہی عمل ہو گا کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں، یہی شریعت کافی ووافی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا[2]

[1] الانعام:19

[2] الاحزاب:46،45

ترجمہ: اے نبی (مکرم!) بیشک ہم نے آپ کو (حق اور خلق کا) مشاہدہ کرنے والا اور (حسن آخرت کی) خوش خبری دینے والا اور (عذاب آخرت کا) ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اس کے اذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور منور کرنے والا آفتاب (بنا کر بھیجا ہے)۔

اس آیت کریمہ میں حضور ختمی مرتبت علیہ الصلاۃ والسلام کی تین شانوں کا ذکر ہے جو آپ ﷺ کے تمام عالم خلق کے شاہد اور مبشر و نذیر ہونے سے عبارت ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت اور رحمت کو جس طرح عالمگیر بنایا اور انہیں تمام زمان و مکان کی حدود و قیود سے ماورا رکھا اسی طرح آپ ﷺ کو عطا کی گئی نعمتوں اور فضیلتوں کو بھی زمان و مکان کی حد بندیوں سے ماورا، مطلق اور غیر مقید رکھا۔

نبوتِ مصطفےٰ ﷺ کا عالمگیر ہونا

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ[1]

[1] الاعراف:158

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں، وہ اللہ کہ جسکے لئے ملک ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا[1]

ترجمہ: (وہ اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے (حق و باطل میں فرق اور) فیصلہ کرنے والا (قرآن) اپنے (محبوب و مقرب) بندہ پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈر سنانے والا ہو جائے۔

وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا[2]

ترجمہ: ہم نے آپ کو (اے محمد ﷺ) تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ[3]

ترجمہ: یہ قرآن تمام جہان والوں کے لئے تذکیر ہے۔

---

[1] الفرقان:1

[2] النساء:79

[3] القلم:53

آیات مذکورہ سے واضح ہوا کہ آنحضرت ﷺ تمام انسانوں کی طرف رسول ہو کر تشریف لائے ہیں، جس میں عرب و عجم اور شرق و غرب کے انسان داخل ہیں، خواہ آپ کے زمانے میں موجود ہوں یا آپ کے بعد قیامت تک پیدا ہوں۔

جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے تصریحاً ارشاد فرمایا ہے:

أَنَا رَسُولُ مَنْ أَدْرَكْتُ حَيًّا وَمَنْ يُولَدُ بَعْدِي[1]

ترجمہ: میں ان لوگوں کے لئے بھی رسول ہوں جن کو اپنی زندگی میں پاؤں اور ان کے لئے بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔

الغرض آنحضرت ﷺ کی بعثت تمام اقوام عالم کی طرف عام ہے، خواہ اب موجود ہوں یا آئندہ قیامت تک پیدا ہونے والی ہوں، بخلاف انبیاء سابقین کے کہ ان کی بعثت خاص خاص قوموں کی طرف مخصوص شہروں کے اندر ہوتی تھی، اور ان کی وفات کے بعد دنیاوی نظام کے اعتبار سے ختم ہو جاتی تھی، اس لئے آنحضرت ﷺ نے خداوند عالم کے ان انعامات کو جو صرف آپ کے ساتھ مخصوص ہیں بیان کرتے ہوئے من جملہ چھ صفتوں کے اس کو بھی شمار فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کی رسالت

[1] کنز العمال حدیث نمبر 31885، الطبقات الکبری، ذکر مبعث رسول اللہ ﷺ وما بعث بہ

تمام دنیا اور اس کی آئندہ آنے والی نسلوں پر سب پر حاوی ہے، جیسا کہ بخاری اور مسلم کی روایتوں سے ظاہر ہے۔

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے کوئی قوم، کوئی انسان کسی زمانے اور کسی قرن میں پیدا ہونے والا امتی خارج نہیں، بلکہ قیامت تک دنیا میں پیدا ہونے والے انسان سارے آپ ہی کی امت ہیں، تو ان حالات میں اگر آپکے بعد دوسرا نبی یا رسول آتا ہے تو آپ کی امتیازی فضیلت باقی نہیں رہتی، آپ کی امت پھر اس نبی کی امت کہلائے گی جو بعد میں مبعوث ہوا، اور حضرت عیسٰی علیہ السلام چونکہ وہ پہلے تشریف لا چکے ہیں، اس لئے ان کا آخر زمانے میں بحیثیت امام کے آنا اسکے منافی نہیں۔

غرض اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عموم بعثت صراحتاً بیان کیا، اور اس کے لئے یہ لازم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو جو آپ کی امت کو اپنی طرف دعوت دے۔

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ[1]

---

[1] الانعام:19

ترجمہ: میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی تاکہ اس کے ذریعے سے میں تم کو ڈراؤں اور تمام ان لوگوں کو جن کو یہ قرآن پہنچا۔

اس آیت میں صاف طور سے بیان کیا گیا ہے کہ قرآن عزیز کی شریعت صرف ان لوگوں کے لئے مخصوص نہیں جو اس وقت موجود ہیں، بلکہ قیامت تک جن لوگوں کو یہ قرآن پہنچے ان سب کے لئے یہی حجت ہے، آئندہ کسی کتاب و شریعت اور نبوت کی ضرورت نہیں، جیسا کہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ[1]

ترجمہ: تمام انسانوں کی جماعتوں میں سے جو شخص اس کا کفر کرے جہنم میں اس کا ٹھکانا ہے۔

ابن کثیر وغیرہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ احزاب سے تمام اقوام عالم مراد ہیں، اس لئے یہ آیت بھی عموم بعثت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے کی شاہد ہے۔

[1] ھود: 17

علاوہ بریں اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نجات صرف آپ کی ہی اتباع میں منحصر ہے اور کسی نبی کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش۔

ان سارے ارشادات ربانی سے یہ نکتہ واضح ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قبلہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان نذیریت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت اپنے اندر شان عالمگیریت رکھتی ہے۔ عالمین، عالم کی جمع ہے اور اس کی کئی اقسام ہیں مثلاً عالم جن وانسان، عالم شجر و حجر، عالم نباتات و جمادات، عالم پست و بالا، عالم ناسوت، عالم برزخ، عالم آخرت، عالم ارواح، عالم ملکوت، عالم جبروت، عالم لاہوت، عالم ہوت الغرض جتنے بھی عالم ہیں ان سب کے مجموعہ کو عالمین کہتے ہیں، اب جہاں تک دائرۂ عالمین پھیلا ہوا ہے وہاں تک نبوت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور رحمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محیط ہے، یہ ساری کائنات ایک عالم ہے، خدا جانتا ہے کتنی اور کائناتیں اور عوالم ایسے ہیں جن کی ہمیں اب تک خبر بھی نہیں، رب کائنات نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فقط ایک عالم کا نہیں بلکہ سارے عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور ظاہر ہے کہ جس عالم پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت کا سایہ ہو گا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کی چادر بھی تنی ہو گی، گویا قرآن حکیم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کو سارے عالمین کے لیے رحمت قرار دے کر آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی عالمگیریت کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔

اب تمام عالمین میں اللہ رب العزت کی ربوبیت اور اس کے محبوب عوام کی رحمت و نبوت کارفرما ہے، پوری کائنات میں اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں اور مصطفےٰ ﷺ کے علاوہ کوئی اور صاحب نبوت و رسالت نہیں۔

اطاعت رسول ﷺ کا دائمی وابدی حکم۔شان ختم نبوت کا اظہار

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے (اہلِ حق) صاحبان آمر کی، پھر اگر کسی مسئلہ میں تم باہم اختلاف کرو تو اسے (حتمی فیصلہ کے لیے) اللہ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، (تو) یہی (تمہارے حق میں بہتر اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

اطاعت مصطفے ﷺ کا دائمی حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَطِيعُوا اللهَ وَرَسُولَهُ إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ[1]

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔

---

[1] النساء:59

اس آیت مبارکہ میں لفظ اطیعوا بصیغہ امر آیا ہے جو مضارع سے مشتق ہے اور حال و استقبال کے معنٰی کو متضمن ہے تو یہ آیت مبارکہ اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ اللہ تعالٰی اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت دائمی ہے اور اس سے یہ بات بھی واضح ہے کہ رب لم یزل نے فرمایا کہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو تو اگر نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی نے آنا ہوتا تو اسکا ذکر ہوتا حالانکہ نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ ختم نبوت کا تاج رب تعالٰی نے آپ ﷺ کے سر پر سجایا ہے۔

اطاعت مصطفٰے ﷺ ہی اطاعت خدا ہے

ارشاد باری تعالٰی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَرَسُولَهُ[2]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔

[1] الانفال:1

[2] الانفال:20

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ[1]

ترجمہ: جس نے رسول ﷺ کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا

مذکورہ آیت کریمہ واضح بتا رہی ہے کہ مطاع مطلق اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات ہے۔ان دونوں کی اطاعت فی الحقیقت مستقل، دائمی، قطعی اور غیر مشروط ہے اس لیے فرمایا اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اس کے بعد جو صاحبان امر ہیں ان کی اطاعت کی جائے۔

آیت میں لفظ یطع مضارع کا صیغہ ہے۔ عربی زبان میں تینوں زمانوں کے لیے دو صیغے استعمال کیے جاتے ہیں۔ایک ماضی اور دوسرا حال اور مستقبل کے لیے۔ماضی وہ زمانہ ہوتا ہے جو بیت گیا اور حال وہ زمانہ ہوتا ہے جو کبھی گزرتا نہیں لیکن ایسا وقت جو ہر گھڑی قائم رہتا ہے اور کبھی ختم نہیں ہوتا۔ مستقبل کا معنی ہے آئندہ آنے والا۔ ہم آئندہ کل کو مستقبل کہتے ہیں اور جب اس میں داخل ہوتے ہیں تو اس سے اگلا کل ہمارے لیے مستقبل ہو جاتا ہے، لہذا جس طرح زمانہ حال کبھی ختم نہیں ہوتا اسی

[1] النساء:80

طرح زمانہ مستقبل بھی کبھی ختم نہیں ہوتا لیکن ان دونوں زمانوں میں دوام کارفرما ہے۔ اس آیت کریمہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کے لیے مضارع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جس میں دوام اور ہمیشگی کا معنی پایا جاتا ہے کیونکہ فعل مضارع بیک وقت حال اور مستقبل یعنی دونوں زمانوں پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ لفظ مطیع کا معنی ومفہوم یہ ہوگا کہ جو کوئی اس رسول ﷺ اطاعت کرتا ہے یا کرے گا اس کی کوئی حد نہیں کہ کب تک کرے گا بلکہ عموم کا مفہوم اس پر دلالت کرتا ہے کہ جب تک کسی نہ کسی شکل میں نبی کی اطاعت کرنے والے موجود ہوں گے تب تک نبی ﷺ کی نبوت ورسالت دائماً قائم رہے گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ لفظ مطیع فعل مضارع میں دوام اور ہمیشگی کا معنی پایا جاتا ہے، اس لیے اطاعت رسول ﷺ کا حکم بھی دوام اور ہمیشگی کا معنی لیے ہوئے ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہر زمانہ میں بلا فصل ہو گی۔ جس طرح رسالت محمدی ﷺ کا آفتاب دور صحابہ میں پوری آب وتاب سے چمکتا تھا اسی طرح آج بھی چمک رہا ہے اور اسی طرح قیامت تک چمکتا رہے گا۔ چنانچہ قیامت تک ہر طالب ہدایت آفتاب رسالت محمدی ﷺ سے ضو گیر رہے گا، جس کے ہوتے ہوئے کسی

اور نبی کا تصور کرنا معاذ اللہ آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کا انکار ہے جو صریح کفر ہے۔ لفظ الرسول کا مفہوم من یطع الرسول میں لفظ رسول پر ال لگا کر اسے معرف باللام بنایا گیا ہے۔ عربی زبان میں کوئی لفظ معرف باللام ہو کر معرفہ بن جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں الرسول سے عام رسول نہیں بلکہ خاص رسول مراد ہے اور وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہی ہے۔ اب قیامت تک صرف آپ ﷺ کی ذات مطاع مطلق ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا[1]

ترجمہ: پس (اے حبیب!) آپ کے رب کی قسم یہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے درمیان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں آپ کو حاکم بنالیں پھر اس فیصلہ سے جو آپ صادر فرمادیں اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور آپ کے حکم کو بخوشی پوری فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔

[1] النساء: 65

جس طرح قرآن میں مذکور ہر حکم الٰہی قیامت تک اہل ایمان کے لیے واجب الاطاعت ہے اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ کا حکم بھی قیامت تک ان کے لیے حجت ہے۔ جب قرآن فقط حکم رسالت مآب ﷺ کو قیامت تک حجت اور مفروض الاطاعت قرار دے رہا ہے تو پھر کسی اور کا حکم آپ ﷺ کے بعد کس طرح حجت آسکتا ہے؟ اگر اس طرح کے امکان کو بالفرض تسلیم کر لیا جائے تو پھر حکم محمدی ﷺ کی قطعیت باقی نہیں رہتی اور یہ نص قرآنی کے خلاف ہے، نیز اس طرح کی دوئی سے محبت میں یکتائی نہیں رہتی اور وہ تقسیم ہو جاتی ہے۔ قرآن کا منشا اس امر کا متقاضی ہے کہ ساری وفاداریاں اور محبتیں رسول اللہ ﷺ سے محبت اور وفا پر قربان کر دی جائیں۔

کیونکہ اس باب میں حضور نبی اکرم ﷺ تو والدین سے محبت کو بھی اپنی محبت سے بڑھنے کی اجازت نہیں دیتے حتی کہ اولاد اور خود اپنی ذات سے محبت بھی رسول ﷺ کی محبت میں شریک نہیں ہو سکتی

حضور اکرم ﷺ نے اس باب میں ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ[1]

تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ میں اسے اس کے والدین اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حضور نبی اکرم ﷺ سے پہلے جب نبوت کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا تو ایک نبی کے بعد دوسرا نبی مرجع محبت بن جاتا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے ایک نبی کی جگہ دوسرا نبی لے لیتا، لیکن جب نبوت کا سلسلہ اپنے ارتقا کو پہنچ کر ختم ہو گیا تو ساری محبتیں، ساری وفاداریاں اور ساری اطاعتیں سمٹ کر ذات مصطفے ﷺ میں جمع ہو گئیں۔

اطاعت مصطفے ﷺ سے ہی تائید الٰہی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ[2]

[1] بخاری، الصحیح، کتاب الایمان، باب حب الرسول

[2] الانفال:64

ترجمہ: اے نبی (معظم!) آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور وہ مسلمان جنہوں نے آپ کی پیروی اختیار کرلی۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! جب (بھی) رسول ﷺ تمہیں کسی کام کے لیے بلائیں جو تمہیں

جاودانی زندگی عطا کرتا ہے تو اللہ اور رسول ﷺ کو فرمانبرداری کے ساتھ جواب دیتے ہوئے (فوراً) حاضر ہو جایا کرو اور جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے قلب کے درمیان (شان قرب خاصہ کے ساتھ) حائل ہوتا ہے اور یہ کہ تم سب (بالآخر) اسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔

مذکورہ بالا ارشادات ربانی میں اتباع واطاعت رسول ﷺ کے حوالے سے اس نکتے پر زور دیا گیا ہے کہ دنیوی واخروی نجات کا دارومدار حضور نبی اکرم ﷺ کی غیر مشروط غلامی اور فرمانبرداری پر ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات ستودہ صفات نہ صرف مطاع مطلق ہے بلکہ مدار نجات بھی فقط آپ ﷺ کی اطاعت واتباع ہے۔

---

[1] الانفال:24

دنیوی و اخروی فوز و فلاح اور کامیابی کا انحصار صرف آپ ﷺ کی غلامی اور آپ ﷺ کی ذات سے کامل وابستگی ہے۔ جو آپ ﷺ کے در کا گدا ہے وہی زمانے کا تاجدار ہے۔ بارگاہ الٰہی سے رحم و کرم اور مغفرت و بخشش کی خیرات آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری سے نصیب ہوتی ہے۔ بندہ انعام یافتہ ہو کر انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے زمرۂ لایحزنوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ اطاعت و اتباع مصطفےٰ ﷺ دوزخ سے نجات کا پروانہ اور جنت میں داخلے کا ٹکٹ ہے۔ روز قیامت میدان محشر میں بھی آپ ﷺ ہی کی شفاعت نجات کا ذریعہ بنے گی اور آپ ﷺ کہیں بھی اپنی گنہگار امت کو فراموش نہیں فرمائیں گے۔ معلوم ہوا کہ نجات کے لیے انبیائے سابقین پر ایمان کے ساتھ اطاعت و اتباع رسول مکرم ہی لازمی وابدی اور کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے صلے میں مغفرت و بخشش اور جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اگر اس امت میں حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی ظلی یا بروزی بھی آنا ہوتا تو ضروری تھا کہ نجات کے لیے اس کی اطاعت کو شرط ٹھہرایا جاتا۔ قرآن حکیم نے مدار نجات چونکہ صرف اطاعت واتباع مصطفےٰ ﷺ کو قرار دیا ہے لہذا آپ ﷺ کے بعد کسی ظلی و بروزی نبی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

ارکان اسلام سے ختم نبوت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمانے کے لحاظ سے سب سے آخر میں اس لیے بھیجا گیا کہ آپ پر تمام مراتب کمالات کی انتہا ہے ورنہ کسی دور میں اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آجاتا۔ ختم نبوت زمانی کو ہر شخص جان اور مان سکتا ہے اس لیے جو چیزیں ضروریات دین میں سمجھی گئیں وہ ختم نبوت زمانی ہے۔ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

إِذَا لَمْ يَعْرِفْ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ؛ لِأَنَّهُ مِنَ الضَّرُورِيَّاتِ[1]

ترجمہ: جس نے یہ نہ جانا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں وہ مسلمان نہیں ختم نبوت زمانی کا اقرار ضروریات دین سے ہے۔

[1] الاشباہ والنظائر، الفن الثانی من الأشباہ والنظائر کتاب الشرکۃ

کلمہ طیبہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بُنِیَ الإِسْلاَمُ عَلَی خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ[1]

ترجمہ: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے گواہی اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

کلمہ طیبہ سے ختم نبوت کی دلیل

یہ حدیث پاک ختم نبوت کی روشن دلیل ہے۔ وہ اس طرح کہ اس میں حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی کا ذکر ہے کسی اور کو آنا ہوتا تو اس کی صراحت یا اس کا اشارہ اس کے ساتھ ضرور ہوتا۔ مسلمان جب تک اس شہادت پر قائم ہیں اسلام کا پہلا رکن ان کے پاس موجود ہے کسی نئے مدعی نبوت کو نہ ماننے سے ان ارکان میں

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب الإیمان، باب قول النبی ﷺ: بنی الإسلام علی خمس و مسلم کتاب الایمان

کوئی نقص یا خلل واقع نہیں ہوتا اس لئے کسی نئے مدعی نبوت کو ماننے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ جھوٹے نبی کو ماننے سے انسان ایمان سے محروم ہو جائیگا اور ایمان ہی تو وہ قیمتی دولت ہے جس کے ساتھ آخرت کے دائمی عذاب سے نجات ملتی۔

ارشاد مبارک ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ[1]

ترجمہ: کیا آپ نے نہیں دیکھا، اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے کہ پاکیزہ بات اس پاکیزہ درخت کی مانند ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کارآمد نقدی کی طرح ہے۔ مسلمانوں کا کلمہ پاکیزہ درخت کی طرح مضبوط ہر وقت مفید اور ہر جگہ کام آنے والا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کی مناسبت سے یہ محمد رسول اللہ کا مومن سے ربط بتایا جاتا ہے۔ بچہ پیدا ہو تو دائیں کان میں اذان بائیں میں اقامت کہی جاتی ہے[2] وضو کے بعد کلمہ شہادت کی تعلیم دی جاتی ہے، جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کا حکم دیا جائے اور جب دس سال کا ہو جائے تو مار کر نماز پڑھائی جائے پانچوں نمازوں کے لئے اذان و اقامت کہی جاتی ہے۔

[1] ابراھیم:24

[2] تحفة الاحوذی

مؤذن ومکبر اس میں کلمہ پڑھتا ہے اور سننے والا جواب میں اس کو دہراتا ہے خوش نصیب ہے وہ جو کلمہ پڑھتا ہوا دنیا سے جائے۔ قبر میں کلمہ کام آتا ہے مومن سے جب نبی کی بابت پوچھا جاتا، حشر میں شفاعت کی درخواست کرتے ہوئے کہیں گے

یَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللهِ وَخَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ[1]

ترجمہ: تو جو لوگ ختم نبوت کا عقیدہ نہیں رکھتے ان کو ہمیشہ دوزخ میں جانا پڑے گا۔

صرف حضور ﷺ ہی کی نبوت ورسالت پر ایمان لانے کا حکم

ارشاد مبارک ہے:

فَآمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ[2]

ترجمہ: پس تم اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر اور اس نور پر ایمان لاؤ جسے ہم نے نازل فرمایا ہے، اور اللہ اُن کاموں سے خوب آگاہ ہے جو تم کرتے ہو۔

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب تفسیر القرآن، باب ذریة من حملنا مع نوح انه کان عبدا شکورا والمسلم

[2] التغابن:8

اس آیت کریمہ میں رَسُولِہِ سے حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات مراد ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنی الوہیت کے بعد آپ ﷺ ہی کی نبوت و رسالت پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ یہ حکم قیامت تک آنے والے ہر ہر انسان کے لیے ہے۔ کوئی زمانہ اور کوئی فرد بشر اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی پر ایمان لانے کا حکم نہ دینا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ[1]

ترجمہ: ایمان والے تو وہی لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آئے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے بعد سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والوں کو مومن کہا گیا ہے۔ قیامت تک وہی شخص مومن ہوگا جو ایمان باللہ کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان لائے گا۔

[1] الحجرات:15

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ[1]

ترجمہ: پس جو لوگ اس (برگزیدہ رسول ﷺ) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم و توقیر کریں گے اور ان (کے دین) کی مدد و نصرت کریں گے اور اس نور (قرآن) کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔

صرف حضور نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر بجالانے میں ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔

اس آیت کریمہ میں تعلق بالرسول ﷺ کی درج ذیل چار بنیادیں اور ان کی قرآنی ترتیب ملاحظہ فرمائیں:

1۔ ایمان بالرسول ﷺ

2۔ تعظیم رسول ﷺ

3۔ نصرت رسول ﷺ

4۔ اتباع رسول ﷺ

[1] الاعراف:157

تعلق کی پہلی دو جہتوں (ایمان اور تعظیم) میں مرکز و محور حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے جبکہ تعلق کی نوعیت ذاتی، حبی اور ادبی ہے، جبکہ دوسری دو جہتوں (نصرت و اتباع) میں مرکز و محور حضور ﷺ کا دین اور آپ ﷺ کی تعلیمات ہیں اور تعلق کی نوعیت تعلیماتی عملی اور اتباعی ہے۔ قرآن مجید نے چار جہات تعلق کو ایک خاص ترتیب سے بیان کر کے یہ واضح فرما دیا ہے کہ اسلام میں اولا حضور ﷺ کی ذات گرامی سے محبت و ادب اور اعتماد و اعتقاد کا تعلق استوار ہوتا ہے اور بعد میں نتیجتاً آپ ﷺ کے دین اور تعلیمات سے عمل و اطاعت اور اتباع و نصرت کا تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ان چار جہات سے تعلق کو مضبوط کر لیں گے فلاح دارین انہی کا مقدر بنے گی۔ یہ تعلق حضور نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے درمیان قیامت تک قائم ہے۔ کسی ایک لمحہ کے لیے بھی منقطع نہیں ہو سکتا۔ آیت کریمہ میں آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کے لیے اس قسم کے تعلق کا علم نہیں دیا گیا اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کے ساتھ اس چہار جہتی تعلق استوار کرنے پر کامیابی کی ضمانت دی گئی ہے۔ یہ اس بات کا واضح اعلان ہے کہ آپ ﷺ سلسلہ نبوت کے خاتم ہیں، ایمان

بالرسول، تعظیم رسول، نصرت رسول اور اتباع رسول کی تمام حدیں اور تمام تقاضے آپ ﷺ کی ذات پر ختم ہو چکے۔ لہذا آپ کے بعد جو کوئی بھی اپنے لیے ان تقاضوں کو ثابت کرنے کی کوشش کرے وہ کذاب ہوگا۔

حضور ﷺ پر ایمان لانا ہی رحمت و بخشش خداوندی کا ذریعہ ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا تقوی اختیار کرو اور اس کے رسول (مکرم ﷺ) پر ایمان لے آؤ وہ تمہیں اپنی رحمت کے دو حصے عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے نور پیدا فرما دے گا جس میں تم (دنیا اور آخرت میں) چلا کرو گے اور تمہاری مغفرت فرما دے گا، اور اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

[1] الحدید:28

اس آیت کریمہ میں رحمت و بخشش خداوندی کا وعدہ صرف حضور نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے پر کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی شخص پر ایمان لانے پر رحمت و بخشش کا وعدہ نہیں کیا گیا کیونکہ آپ ﷺ پر انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، آپ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی آمد کا سرے سے امکان ہی نہیں۔ اگر کوئی رحمت و بخشش خداوندی کا طلبگار ہے تو اسے صرف نبوت و رسالت محمدی ﷺ پر ایمان لانا ہوگا۔

حضور نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے والوں کے لیے ہی بہت بڑے اجر کا وعدہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ[1]

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اس (مال و دولت) میں سے خرچ کرو جس میں اس نے تمہیں اپنا نائب و امین بنایا ہے، پس تم میں

[1] الحدید: 7

سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے خرچ کیا ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

اس آیت کریمہ میں بھی ایمان باللہ کے بعد صرف حضور نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے کو اجر کبیر کے حصول کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ اگر حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا مقدر ہوتا تو اس پر ایمان لانے کو بھی حصول اجر کا ذریعہ قرار دیا جاتا۔

نور مصطفےٰ ﷺ کی بدولت دلوں کو ایمان کا نور نصیب ہوتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ[1]

ترجمہ: اے اہل کتاب! بیشک تمہارے پاس ہمارے (یہ) رسول تشریف لائے ہیں جو تمہارے لیے بہت سی ایسی باتیں (واضح طور پر) ظاہر فرماتے ہیں

[1] المائدۃ:16-15

جو تم کتاب میں سے چھپائے رکھتے تھے اور تمہاری بہت سی باتوں سے در گزر (بھی) فرماتے ہیں۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (یعنی حضرت محمد ﷺ) آگیا ہے اور ایک روشن کتاب (یعنی قرآن مجید اللہ اسکے ذریعے ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے پیرو ہیں، سلامتی کی راہوں کی ہدایت فرماتا ہے اور انہیں اپنے حکم سے (کفر وجہالت کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان وہدایت کی روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور انہیں سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے)۔

وضو

جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی وضو۔اور جس دن پہلی وحی نازل ہوئی اسی دن نبی کریم ﷺ قرآن پاک کی سورۃ النساء اور (مسند احمد، مشکوۃ،) کو نماز اور وضو کا طریق سکھایا گیا سورۃ المائدۃ میں وضو کا حکم موجود ہے۔اور وضو کے فضائل ومسائل پر تو اچھی خاصی احادیث پائی جاتی ہیں۔اور وضو ختم نبوت کی بڑی مضبوط دلیل ہے وہ اس طرح کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد کہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جس سے چاہے داخل ہو۔[1]

اور وضو جیسے آپ کے زمانے میں تھا ویسے تو آج بھی ہے۔

وضو کے بعد اس کی شہادت کو پڑھنے کی فضیلت جیسے اس زمانے میں تھی آج بھی ہے اگر نبی ﷺ کے بعد کسی اور نبی کو آنا ہوتا تو پھر وضو کے بعد کوئی ایسا کلمہ دیا جاتا جس میں آنے والے نبی کا بھی ذکر ہوتا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی تو نیا آجائے مگر جنت میں داخلہ اس کی نبوت کی شہادت کے بغیر ہو جائے جنت میں داخل ہونے کیلئے اس پر ایمان لانا ضروری نہ ہو؟ ہر مسلمان جانتا ہے کہ کسی کو نبی اس لئے مانا جاتا ہے کہ اگر نبی نہ مانیں تو دوزخ میں جانا پڑے گا اور یہ بات سمجھ آگئی کہ جنت میں جانے کے لئے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی شہادت کافی ہے۔

[1] اخرجہ الصحیح فی المسلم۔ مشکوۃ شریف: جلد اول: باب الطھارۃ

نماز

حدیث پاک میں اسلام کا دوسرا رکن نماز کو بتایا اور نماز میں کہا جاتا ہے، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی گواہی دی جاتی ہے اور یہ بات عنقریب آجائیگی کہ بیت اللہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کا پسندیدہ قبلہ ہے، نماز میں اس کی طرف رخ کرنا ختم نبوت کی دلیل ہے، اگر کسی اور نبی کو آنا ہوتا تو اذان، اقامت اور نماز کے ذریعے حضرت محمد ﷺ ہی کی رسالت کا اعلان نہ کرایا جاتا اور نہ ہی رخ کرنے کیلئے آپ ﷺ کے پسندیدہ قبلہ کا انتخاب کیا جاتا۔

قبلہ مصطفےٰ ﷺ کا ہی تا قیامت قبلۂ عالمین ہونا—شان ختم نبوت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ[1]

ترجمہ: بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا ہے اور سارے جہان والوں کے لیے (مرکز) ہدایت ہے۔

[1] آل عمران: 96

اس آیہ کریمہ میں قبلہ اول کعبۃ اللہ جسے اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کی خاطر جملہ عالم اسلام کا قبلہ بنادیا، کی اولیت کا بیان ہے۔ یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ کعبۃ اللہ اسلام کا ایک مرکزی شعار ہے۔ یہ تمام دنیا کے اہل اسلام کا قبلہ ہے۔ وہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے اور حج و عمرہ میں اس کا طواف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قبلہ اپنے حبیب مکرم ﷺ کی خواہش سے بنایا۔ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ کعبۃ اللہ تمام اہل جہان کے لیے تا قیامت مرکز ہدایت ہے۔ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کا یہی قبلہ ہے کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ قبلہ مصطفےٰ ﷺ کی عالمگیریت آپ ﷺ کی رسالت عامہ کی آئینہ دار ہے اور رسالت عامہ ختم نبوت کی مستقل دلیل ہے۔

اذان واقامت اور اس کے جواب

ہجرت کے پہلے سال ایک صحابی حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں اذان واقامت سکھائی گئی آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ سچا خواب ہے انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان سکھائی اور کون نہیں جانتا کہ اذان

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ واقامت میں یہ کلمات بھی کہے جاتے ہیں۔[1]

اذان واقامت کے ساتھ پوری دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی ﷺ کی رسالت کا اعلان ہو رہا ہے مسیلمہ کذاب بھی یہی اذان دلواتا تھا۔[2]

اگر نئے نبی کو آنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایسی اذان کو نہ پھیلنے دیتا جس میں آنے والے نبی کا ذکر ہی نہیں۔ اگر اللہ نے اس کو نبی بنایا ہوتا تو اس کے نام کی اذان بھی دیتا۔ کتنی عجیب بات ہے کہ مرزائیوں کے چینل سے بھی جو اذان ہوتی ہے اس میں أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ ہے قادیانی کا نام نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مؤذن نے کہا اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ تم میں سے کسی نے کہا اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ پھر مؤذن نے کہا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ تو اس نے کہا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ پھر مؤذن نے کہا أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ تو اس نے کہا أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ پھر مؤذن نے کہا حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ تو اس نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ پھر مؤذن نے کہا حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ تو اس نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ پھر مؤذن

[1] اخرجہ ابی داؤد فی السنن، کتاب الصلاۃ، باب بدء الأذان

[2] معارف القرآن ج2 ص 522

نے کہا اللہُ أَكْبَرُ، اللہُ أَكْبَرُ تو اس نے کہ اللہُ أَكْبَرُ، اللہُ أَكْبَرُ پھر موذن نے کہا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللہُ صدق دل سے اس نے کہا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللہُ تو جنت میں داخل ہوگا اقامت کا جواب بھی اسی طرح ہے قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے جواب میں أَقَامَهَا اللہُ وَأَدَامَهَا کہا جائے اذان کے بعد درود شریف پڑھا جائے[1]

چند روایات درج ہیں جن کی دعاؤں میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہی ذکر ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللہُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللہِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ[2]

[1] اخرجه ابی داؤد فی السنن، کتاب الصلاۃ، باب مایقول إذا سمع المؤذن، والمسلم

[2] اخرجه المسلم فی الصحیح، باب الصلوٰۃ

ترجمہ: جس نے اذان کو سن کر کہا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لا شریک ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں میں اللہ کو رب مان کر اور محمد ﷺ کو رسول مان کر اور اسلام کو دین مان کر راضی ہوں) اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ[1]

[1] اخرجہ المسلم فی الصحیح، باب الصلوٰۃ

ترجمہ: جب تم موذن کی اذان سنو تو تم بھی اسی قسم کے الفاظ جواب میں دہراؤ پھر آخر میں مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ "درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمتیں نازل فرماتا ہے پھر میرے لئے وسیلہ کی دعاء کرو کیونکہ وہ ایک مرتبہ (مقام) ہے جنت میں وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک کے لئے ہوگا اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہوں پس جس نے میرے لئے وسیلہ کی دعاء مانگی اس کیلئے میری شفاعت ضرور ہو گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اذان کے اختتام پر پہلے درود شریف پڑھا جائے پھر دعاء وسیلہ مانگی جائے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان سننے کے بعد یہ دعا کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گی:

اللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ، وَالصَّلَاۃِ القَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدًا الوَسِیلَۃَ وَالفَضِیلَۃَ، وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِی وَعَدْتَہُ[1]

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب الأذان، باب الدعاء عند النداء

الغرض اذان وا قامت کے جواب اور اذان کے بعد کی دعاؤں میں کسی اور کا ذکر نہ ہونا ختم نبوت کی مضبوط دلیل ہے۔

نماز میں درود اور تشہد

معراج کا واقعہ ختم نبوت کی بڑی وزنی دلیل ہے اس لئے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس رات بیت المقدس لائے گئے اور نبی کریم ﷺ نے امام بن کر ان کو نماز پڑھائی[1] اور وہاں مسیلمہ کذاب تھا، نہ اسود عنسی اور وہاں قادیانی بھی نہ تھا۔ بیت المقدس میں نماز پڑھنا نبی ﷺ کی افضیلت کی بھی دلیل ہے اس لئے کہ اگر آپ ﷺ انبیاء کرام علیہم السلام کو مسجد حرام میں نماز پڑھاتے تو کہا جا سکتا تھا کہ میزبان ہونے کی حیثیت سے نماز پڑھائی۔ آپ بیت المقدس میں دیگر انبیاء کے گویا مہمان تھے وہاں امام بننے سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ باقی انبیاء سے افضل بھی ہیں اور ان کے حاکم بھی کیونکہ حاکم امامت کا میزبان سے زیادہ حقدار ہوتا ہے[2]

[1] اخرجہ النسائی فی السنن، کتاب الصلاۃ، فرض الصلاۃ- ابن کثیر

[2] شرح صحیح مسلم

روزہ

روزے کے حکم سے ختم نبوت کا ارتباط ایک تو اس طرح ہے کہ روزہ اس ماہ کا فرض ہوا جس میں قرآن نازل ہوا اور قرآن کریم کی حفاظت ختم نبوت کی دلیل ہے اگر کسی اور نبی کو آنا ہوتا اور اس پر وحی بھی نازل ہوئی ہوتی تو روزے اس مہینے کے بھی دیئے جاتے نیز روزے کی فرضیت والی آیت میں فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ[1]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے لکھا گیا تم پر روزہ جیسا کہ لکھا گیا تم سے پہلوں پر ایک تو اس میں ایمان والوں کو روزے کا حکم دیا گیا اور ایمان ویسا ہی قابل قبول ہے جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم کا تھا۔ ارشاد فرمایا:

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا[2]

ترجمہ: اگر وہ ایمان لائیں جیسے تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پا گئے۔

---

[1] البقرہ:183

[2] البقرۃ:137

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کو خاتم النبیّین ہی مانتے تھے جیسا کہ قریب آرہاہے معلوم ہوا کہ روزے کا حکم ختم نبوت کا عقیدہ رکھنے والوں کے لئے ہی ہے نیزاس آیت میں فرمایا گیاکہ روزے کا حکم ایسے جیسے پہلوں کو دیا گیابعد والے کسی کا کوئی ذکر نہیں اگر بعد میں کسی نبی نے آنا ہوتا تو کہیں کسی انداز میں تو اس کا ذکر ہوتا۔

زکوۃ

باری تعالٰی کاارشاد ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ[1]

ترجمہ: اور تم نماز کو قائم رکھو اور زکوۃ کی ادائیگی کا انتظام کرتے رہو اور رسول ﷺ کی (مکمل) اطاعت بجالاؤ تاکہ تم پر رحم فرمایا جائے دینی غلبہ و اقدار، استحکام اور امن وحفاظت کی نعمتوں کو برقرار رکھا جائے۔

مذکورہ بالا آیات میں اطاعت رسول کے حوالے سے حضور نبی اکرم ﷺ کی اطاعت اور اللہ تعالٰی کی اطاعت کو ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم قرار دیا گیا

[1] النور:56

ہے اور ان دونوں اطاعتوں میں تفریق اور انقطاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جملہ انبیاء علیہم السلام میں صرف حضور ﷺ خاتم النبیّین ہیں جن کی اطاعت قیامت تک مطلقا واجب قرار دی گئی۔ مذکورہ بالا آیات میں صیغہ امر سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ آپ ﷺ کی اطاعت کے وجوب کا ذکر ہے۔ ان آیات بینات کی رو سے ان دونوں اطاعتوں کا وجوب دائمی ہے۔ ان دونوں میں تفریق نہیں کی جا سکتی۔ ایسا ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت تو جاری رہے اور مصطفے ﷺ کی اطاعت منقطع ہو جائے، اب قیامت تک اطاعت الٰہی کے ساتھ صرف حضرت محمد مصطفے ﷺ کی اطاعت کی جائے گی۔ درمیان میں کوئی اور مطاع نہیں ہو سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي

كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ[1]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن (کا حاکم بنا کر) بھیجا تو فرمایا کہ تم انہیں اس کلمہ کی گواہی کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ لوگ یہ بات مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ لوگ یہ بات بھی مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال پر کچھ صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لے کر انہیں کے محتاجوں میں لوٹا دیا جائے گا۔

دوسری روایت میں ہی الفاظ ہیں:

إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ، فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، باب الزکوٰۃ

هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ، فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے فرمایا تھا کہ تو اہل کتاب کی ایک قوم کی طرف جارہا ہے ان کو دعوت دے کہ وہ لوگ لا إله إلا الله وأن محمد رسول الله کی گواہی دیں اگر وہ اس میں آپ ﷺ کی اطاعت کرلیں (یعنی اللہ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دے دیں تو ان کو بتا کہ اللہ نے ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ اس میں تیری بات مان لیں تو ان کو بتا کہ اللہ نے ان پر ایک صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لیا جائے گا اور ان کے غریبوں پر لوٹا دیا جائے گا پھر اگر وہ تیری اس میں اطاعت کرلیں تو ان کے

[1] اخرجہ البخاری فی الصحیح، والصحیح المسلم؛ باب الزکوۃ

عمدہ مالوں سے بچو اور مظلوم کی بد دعا سے اس لئے کہ اس کے اور اللہ کے

درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔

دیکھا آپ نے نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت ہی تب ہوتی ہے جب حضرت محمد ﷺ کی

نبوت ورسالت کا اقرار کیا جائے کسی اور نبی کا یہاں بھی کوئی ذکر نہیں معلوم ہوا کہ

جو نبی کے بعد کسی اور کی نبوت کا قائل ہے اس سے نہ زکوٰۃ لی جائے گی نہ اس کو زکوٰۃ

دی جائے گی۔ پھر نماز سے پہلے ایک مرتبہ کلمہ اسلام کافی ہے جس کو پڑھ کر انسان

اسلام میں داخل ہوتا ہے جبکہ زکوٰۃ کی فرضیت کے لئے یہ کلمہ کم از کم دو مرتبہ

ضروری ہے ایک اسلام میں داخل ہوتے وقت دوسرے جب انسان نماز میں اس کو

پڑھتا ہے کہتا ہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ کیونکہ

اس حدیث پاک میں زکوٰۃ کی فرضیت بتانے سے قبل ان کے نمازی ہونے کا ذکر ہے

کہ جب وہ نماز پڑھنے میں اطاعت کرلیں تو ان کو زکوٰۃ کی فرضیت کا بتانا۔ پھر اس

حدیث میں یہ تو بتایا کہ جب وہ زکوٰۃ دینے لگیں تو اونٹ وغیرہ کی زکوٰۃ میں درمیانے

درجے کا جانور لینا اعلیٰ لے کر ظلم نہ کرنا۔ مگر اس حدیث میں یہ نہ بتایا کہ فلاں موقع

پر کوئی اور نبی بھی آئے گا اس کی بھی اطاعت کرنا۔ الغرض یہ حدیث کی وجہ سے ختم

نبوت کی دلیل ہے۔ لہذا زکوۃ مرزائی سے نہ لی جائے نہ اسے دی جائے اگرچہ وہ کتنا ہی غریب کیوں نہ ہو۔ اگر ان کی کوئی تنظیم زکوۃ کی وصولی یا تقسیم کا کام کرے تو اس سے مسلمانوں کو مکمل بائیکاٹ ضروری ہے۔ مرزائی نہ مسجد بنائیں نہ ان کا مسلمانوں کی مسجد میں کوئی حق ہے۔

حج

اللہ تعالی نے استطاعت رکھنے والے مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض کیا ہے ارشاد باری ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا[1]

ترجمہ: اور اللہ کیلئے لوگوں کے اوپر حج کرنا ہے اس گھر کا جو قدرت رکھتا ہو اس کی طرف راہ چلنے کی۔

حج کی نسبت بیت اللہ کی طرف ہے اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ بیت اللہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کا پسندیدہ قبلہ ہے نیز جن کے لئے احرام بھی ضروری ہے اور طواف بھی اور دونوں کے ساتھ دو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں اور تشہد میں یوں

[1] آل عمران:97

کہا جاتا ہے: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور درود شریف پڑھاتا ہے۔اگر کسی اور نبی کو آنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ حج کا مرکز اس قبلہ کو نہ بناتا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسندیدہ ہے۔اور حج میں ایسے اعمال کا حکم دیتا جن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اعلان ہے بعد والے کسی نبی کا کوئی ذکر نہیں۔

اشاد فرمایا:

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ[1]

ترجمہ: اور پورا کرو حج اور عمرے کو اللہ کے لئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ مقام ابراہیم کے پاس نماز ادا کرنے کی تو یہ آیت نازل ہوئی:

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى[2]

ترجمہ: اور مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیا کرو۔

[1] البقرۃ:196

[2] البقرہ:125

صاحب تفسیر معارف القرآن لکھتے ہیں حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف کے بعد مقام ابراہیم کے پاس پہنچے وہاں پر آیت تلاوت فرمائی اور اس طرح دو رکعت نماز پڑھی کہ مقام ابراہیم کو درمیان میں رکھتے ہوئے بیت اللہ کا استقبال ہو جائے۔[1]

اس سے ختم نبوت پر دلیل یوں ہے کہ ان رکعتوں میں بھی قعدہ کے اندر أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ پڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی نبوت کی گواہی دیجاتی ہے اس کے بعد آپ کا نام لے کر درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ گویا مقام ابراہیم بھی ان لوگوں کا گواہ ہوگا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی دیتے ہیں اور آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں مانتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے ایک سال پہلے سنہ 9ھ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر حج کے لئے روانہ کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سال دس ذوالحجہ کے دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا کہ یہ اعلان کریں:

أَلَا لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ[1]

---

[1] معارف القرآن ج1 ص 22

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس سال کے بعد شرک نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے۔

اور یہ اعلان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ہوا تھا اور اس اعلان میں یہ کہنا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ روکنا ہمیشہ کے لئے تھا اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ آپ اللہ تعالٰی کے آخری نبی ہیں آپکے بعد کوئی نبی نہیں۔ جو آکر اس حکم میں اضافہ یا ترمیم کرے۔

[1] اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الحج، باب لا يطوف بالبيت عريان، ولا يحج مشرك

تکمیل دین اور اتمام نعمت—شانِ ختمِ نبوت کی مظہریت

خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی سلسلہ انبیاء کی تکمیل ہو گئی اور دین کامل کی شکل میں اسلام کو پسند فرما لیا تو بلا شک و شبہ یہ بات پورے دعویٰ کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ "دنیا میں اس وقت صرف ایک ہی دن ایسا ہے جو بحیثیت مجموعی ایک مکمل اور جامع اجتماعی نظام ہے۔ دنیا میں اور کوئی دین ایسا موجود نہیں جو مکمل سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام پیش کرے اور اپنی جامعیت اور کاملیت کا دعویٰ بھی کر سکے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا[1]

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین (یعنی مکمل نظامِ حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔

[1] المائدۃ:3

غرض کہ یہ آیت شریفہ اس امت کی اس عظیم الشان خصوصی فضیلت کو بیان کر رہی ہے جو باقرار اہل کتاب اس امت سے پہلے کسی کو نہیں ملی، یعنی خداوند عالم نے اپنا دین مقبول اس امت کے لئے ایسا کامل فرما دیا کہ قیامت تک اس میں ترمیم کی ضرورت نہیں، عقائد، اعمال، اخلاق، حکومت، سیاست شخصی آداب، حرام و حلال، مکروہات مستحبات کے قوانین اور قیامت تک کے لئے تمام ضروریات معاش و معاد کے اصول ان کے لئے اس طرح کھول دیئے کہ وہ تا قیام قیامت کسی نئے دین یا نئے نبی کی رہبری کے محتاج نہیں، یہاں تک کہ اس خیر الامم کے پیشوا سید الاولین والآخرین ﷺ اس وقت اس عالم ظاہری سے رخصت ہوئے ہیں جبکہ وہ اپنی امت کے لئے ایک ایسی صاف و سیدھی اور روشن شاہراہ تیار فرما چکے ہیں، جس پر چلنے والے کو دن اور رات میں کوئی خطرہ مانع نہ ہو، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ[1]

ترجمہ: میں نے تمہیں ایک ایسی صاف، روشن راہ مستقیم پر چھوڑا۔

[1] اخرجه ابن ماجه في الصحيح، باب اتباع سنة رسول الله ﷺ

یہاں تک کہ یہ امت کسی دوسرے دین اور دوسری نبوت کی محتاج نہیں رہی۔

بہر حال اس آیت مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے دین کو ہمہ وجوہ کامل فرمادیا ہے، اس کو آنحضرت ﷺ کے بعد نہ کسی نئے نبی کے پیدا ہونے کی ضرورت ہے اور نہ کسی نئے دین کی۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آیت مذکورہ میں کمال دین سے مراد یہ ہے کہ فرائض اور سنن اور حدود اور احکام اور حلال و حرام کو مکمل بیان فرمادیا گیا، اور اس کے بعد کوئی حلال و حرام نازل نہیں ہوا، اور نہ اس کی قیامت تک ضرورت رہی۔

اور بعض حضرات مفسرین نے فرمایا ہے کہ تکمیلِ دین سے یہ مراد ہے کہ یہ دین قیامت تک رہنے والا ہے، ابھی منسوخ یا بے نام و نشان نہ ہوگا، اور بعض مفسرین نے اس امت کے لئے اکمال دین کی یہ مراد قرار دی ہے کہ یہ امت ہر ایک نبی اور ہر آسمانی کتاب پر ایمان لائی، کیونکہ تمام انبیاء اور تمام کتابیں اس امت سے پہلے صفحہ وجود میں آچکے، بخلاف تمام پہلی امتوں کے کہ ان کو یہ فضیلت نصیب نہیں ہوئی، کیونکہ ان کے زمانے میں تمام انبیاء اور تمام آسمانی کتابیں وجود ہی میں نہیں آئی تھیں۔

الغرض کم از کم یہ آیت آیات احکام میں سے آخری آیت ہے، اور آئندہ کے لئے انقطاع وحی و نبوت کی خبر دے رہی ہے، اور حدیث میں ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رونے لگے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا :

أَنَّا كُنَّا فِي زِيَادَةٍ مِنْ دِينِنَا، فَأَمَّا إذا كمل فإنه لم يكمل شيء إِلَّا نَقُصَ،

قَالَ: «صَدَقْتَ» .وَكَانَتْ هَذِهِ الْآيَةُ نَعْيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَاشَ بَعْدَهَا إِحْدَى وَثَمَانِينَ يَوْمًا[1]

ترجمہ: تحقیق ہم اپنے دین میں زیادتی اور ترقی میں تھے، لیکن جب وہ کامل ہو گیا اور (عادۃ اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جب کوئی شے کامل ہو جاتی ہے) تو پھر وہ ناقص ہو جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔ اور یہی آیت آنحضرت ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کی خبر بن گئی، اور آپ اس کے بعد صرف اکیاسی روز اس عالم میں زندہ رہے۔

[1] رواہ ابن ابی شیبة وابن جریر والبغوی من روایة ھارون بن عنترة، از درمنثور و تفسیر مظہری

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ مذکورہ تکمیل دین اور اتمام نعمت یعنی ختم نبوت کی روشن دلیل اور کھلی شہادت ہے، کیونکہ اگر مال دین اور تمام نعمت سے نزول احکام دین کا اختتام اور وحی و نبوت کا انقطاع اور خاتم الانبیاء ﷺ کا ظاہری پردہ فرمانا مراد نہ تھا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اس موقع پر رونا بے محل اور بے معنی ہو جائے گا۔

احکام شریعت کو تمام و کمال نافذ کرنا بھی حضور ﷺ کے فرائض منصبی میں شامل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِیٓ أَرۡسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلۡهُدَىٰ وَدِینِ ٱلۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّینِ كُلِّهِۦ وَلَوۡ كَرِهَ ٱلۡمُشۡرِكُونَ[1]

ترجمہ: وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس (رسول) کو ہر دین (والے) پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو برا لگے۔

[1] التوبہ:33

اس آیت کریمہ میں عَلَی الدِّینِ کُلِّہِ سے ہی مقصود ہے کہ دین محمدی ﷺ کو قیامت تک سب ادیان عالم پر غالب کر دیا جائے۔ یہ فریضہ بھی حضور ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت کو سرانجام دینا ہے اور جس کے لیے کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ دین الٰہی اور شریعت الٰہیہ ہمیشہ اپنے اپنے زمانے کے لحاظ سے کامل تھے اور اس زمانے کے لوگوں کی ہدایت کے لئے بالکل کافی وشافی تھے، البتہ خداوند عالم کو معلوم تھا کہ آئندہ کسی زمانے میں بوجہ انقلابِ حالات یہ شریعت اور قانون آئندہ نسلوں کے لئے ناکافی ہوگا، اور اس کو منسوخ کر کے دوسرا دین اور شریعت بھیجی جائے گی، لہذا پہلی تمام شرائع وادیان سماویہ کا کمال صرف اپنے اپنے زمانے کے لحاظ سے تھا، اور یہ دین متین جس کو لے کر خاتم الانبیاء ﷺ تشریف لائے، قیامت تک کے لئے ہدایت ورہبری کا وثیقہ ہے، اس کا کمال غیر موقت اور ہمیشہ کے لئے ہے۔

اور علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے قفال روزی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں، اور خود بھی اسی کو اختیار فرماتے ہیں:

أَنَّ الدِّينَ مَا كَانَ نَاقِصًا الْبَتَّةَ، بَلْ كَانَ أَبَدًا كَامِلًا، يَعْنِي كَانَتِ الشَّرَائِعُ النَّازِلَةُ مِنْ عِنْدِ اللهِ فِي كُلِّ وَقْتٍ كَافِيَةً فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ، إِلَّا أَنَّهُ تَعَالَى كَانَ عَالِمًا فِي أَوَّلِ وَقْتِ الْمَبْعَثِ بِأَنَّ مَا هُوَ كَامِلٌ فِي هٰذَا الْيَوْمِ لَيْسَ بِكَامِلٍ فِي الْغَدِ وَلَا صَلَاحَ فِيهِ، فَلَا جَرَمَ كَانَ يَنْسَخُ بَعْدَ الثُّبُوتِ وَكَانَ يَزِيدُ بَعْدَ الْعَدَمِ، وَأَمَّا فِي آخِرِ زَمَانِ الْمَبْعَثِ فَأَنْزَلَ اللهُ شَرِيعَةً كَامِلَةً وَحَكَمَ بِبَقَائِهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَالشَّرْعُ أَبَدًا كَانَ كَامِلًا، إِلَّا أَنَّ الْأَوَّلَ كَمَالٌ إِلَى زَمَانٍ مَخْصُوصٍ، وَالثَّانِي كَمَالٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلِأَجْلِ هٰذَا الْمَعْنَى قَالَ: اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ[1]

ترجمہ: دین الٰہی بھی ناقص نہیں تھا، بلکہ ہمیشہ سے کامل تھا، اور تمام شرائع الٰہیہ اپنے وقت کے لحاظ بالکل مکمل اور کافی تھیں، مگر اللہ تعالیٰ پہلے ہی

---

[1] مفاتیح الغیب، التفسیر الکبیر

جانتا تھا کہ وہ شریعت جو آج کامل ہے کل کافی نہ رہے گی، اور اس لئے وقت مقرر پہنچ کر اس کو منسوخ کر دیا جاتا تھا، لیکن آخر زمان بعثت میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شریعت کاملہ بھی جو ہر زمانے کے اعتبار سے کامل ہے، اور اس کے تا قیامت باقی رہنے کا حکم فرمایا، خلاصہ یہ کہ پہلی شریعتیں بھی کامل تھیں، مگر ایک وقت مخصوص تک کے لئے، اور یہ شریعت قیامت تک کے لئے کافی اور کامل ہے، اور اس معنی کی بناپر الیوم اکملت لکم دینکم فرمایا گیا۔

خلاصہ یہ کہ دین الٰہی کوئی ناقص نہیں، سب کامل ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام خاص خاص مدت اور خاص خاص لوگوں کے لئے مبعوث ہوتے تھے ان کی بعثت نہ باعتبار زمانہ کے عام اور نہ ہی باعتبار انسانوں کے طبقات کے عام اور سب پر محیط ہوتی تھی، اسی طرح ان کی شریعتیں بھی ہمیشہ کے لئے تھیں، لیکن اس سے نہ ان انبیاء علیہم السلام کی توہین ہوتی ہے اور نہ پہلے ادیان و شرائع کا ناقص ہونا لازم آتا ہے، اور ہمارے نبی کریم ﷺ جیسے تمام جن وانس کی

طرف قیامت تک کے لئے مبعوث ہوئے، اسی طرح آپ ﷺ کا دین بھی قیامت تک کے لئے کافی اور کامل ہوا، اور یہ خاتم الانبیاء ﷺ کی خصوصی شرافت اور آخر الامم کی مخصوص فضیلت ہے، وذلك الفضل من الله يؤتيه من يشاء۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ○

ترجمہ: اور (در حقیقت بات یہ ہے کہ) اللہ کی یہ شان نہیں کہ ان پر عذاب فرمائے درآنحالیکہ (اے حبیبِ مکرّم ﷺ!) آپ بھی ان میں (موجود) ہوں، اور نہ ہی اللہ ایسی حالت میں ان پر عذاب فرمانے والا ہے کہ وہ (اس سے) مغفرت طلب کر رہے ہوں

(الأنفال، 8: 33)

عظمتِ قرآن سے شانِ ختم نبوت کا اظہار

زمانہ نزول قرآن، نزول وحی کا آخری زمانہ ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ایسی چیزوں کی نسبت سوال مت کیا کرو (جن پر قرآن خاموش ہو) کہ اگر وہ تمہارے لئے ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں مشقت میں ڈال دیں (اور تمہیں بری لگیں)، اور اگر تم ان کے بارے میں اس وقت سوال کرو گے جبکہ قرآن نازل کیا جا رہا ہے تو وہ تم پر (نزولِ حکم کے ذریعے ظاہر (یعنی متعیّن) کر دی جائیں گی (جس سے تمہاری صوابدید ختم ہو جائے گی اور تم ایک ہی حکم کے پابند ہو جاؤ گے)۔ اللہ نے ان (باتوں اور سوالوں) سے (اب تک) درگزر فرمایا ہے، اور اللہ بڑا بخشنے والا بردبار ہے۔

---

[1] المائدہ: 101

اس آیت کریمہ کے ذریعے امت محمدی علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کو خبر دار کیا گیا ہے کہ نزول قرآن کے وقت ان چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو جن کے بارے میں قرآن خاموش ہے کیونکہ اگر اس سے متعلق کوئی حکم نازل کر دیا گیا تو اس چیز میں ہمیشہ کے لیے تمہارا اختیار ختم ہو جائے گا کیونکہ قرآن حکیم سب سے آخری ہے، اس کے بعد کوئی وحی نازل نہ ہو گی کہ جس کے ذریعے اس علم میں ترمیم ممکن ہو۔

اہل کتاب کو صرف قرآنی وحی پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا۔

وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ[1]

ترجمہ: اور اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جو میں نے (اپنے رسول محمد ﷺ پر) اتاری (ہے، حالانکہ) یہ اس کی (اصلاً) تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس ہے۔

اہل کتاب کو صرف اس وحی پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا جو حضور نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی، آپ ﷺ کے بعد کسی پر نازل کردہ وحی پر ایمان لانے کا حکم

[1] البقرۃ:41

نہیں دیا گیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ وحی کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم ہو چکا ہے اور آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔

قرآن حکیم کے بعد کسی وحی کو حق نہیں کہا گیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ[1]

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جسے اللہ نے (اب) نازل فرمایا ہے (تو) کہتے ہیں: ہم صرف اس (کتاب) پر ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی، اور وہ اس کے علاوہ کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ وہ (قرآن بھی) ہے (اور) اس (کتاب) کی (بھی) تصدیق کرتا ہے جو ان کے پاس ہے۔

[1] البقرۃ:91

اس آیت کریمہ میں صرف حضور نبی اکرم ﷺ پر نازل کردہ وحی کو حق کہا گیا ہے، آپ کے بعد کسی نبی پر نازل کردہ وحی کو حق نہیں کہا گیا جو آپ ﷺ کے خاتم الوحی اور خاتم النبیّین ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

قرآن کی صرف اپنے سے پہلے کی آسمانی کتابوں کی تصدیق

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ[1]

ترجمہ: آپ فرمادیں: جو شخص جبریل کا دشمن ہے (وہ ظلم کر رہا ہے) کیونکہ اس نے (تو) اس (قرآن) کو آپ کے دل پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے (جو) اپنے سے پہلے (کی کتابوں) کی تصدیق کرنے والا ہے۔

قرآن حکیم صرف ان آسمانی والہامی کتابوں کی تصدیق فرماتا ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئیں، اپنے بعد کی آسمانی کتاب کی تصدیق نہیں کرتا۔

[1] البقرۃ:97

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ[1]

ترجمہ: (اے حبیب!) اسی نے (یہ) کتاب آپ پر حق کے ساتھ نازل فرمائی ہے (یہ) ان (سب کتابوں) کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے اتری ہیں۔

مذکورہ بالا آیات میں تسلسل کے ساتھ کتاب حق کی شان مصدقیت بیان ہوئی ہے۔ خاتم الانبیاء حضور نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت کی ایک واضح اور بین دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب میں اپنے سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اگر بعد میں کسی وحی کا نزول ہونا ہوتا تو اس کا تذکرہ بھی لازماً کیا جاتا۔ وہ وحی جو حضور نبی اکرم ﷺ سے پہلے نازل ہوئی اور جو وحی حضور نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی دونوں اپنی شان اور مرتبہ میں وحی الٰہی ہیں، لیکن فرق یہ ہے کہ سابقہ کتب سماویہ اپنی صداقت و حقانیت کی تصدیق کے لیے قرآن کی محتاج ہیں۔ قرآن نے ان کی صداقت و حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کر دی

[1] آل عمران:3

ہے۔اس طرح آسمانی کتابوں میں قرآن کریم نہ صرف خود وحی ہے بلکہ پہلے اترنے والی کی تصدیق بھی کرنے والا ہے۔

ان آیات کریمہ سے دو چیزیں معلوم ہوئیں۔

1۔اللہ رب العزت نے اہل کتاب کو صرف قرآن مجید پر ایمان لانے کا حکم دیا اور اس کے بعد کسی اور وحی پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیا گیا۔یہ صراحتاً اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی اور وحی کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

2۔قرآن مجید صرف اپنے ماقبل وحی کی تصدیق کرتا ہے اگر مابعد وحی بھی نازل ہونا ہوتی تو ضرور اس کی بھی تصدیق کی جاتی۔قرآن کو یہ شان اس لیے عطا کی گئی کہ اسنے آخر پر آکر سلسلہ وحی کے خاتمے کا اعلان کرنا تھا جبکہ باقی سب کتابیں اس سے پہلے آچکی تھیں۔

لوگوں پر قرآن کے علاوہ کسی اور وحی کی اتباع جائز نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ[1]

ترجمہ: (اے لوگو!) تم اس (قرآن) کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اتارا گیا ہے اور اس کے غیروں میں سے (باطل حاکموں اور) دوستوں کے پیچھے مت چلو تم بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو۔

اس آیت کریمہ سے حضور نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے ضمن میں درج ذیل دو نکات اخذ ہوئے

1۔ لوگوں پر صرف اس وحی کی اتباع واجب ہے جو ان کی طرف حضور نبی اکرم ﷺ پر اتاری گئی۔ اس کے علاوہ کسی دوسری وحی کے اتباع سے رکنا ہر شخص پر لازم ہے۔

[1] الاعراف:3

2۔ اگر قرآن حکیم کے بعد کسی وحی کے نزول کا امکان ہوتا تو اس کی اتباع سے روک کر پابندی عائد نہ کی جاتی بلکہ اس کے اتباع کا حکم بھی دیا جاتا۔ جب قرآن کریم کے بعد کی وحی کا اتباع کلی ممنوع ہوا تو پھر دنیا میں نیا نبی بھیج کر اس پر نئی وحی اتارنا ایک امر لایعنی ہوا جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔

حفاظتِ قرآن کی ضمانت الٰہی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[1]

ترجمہ: بیشک یہ ذکر عظیم (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

سورۃ الحجر کی مندرجہ بالا آیت کریمہ میں حفاظت قرآن کی الوہی ضمانت کا بیان ہے۔

قرآن مجید ہمارے لیے قیامت تک دست برد زمانہ سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔

قرآن مجید سے پہلے بھی انبیاء پر وحی نازل ہوتی رہی مگر اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل ہونے والی وحی کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی کیونکہ ہر نبی کے بعد دوسرے نبی کے آنے

[1] الحجر:9

سے اس پر وحی کی تجدید ہونا تھی مگر حضور ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کی حفاظت کی ذمہ داری اس لیے خالق کائنات نے قبول کی کہ آپ ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت اور وحی کا انقطاع ہو رہا تھا اور قیامت تک انسانیت کے لیے فقط قرآن ہی کو بطور صحیفہ انقلاب سر چشمہ ہدایت رہنا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ[1]

ترجمہ: یہ (قرآن) تو سارے جہان والوں کے لیے نصیحت ہی ہے۔

سورہ ص کی آیت نمبر 87 سے واضح ہے کہ قرآن حکیم قیامت تک تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔ جب ہر زمانے کے لوگوں کے لیے بصورت قرآن نصیحت موجود ہے تو کسی نئی نصیحت کی ضرورت نہیں یہی نصیحت خدائے لم یزل کا آخری پیغام ہے۔ احادیث مبارکہ میں اسی کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[1] ص:87

وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ[1]

ترجمہ: کیا (یہ) اور (کافر) فرقوں میں سے وہ شخص جو اس (قرآن) کا منکر ہے برابر ہو سکتے ہیں جبکہ آتش دوزخ اس کا ٹھکانا ہے۔

سورہ ہود کی زیر نظر آیت میں احزاب سے مراد قیامت تک آنے والے انسانوں کے گروہ ہیں۔ ان میں سے جو بھی قرآن کا انکار کرے گا، اس کے پیغام کو جھٹلائے گا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اس آیت سے درج ذیل اہم نکات اخذ ہوئے:

1۔ یہ آیت حضور نبی اکرم ﷺ کی رسالت عامہ کی دلیل ہے کیونکہ قرآن حکیم اور رسالت مصطفےٰ ﷺ آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ لٰہذا قیامت تک آنے والے انسانوں کے گروہوں میں سے جو کوئی رسالت مصطفےٰ ﷺ کا انکار کرے وہ کافر اور جہنمی ہے۔

2۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت قرآن کا واضح پیغام ہے۔ لٰہذا منکر ختم نبوت صریحاً کافر ہے۔

---

[1] ھود:17

حضور ﷺ پر نازل کی گئی کتاب پر ایمان لانے سے گناہوں کا خاتمہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ[1]

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور اس (کتاب) پر ایمان لائے جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہے اور وہی ان کے رب کی جانب سے حق ہے اللہ نے ان کے گناہ ان (کے نامۂ اعمال) سے مٹا دیئے اور ان کا حال سنوار دیا۔

اس آیت کریمہ میں صرف ان لوگوں کے گناہ مٹائے جانے کا وعدہ خداوندی ہے جو اس کتاب پر ایمان لائے جو حضور نبی اکرم ﷺ پر نازل کی گئی۔ اگر حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد بھی کسی کو نبی بنا کر بھیجنا ہوتا اور اس پر کوئی کتاب وغیرہ نازل کرنا ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس پر ایمان لانے والے کے لیے بھی گناہ مٹانے کا وعدہ فرماتا۔ چونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی آمد خارج از امکان تھی اس

[1] محمد:2

لیے یہاں اس کا ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس آیت کریمہ میں ایمان کو بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے، لہذا قیامت تک اہل ایمان صرف وہی ہوں گے جو اس کتاب پر ایمان لائیں گے جو حضور نبی اکرم ﷺ پر نازل کردہ کتاب قرآن حکیم پر ایمان لائیں گے۔ اس کتاب حکیم کے بعد کسی شخص پر نزول کتاب کا دعویٰ باطل ہو گا اور اس پر ایمان لانے والا کافر ہو گا۔

سیرت النبی کی حفاظت سے ختم نبوت پر دلائل

سیرت نبوی ﷺ کی حفاظت و تمامیت

ارشاد باری تعالٰی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[1]

ترجمہ: فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں نہایت ہی حسین نمونہ (حیات) ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کو تمام افراد امت کے لیے اسوہ حسنہ یعنی بہترین نمونہ قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے وصال فرما جانے کے بعد بھی صاحبانِ حال اہل نظر یوں محسوس کرتے ہیں جیسے خود رسول اللہ ﷺ کی ذات ان کے درمیان موجود ہے۔ جب اللہ کا حاضر و ناظر رسول ہم میں موجود ہے تو پھر کسی نئے نبی کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟

اس آیہ کریمہ میں سرکار دو جہاں ﷺ کی اتباع کو محبت الٰہی کا زینہ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کی اطاعت و پیروی سے اپنی محبت کو مشروط

[1] الاحزاب:21

کر دیا۔ مذکورہ بالا ارشاد خداوندی کا روئے خطاب حضور نبی اکرم ﷺ کی معرفت عہد نبوی کے مسلمانوں ہی سے نہیں ہماری طرف بھی ہے اور ہمارے بعد آئندہ آنے والی نسلوں کی طرف بھی۔ گویا فرمان خداوندی کے مطابق حضور نبی اکرم ﷺ سے کہلوایا جارہا ہے کہ لوگو! اللہ تعالیٰ سے محبت اور دوستی کرنا چاہتے ہو تو آؤ میری غلامی اختیار کرلو۔ وہ حکم جو کل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے تھا اس کا اطلاق آج ہم پر بھی ہوتا ہے، جب تک حضور نبی اکرم ﷺ کی غلامی و اتباع کرنے والے رہیں گے تب تک حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان اور آپ ﷺ کی اتباع واطاعت کا حکم باقی رہے گا۔

حضور ﷺ کی ختم نبوت کی بنیاد آپ ﷺ کی اطاعت واتباع پر ہے کہ اس کے بغیر اطاعت الٰہی کا تصور بھی ممکن نہیں اور یہ علم قیامت تک دائماً قائم رہے گا۔ سوال یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اسوہ اور سیرت کی پیروی کے بغیر اطاعت واتباع محقق نہیں ہوسکتی اور ایسا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی اطاعت اور غلامی کا دم بھرنے والے آپ ﷺ کی سیرت اور اسوہ حسنہ کے رنگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے آپ کو رنگ لیں۔ لیکن کسی شخصیت کی سیرت اور

اسوہ ہمیشہ کے لیے بھی لائق اتباع و اطاعت ہو سکتا ہے جب اس کی سیرت کی تفصیلات بتمام وکمال میسر ہوں اگر بالفرض محال یہ ریکارڈ محفوظ نہ رہے اور لوگ یہ نہ جان لیں کہ آقائے دوجہاں ﷺ کس طرح کھاتے پیتے تھے؟ کس طرح پہنتے تھے؟ کس طرح سوتے اور جاگتے تھے؟ کس طرح گفتگو فرماتے تھے تو کیا آپ ﷺ کی اطاعت کے خواست گار امتی ایسا کر سکیں گے؟ فاتبعونی اور أطیعوا الرسول پر عمل ہو سکے گا؟ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل اسی صورت میں ممکن ہے۔ جب سیرت کا سارا ریکارڈ من و عن محفوظ و موجود ہو اور جس طرح صحابہ عہد رسالت مآب ﷺ میں آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کے آئینے میں جھانک کر تعلیمات حاصل کرتے تھے، ہم بھی سیرت رسول ﷺ کے تحریری سرمائے میں محفوظ تعلیمات سے استفادہ کر سکیں۔

پہلی امتوں کو بھی اپنے اپنے رسولوں کی اطاعت کا حکم تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ[1]

ترجمہ: اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

اس آیت مبارکہ سے ظاہر ہے کہ ہر نبی کی امت اپنے نبی کی سیرت کا جیتا جاگتا نمونہ اپنے سامنے موجود پاتی تھی تبھی تو وہ اس قابل ہوتی تھی کہ اپنے نبی کی پیروی کر سکے۔ جب تک اس امت کے پاس اپنے نبی کی سیرت محفوظ رہی اس وقت تک وہ واجب الاطاعت تھی مگر جب گردش لیل ونہار سے اس کی سیرت کے نقوش ماند پڑ گئے اور کوئی دوسرا نبی اپنی سیرت کے خدوخال پیروی کے لیے لے کر آگیا تو اب اس کی اطاعت لازمی ہوگئی۔ چونکہ سابقہ انبیاء کی تعلیماتی سیرت کچھ عرصہ بعد اپنی اصل حالت میں محفوظ نہ رہی اس لیے وہ ان کے لیے لائق اطاعت واتباع نہیں۔

---

[1] النساء:64

سیرت محمدی ﷺ کا ہر گوشہ اپنی جزئیات کے ساتھ محفوظ ہے

تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں حضور سرور کائنات ﷺ کی حیات طیبہ کا ہر ایک گوشہ آپ ﷺ کے سیرت نگاروں نے کمال دیانت و ضمانت اور حزم و احتیاط سے اپنی جزئیات سمیت محفوظ کر لیا، اب ہم پورے اعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ حضور ﷺ کب پیدا ہوئے؟ بچپن کیسے گزرا؟ جوانی کیسے گزری؟ کتنے سفر کیے؟ کس قسم اور رنگ کا لباس پہنتے تھے؟ دستار کیسے پہنتے تھے؟ اس کے شملے کیسے چھوڑتے؟ دستار کا رنگ کیا تھا؟

آقائے دو جہاں ﷺ نعلین مبارک کیسے پہنتے؟ اس کے تسمے کیسے ہوتے؟ وہ کس شئے کے بنے ہوتے تھے؟ آقائے دو جہاں ﷺ سرمہ کیسے لگاتے تھے؟ کتنی مرتبہ آنکھ میں سلائی کھینچتے؟ سوتے کس طرح تھے؟ کس کروٹ پر سوتے؟ مسکراتے کس طرح تھے؟ ہونٹ کتنے کھلتے؟ دانت مبارک کتنے نظر آتے؟ بازو اٹھاتے تو باہیں کتنی نظر آتیں؟ چلتے تو کس طرح قدم اٹھاتے؟ تاریخ و سیرت کی کتابوں میں یہاں تک درج ہے کہ حضور ﷺ گفتگو کس قدر اعتماد سے فرماتے تھے؟ گفتگو کے وقت دانت کتنے کھلتے؟ آپ ﷺ اپنی گفتگو میں گنے چنے الفاظ کس رفتار سے بولتے؟ کس

طرح سمجھاتے؟ بات کے دوران میں ہاتھ مبارک کس طرح ہلاتے؟ حضور نبی اکرم ﷺ کا جسم مبارک اور سینہ مبارک کیسا تھا؟ سکوت کس طرح فرماتے؟ سفر و حضر کیسا تھا؟ کھاتے کیا تھے، پیتے کیا تھے، غذائیں کیا کیا تھیں؟ برتن کیا کیا تھے؟ کس چیز کو پسند فرماتے؟ سفر میں جاتے تو کس سواری پر سفر کرتے؟ کس کو ساتھ لے کر جاتے؟ آپ ﷺ کے متعلق یہ تفصیلات بھی ملتی ہیں کہ آپ ﷺ ناخن کیسے ترشواتے تھے؟ کس انگلی سے ابتداء فرماتے اور کس پر جا کر ختم کرتے؟ دنیا کا کون سا ایسا فرد ہے جس کے ناخن کاٹنے تک کا طریقہ سیرت نگاروں نے محفوظ کر لیا ہو؟ سفر و حضر کا ایک ایک لمحہ جس سے عام طور پر صرف نظر کر لیا جاتا ہے وہ بھی سیرت کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔ آقائے دو جہاں ﷺ کے شب و روز کے معمولات، عادات اور شمائل و خصائل سے کتب حدیث اور سیرت و فضائل سے بھری ہوئی ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کیوں محفوظ رہی؟

آج دنیا کی کسی شخصیت کا نبی ہو یا غیر نبی، سوانحی ریکارڈ ایک تاریخی دستاویز کی صورت میں جزئیات سے لے کر کلیات تک دستیاب نہیں۔ عہد نبوی ﷺ میں ایسا کوئی رواج ہی نہ تھا۔ کسی اور کی اس قدر باریک بینی سے تفصیلات تاریخ کے سینے میں محفوظ اور جمع نہیں۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ اس وقت آج کی طرح ادارے، لائبریریاں، یونیورسٹیاں اور تحقیق و تدوین کے شعبے بھی موجود نہ تھے۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو مکہ کی پوری آبادی میں دس آدمی بھی پڑھے لکھے موجود نہ تھے پھر مدینہ طیبہ کی زندگی میں غزوات، مصائب و آلام، تکالیف و مشکلات سفر و حضر کا ایک طویل نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھا۔ تحقیقی اداروں، مرتبین اور مدونین کی کاوشوں کے بغیر اتنا عظیم ریکارڈ کیسے محفوظ ہو گیا؟ یہ ایک سربستہ راز ہے جس کی توجیہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ اتنی مبسوط سیرت کے اس تاریخی دستاویز کے تیار کرنے میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کا ہاتھ کارفرما تھا جس کا منشاء تھا کہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ قیامت کے لیے قابل تقلید نمونہ کمال کے طور پر آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ بنے تاکہ قیامت تک کے ہر انسان کے

لیے اس ذات مقدسہ کی سیرت پر عمل کرنا ممکن ہو سکے اور ہر فرد بشر حضور نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں آپ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کو اپنا شعار بنا سکے۔ یہ صرف اس صورت ممکن تھا کہ آپ ﷺ پر نبوت ختم کر دی جائے چنانچہ یہ سارا کچھ مشیت الٰہی کا منصوبہ تھا جس کی تکمیل کے ذریعے آپ ﷺ کو نبوت و رسالت، اسوہ وسیرت کے حوالے سے کائنات کی دائمی وابدی اور حتمی قطعی شخصیت بنا دیا گیا تاکہ ہر دور میں، ہر زمانے کے لوگ اس کی پیروی اور اتباع کر سکیں۔ اس کے نتیجے میں آقا ﷺ کی سیرت کا ہر ہر گوشہ امت کے لیے محفوظ کر دیا گیا یہ سب کچھ ختم نبوت کی برکت سے ممکن ہوا اور اس کے صدقے امت کو یہ سرمایہ سعادت نصیب ہوا، اس لیے عقیدہ ختم نبوت کے لیے امت کا احساس ہونا اور اس کی حفاظت کے لیے جان دینے سے بھی دریغ نہ کرنا ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے۔

> قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ
>
> اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا
>
> پارہ:3، آل عمران: 31

حجۃ الوادع- ختم نبوت کا واضح اعلان

حجۃ الوداع جسے ہدایات کا مجموعہ اور حجۃ الاسلام بھی کہا جاتا ہے اس میں یہ بھی ہدایت ہے کہ یاد رکھو میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد قیامت تک کوئی نہیں آئے گا۔ اور تم انبیا کی امت میں سے آخری امت ہو، تمہارے بعد اب کوئی امت نہیں ہو گی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بنیادی عقیدہ قرار دیا۔ عقیدۂ ختم نبوت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد قیامت تک کسی پر نئی وحی، نئی نبوت نہیں آئے گی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی یہ اعلان فرمایا گیا اور دیگر بہت سے ارشادات میں نبی کریم ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی کہ میرے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔ اور تکمیل دین کا معنیٰ ہی یہ ہے۔

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ، وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَطِيعُوا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ[1]

[1] اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر باب الصاد۔ ومسند الشامیین

ترجمہ: لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی آئے گا نہ نئی امت پیدا ہو گی۔ خوب سن لو! اپنے رب کی عبادت کرو، پانچوں وقت نماز پڑھو، رمضان کے روزے رکھو، اور اپنے حاکموں کے فرمانبردار رہو۔ اس کی جزا یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

سود کی دائمی حرمت ختم نبوت کی دلیل

سود کھانے والے کے خلاف اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حرام کھانے سے روکا تو سود لینے سے بالخصوص منع کیا، منیٰ اور عرفات میں آپ نے حج کے دنوں میں جو خطبے ارشاد فرمائے ان میں بھی سود کی حرمت کا اعلان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے سود کی حرمت بیان کرنے کے بعد فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ[1]

---

[1] البقرۃ: 278،279

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو پھر اگر تم نہ کرو۔ یعنی سودی کاروبار سے باز نہ آؤ تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔

اور یہ اس کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں کیونکہ اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو مناسب تھا کہ یوں کہا جاتا تم کو اللہ اور اس کے رسولوں کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃالوداع میں فرمایا:

لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ، فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هَذِهِ[1]

ترجمہ: لوگو! حج کے مسائل مجھ سے سیکھ لو میں نہیں جانتا شاید اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت نہ آئے۔

مناسک حج مجھ سے ہی سیکھ لو میرے بعد سارے امکانات ختم ہو رہے ہیں کہ میرے بعد کوئی ہدایت کے لیے تمہارے پاس آئے جس سے یہ چیزیں تم سیکھ سکو گے۔

[1] اخرجہ مسلم فی الصحیح، کتاب الحج

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرِ فَقِيهٍ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ[1]

ترجمہ: اللہ اسے تروتازہ اور شاداب رکھے جس نے میری باتیں سنیں اور انہیں دوسروں تک پہنچایا بعض اوقات سننے والا سمجھدار نہیں ہوتا کبھی کبھی جس کو پہنچایا جائے وہ اس سے زیادہ سمجھدار نکلتا ہے۔

صرف میری باتیں ہی آگے پہنچانے کا فرمان نبی آخر الزمان ہونے کی دلیل ہے اگر کوئی نبی آنا ہوتا تو اس کے متعلق بھی یہ خوشخبری دی جاتی تھی کہ اس کو بھی اللہ تعالیٰ تروتازہ و شاداب رکھے جو میری طرح نبی ہوگا لیکن دروازہ ختم نبوت بند ہو گیا اب ایسی خوشخبری بھی ختم ہو گئی۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَلاَ هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: اللَّهُمَّ اشْهَدْ - ثَلاَثًا - وَيْلَكُمْ، أَوْ وَيْحَكُمْ، انْظُرُوا، لاَ تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ[1]

---

[1] اخرجہ ابن ماجہ فی السنن، کتاب المناسک

ترجمہ: آپ نے پوچھا کیا میں نے اللہ کے احکامات آپ کو پہنچا دیئے؟ سب نے یک زبان ہو کر اقرار کیا اور کہا جی ہاں! پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا اے اللہ تو گواہ رہنا، پھر فرمایا: کہ دیکھو، یہ افسوسناک کام مت کرنا کہ میرے بعد کافر بن جاؤ اور آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

جب دین کی تکمیل ہو گئی تمام انبیاء نے احکام خدا پہنچا دیئے تب ضرورت پڑی کہ تمام لوگوں اور اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا جائے کہ اب کسی اور نبی کے آنے کا امکان باقی نہ رہا کیونکہ نبی و رسول بھیجنے کا مقصد الٰہی مکمل ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ میں گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر بھی فرمایا اور آنے والے فتنوں کی خبر بھی دی:

ثُمَّ ذَكَرَ المَسِيحَ الدَّجَّالَ فَأَطْنَبَ فِي ذِكْرِهِ، وَقَالَ: مَا بَعَثَ اللهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ، أَنْذَرَهُ نُوحٌ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ بَعْدِهِ، وَإِنَّهُ يَخْرُجُ فِيكُمْ، فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَأْنِهِ فَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْكُمْ: أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ عَلَى مَا

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب المغازی باب حجة الوداع

يَخْفَى عَلَيْكُمْ ثَلَاثًا، إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَإِنَّهُ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ[1]

ترجمہ: پھر مسیح دجال کا ذکر کیا اور اس کا خوب زیادہ ذکر کیا اور فرمایا: اللہ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس نے اپنی امت کو اس دجال سے ڈرایا، نوح اور ان کے بعد کے سارے نبیوں نے ڈرایا، نیز فرمایا: وہ تمہارے درمیان نکلے گا تم پر اس کی حالت پوشیدہ نہ رہنی چاہیے، یاد رکھو اس کی داہنی آنکھ کانی ہے اس کی آنکھ گویا وہ پھولا ہوا انگور کا دانہ ہے۔

اللہ کے پیغمبر مخلوق میں خوبصورت ترین شخصیات ہوتے ہیں تو اب کونسی وجہ ہے کہ ناقص الخلقت نبی ہونے لگیں نبوت کا خاتمہ ہو چکا میں اس دجال کے متعلق صرف خبر نہیں دے رہا مجھ سے پہلے انبیاء بھی یہی خبریں دیتے رہے کہ وہ دجال جو کانا ہوگا فتنہ ہی ہے لہذا اس کی تکذیب کرنا۔

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب المغازی باب حجة الوداع

خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ[1]

ترجمہ: بہترین دعا وہ ہے جو عرفات کے دن مانگی جائے اور میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء کا بہترین قول یہ ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

بہترین دعا یہ ہے جو میں اور مجھ سے پہلے انبیاء نے مانگی بعد والے کسی نبی کا ذکر نہ کرنا یہی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ: إِخْلَاصُ العَمَلِ لِلَّهِ، وَمُنَاصَحَةُ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ، فَإِنَّ الدَّعْوَةَ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ[2]

[1] اخرجہ الترمذی فی السنن ابواب الدعوات

[2] اخرجہ الترمذی فی السنن ابواب العلم، باب ما جاء فی الحث علی تبلیغ السماع

ترجمہ: تین چیزیں ہیں کہ ان میں کسی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا، ہر نیک کام محض اللہ کی رضا کیلیئے کرنا، مسلمانوں کے اماموں اور سرداروں کی خیر خواہی چاہنا، مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ہمیشہ رہنا، ان سے جدا نہ ہونا۔ اس لیے کہ ان کی دعا انہیں چاروں طرف سے گھیرے رہتی ہے۔

اس میں مسلمان حکمرانوں اور سرداروں کی خیر خواہی کا اگر حکم دیا جارہا ہے تو اگر کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ زیادہ حقدار تھا کہ اس کے متعلق بھی خیر خواہی کا حکم دیا جاتا۔

إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَضِلُّوا أَبَدًا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[1]

ترجمہ: میں نے تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑ دی ہیں کہ اگر ان کو تھامے رکھو گے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے صاف وروشن اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔

جب کتاب اللہ اور سنت نبی ﷺ دے دی گئیں۔ اگر نبوت کا کوئی شائبہ بھی باقی ہوتا تو اس کے متعلق بھی ضرور حکم دیا جاتا۔

[1] اخرجہ الحاکم فی المستدرک کتاب العلم

اتَّقُوا اللهَ، وَإِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مُجَدَّعٌ فَاسْمَعُوا لَهُ، وَأَطِيعُوا مَا أَقَامَ لَكُمْ كِتَابَ اللهِ[1]

ترجمہ: (اے لوگو!) اللہ سے ڈرو اور اگر کسی حبشی کو بھی تمہارا امیر بنادیا جائے جو اگرچہ کن کٹا ہی کیوں نہ ہو تم لوگوں پر اس کی بات سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔ بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق احکام جاری کرے۔

ایک حبشی غلام جس کا سر انگور کے دانے جتنا ہو وہ بھی اگر امیر ہو تو اس کی اطاعت کا اتنا سختی سے حکم دینا ہی نبوت کے دروازے کو بند کرنا ہے کیونکہ نبی کی اطاعت کا حکم دینا امیر کی اطاعت سے بھی ضروری تھا۔

أَلَا إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ قَدْ مَضَتْ دَعْوَتُهُ إِلَّا دَعْوَتِي، فَإِنِّي قَدِ ادَّخَرْتُهَا عِنْدَ رَبِّي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ[2]

[1] اخرجه الترمذی فی السنن ابواب الجهاد، باب ما جاء فی طاعة الإمام

[2] اخرجه۔ الطبرانی فی المعجم الکبیر، باب الصاد

ترجمہ: ہر نبی پیغمبر کی دعوت گزر چکی ہے سوائے میری دعوت کے کہ میں نے اس کو اپنے پروردگار کے پاس قیامت تک کے لیے ذخیرہ کر دیا ہے۔

اپنی دعا اور اپنے سے پہلے انبیاء کی دعا کا ذکر کرنا اور کسی بعد میں آنے والے نبی کا ذکر نہ کرنا یہ بھی خاتم الرسل ہونے کی واضح دلیل ہے۔

هَذَا أَلَا وَإِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَأُكَاثِرُ بِكُمُ الْأُمَمَ فَلَا تُسَوِّدُوا وَجْهِي أَلَا وَإِنِّي مُسْتَنْقِذٌ أُنَاسًا وَمُسْتَنْقَذٌ مِنِّي أُنَاسٌ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي فَيَقُولُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ[1]

ترجمہ: غور سے سنو! میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں اور تمہاری کثرت پر باقی امتوں کے سامنے فخر کروں گا اس لیے مجھے رسوا نہ کرنا (کہ میرے بعد معاصی و بدعات میں مبتلا ہو جاؤ پھر مجھے باقی امتوں کے سامنے شرمندگی اٹھانا پڑے) یاد رکھو کچھ لوگوں کو میں چھڑاؤنگا (دوزخ سے) اور کچھ لوگ مجھ سے چھڑوالئے جائینگے تو میں عرض کروں گا اے میرے رب

[1] اخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب المناسك، باب الخطبة، يوم النحر

یہ میرے امتی ہیں رب تعالیٰ فرمائیں گے آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کیں۔

کثرت امت پر فخر اسی وقت ممکن ہے جب آپ آخری نبی ہوں اگر کسی اور نبی کا امکان بھی باقی ہوتا تو یہ کثرت امت پر فخر والی بات ہی نہ فرماتے کیونکہ آپ کا دور ختم ہونا ہوتا تبھی تو کسی اور نبی کا دور شروع ہوتا جبکہ یہ ممکن ہی نہیں۔

خاتم الانبیاء ﷺ کے غزوات اور شانِ ختم نبوت

غزوہ بدر سے ختم نبوت کی دلیل

بدر کی دعا امت محمدیہ کو آخری امت بتاتی ہے۔ غزوہ بدر کفر کے خلاف اسلام کی پہلی فیصلہ کن جنگ ہے۔ قرآن پاک نے اس کو یوم الفرقان یعنی فیصلے کا دن فرمایا۔

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ[1]

ترجمہ: اور جان لو کہ جو کچھ مالِ غنیمت تم نے پایا ہو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے اور رسول ﷺ کے لئے اور رسول ﷺ کے قرابت داروں کے لئے (ہے) اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لئے ہے۔ اگر تم اللہ پر اور اس (وحی) پر ایمان لائے ہو جو ہم نے اپنے (برگزیدہ) بندے پر (حق و باطل کے درمیان) فیصلے کے دن نازل فرمائی وہ دن (جب میدانِ بدر میں

---

[1] الانفال-41

مومنوں اور کافروں کے) دونوں لشکر باہم مقابل ہوئے تھے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب بدر کا دن ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ مشرکین مکہ ایک ہزار ہیں اور آپ کے اصحاب تین سو سے کچھ زائد ہیں تو آپ نے قبلہ رو ہو کر بارگاہ خداوندی میں دعاء کے لئے ہاتھ پھیلا دیئے:

اللهُمَّ أَنْجِزْلِي مَا وَعَدْتَنِي، اللهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِي، اللهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ [1]

ترجمہ: اے اللہ تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا اس کو پورا فرما۔ اے اللہ! اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہوئی تو پھر زمین میں تیری پرستش نہ ہو گی۔

اس دعا میں یہ نہ فرمایا کہ دوسرے نبی کے آنے تک عبادت نہ ہو گی بلکہ عبادت کی نفی کو عام رکھا۔ پتہ چلا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

[1] جامع البیان فی تأویل القرآن

غزوہ احد سے ختم نبوت پر استدلال

جنگ احد کے دن نبی کریم ﷺ کی شہادت کی جھوٹی خبر پھیلی تو منافق کہنے لگے

قُتِلَ مُحَمَّدٌ، فَالْحَقُوا بِدِينِكُمُ الْأَوَّلِ[1]

ترجمہ: محمد شہید ہو گئے ،اس لئے اپنے پہلے دین یعنی کفر وشرک کو اختیار کرلو۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللهُ الشَّاكِرِينَ[2]

ترجمہ: اور محمد تو رسول ہی ہیں تحقیق ان سے پہلے بہت سے رسول ہو گزرے کیا پھر اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو تم لوگ اپنی ایڑیوں کے

---

[1] زاد المسیر فی علم التفسیر

[2] آل عمران:144

بل پھر جاؤ گے اور جو کوئی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے تو اللہ کو کوئی نقصان نہیں دے سکتا اور اللہ تعالیٰ عنقریب شکر کرنے والوں کو صلہ عطا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نبی ﷺ کے دین کو مضبوطی سے پکڑنے کا تاکیدی حکم دیا مستقبل میں کسی نئے نبی کے آنے کی اطلاع نہ دی معلوم ہوا آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔

فتح مکہ سے ختم نبوت پر استدلال

سنہ 8ھ کو مکہ مکرمہ فتح ہوا کے دوسرے دن آپ نے مکہ مکرمہ میں خطبہ ارشاد فرمایا ،آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا: بے شک مکہ کو اللہ نے عزت دی اور لوگوں نے اس کو عزت نہیں دی جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ اس میں خون بہائے یا اس میں درخت کاٹے، پھر اگر کوئی اس میں اللہ کے رسول ﷺ کی لڑائی سے دلیل بنائے تو کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی اور تم کو اجازت نہ دی اور مجھے بھی دن کی ایک گھڑی کے لئے

اجازت دی گئی اور اس کی حرمت آج ایسے ہی لوٹ آئی جیسے کل تھی اور لازم ہے کہ جو حاضر ہے وہ غیر حاضر کو پہنچادے۔[1]

اس خطبہ میں نبی ﷺ نے مکہ کی حرمت کو ہمیشہ کے لئے بیان کیااور یہ نہ فرمایا کہ یہ حرمت کسی نئے نبی کی آمد تک ہے۔اس طرح یہ خطبہ اس کی ٹھوس دلیل ہے کہ آپ خاتم النبیّین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

غزوہ تبوک میں اعلان ختم نبوت

غزوہ تبوک اہم غزوات میں ہے نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا کہ قیصر روم نے مدینہ پر حملہ کاارادہ کیاہے آپ نے فیصلہ کیا کہ اس سے جا کر وہاں مقابلہ کیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نکلنے کا حکم دیا گرمی کا موسم تھا کھجوروں کے پکنے کا زمانہ تھااس لئے اس کیلئے نکلنا بہت بڑا مجاہدہ تھا۔ منافقین نے ادھر ادھر کے بہانے بنائے اور گھروں میں بیٹھے رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے جوش وخروش سے نکلے اور جو صحابہ پیچھے رہے انہوں نے بڑی سچی توبہ کی۔ غزوہ تبوک ختم نبوت کی گواہی دیتا ہے ،وہ اس طرح کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں رہنے کا

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب العلم، باب: لیبلغ العلم الشاهد الغائب

حکم دیا، انہوں نے عرض کیا: کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کے جا رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

أَلاَ تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ، مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي[1]

ترجمہ: کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ مجھ سے ایسے ہو جیسے حضرت موسی علیہ السلام سے حضرت ہارون علیہ السلام تھے، ہاں اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوة تبوك وهی غزوة العسرة

وصالِ نبی کریم ﷺ اور ختم نبوت

وصالِ ظاہری سے حضور ﷺ کی نبوت و رسالت ختم نہیں ہوئی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ[1]

ترجمہ: اور محمد ﷺ بھی تو رسول ہی ہیں (نہ کہ خدا)، آپ سے پہلے بھی کئی پیغمبر مصائب اور تکلیفیں جھیلتے ہوئے اس دنیا سے گزر چکے ہیں، پھر اگر وہ وفات فرما جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنے (پچھلے مذہب کی طرف) الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ (یعنی کیا ان کی وفات یا شہادت کو معاذ اللہ دین اسلام کے حق نہ ہونے پر یا ان کے سچے رسول نہ ہونے پر محمول کرو گے)، اور جو کوئی اپنے الٹے پاؤں پھرے گا تو وہ اللہ کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑے گا، اور

[1] آل عمران: 144

اللہ عنقریب مصائب پر ثابت قدم رہ کر شکر کرنے والوں کو جزا عطا فرمائے گا۔

یہ آیت نبی اکرم ﷺ کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے غیر منقطع ہونے پر دلالت کرتی ہے۔اس سے واضح ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ آج بھی امت کے نبی ہیں۔آپ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے سے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت منقطع نہیں ہوئی۔ امت پر آپ کی اطاعت واتباع تا قیام قیامت اسی طرح واجب ہے جس طرح آپ ﷺ کی حیات ظاہری میں واجب تھی۔اب قیامت تک آپ ﷺ ہی کی نبوت ورسالت کا سکہ چلے گا اور آپ ﷺ کے دین اسلام ہی کی پیروی ہوگی۔نہ تو کوئی نیا نبی آئے گا اور نہ ہی کسی نئے دین یا شریعت کی پیروی کرنی ہوگی۔اگر کوئی راہ ہدایت سے منحرف ہو جائے اور دین حق سے پھر جائے تو وہ ناکام و نامراد ہوگا۔

حضور ﷺ قیامت تک امت کی مغفرت و بخشش کا وسیلہ ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَحِيمًا[1]

ترجمہ: اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول ﷺ بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔

اس آیت مقدسہ میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے گنہگاروں کو یہ مژدہ جانفزا سنایا گیا ہے کہ وہ مایوس نہ ہوں۔ ان کی نجات اور مغفرت کا وسیلہ رسول محتشم ﷺ کی ذات ہے جس کی وساطت سے اگر توبہ کی جائے تو اللہ اسے ضرور قبول فرمائے گا۔

اس حوالے سے ایک ایمان افروز روایت کا تذکرہ خالی از فائدہ نہ ہو گا۔

[1] النساء: 64

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد عرب کے دور دراز علاقے میں رہنے والے ایک دیہاتی کے کانوں تک جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پہنچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں چلے جاؤ تو سب گناہ دھل جاتے ہیں تو وہ شہر مدینہ کی طرف دوڑا، اس خیال سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حیات ظاہری سے مدینہ منورہ میں جلوہ گر ہوں گے اور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اللہ رب العزت سے معافی مانگوں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کروں گا کہ میری شفاعت فرمادیں لیکن جب وہ مدینہ منورہ پہنچا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانی دنیا سے رحلت فرما چکے ہیں۔ اس نے کہا: مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزار اقدس دکھادو۔ لوگ اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر لے گئے۔ آگے کا واقعہ امام ابن کثیر عتبی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں (جو پہلے گزر چکا ہے)۔ اور علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ سیدنا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:

قَدِمَ علينا أعرابي بعد ما دَفَنَّا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَرَمَى بِنَفْسِهِ عَلَى قَبْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَحَثَا عَلَى رَأْسِهِ مِنْ تُرَابِهِ، فَقَالَ: قُلْتَ يَا رَسُولَ اللهِ فَسَمِعْنَا قَوْلَكَ، وَوَعَيْتَ عَنِ اللهِ فَوَعَيْنَا عَنْكَ، وَكَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللهُ عَلَيْكَ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ﴾ الْآيَةَ، وَقَدْ ظَلَمْتُ نفسی وجئتك تَسْتَغْفِرُ لِي. فَنُودِيَ مِنَ الْقَبْرِ إِنَّهُ قَدْ غُفِرَ لَكَ[1]

ترجمہ: حضور ﷺ کے وصال مبارک کے تین دن بعد ایک دیہاتی ہمارے پاس آیا، وہ آتے ہی حضور ﷺ کے مزار اقدس پر گر پڑا اور آپ ﷺ کی تربت مبارکہ کی مٹی اپنے سر میں ڈالنا شروع ہو گیا اور رو رو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! ہم نے سنا جو آپ نے فرمایا اور جو آپ نے اللہ سے سیکھا ہم نے وہ آپ سے سیکھا، یارسول اللہ! جو قرآن اللہ نے آپ پر نازل فرمایا اس میں یہ آیت مبارکہ ہے: اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے کیا۔۔۔ اے میرے آقا! میں نے اپنے آپ پر بڑے ظلم کیے، اب میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ میری بخشش و مغفرت کی دعا کیجئے اور میری شفاعت فرمائیے۔ (حضرت علی

[1] قرطبی، الجامع لأحکام القرآن

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی قبر انور سے آواز آئی: اے میرے گنہگار اور دکھی دل امتی! خوش ہو جا تجھے بخش دیا گیا ہے۔

اس روایت سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ حضور نبی اکرم کے وصال مبارک سے آپ ﷺ کی نبوت اور اس کے فیوضات ختم نہیں ہوئے۔ آپ ﷺ آج بھی اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کی نبوت آج بھی جاری وساری ہے اور قیامت تک رہے گی بلکہ قیامت کے بعد جنت میں بھی اسی طرح جاری رہے گی۔ آپ ﷺ کی نبوت کا زمانہ آخرت تک محیط اور جنت تک پھیلا ہوا ہے تو آپ ﷺ کی نبوت بھلا کس طرح ختم ہو سکتی ہے۔

حشر میں شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ختم نبوت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتوں پر شاہد ہونا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا[1]

ترجمہ: پھر اس دن کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے حبیب!) ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے۔

متذکرہ بالا آیت کریمہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منفرد اور بے مثال شان کا ذکر کیا گیا ہے جو پہلے گزرنے والی امتوں پر شاہد ہونے سے متعلق ہے۔ ہر نبی اپنی امت کے اعمال نیک و بد کے لیے شاہد بنایا گیا ہے۔ سورۃ النحل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ[2]

---

[1] النساء:41

[2] النحل:84

ترجمہ: اور جس دن ہم ہر امت سے اس کے (رسول کو اس کے اعمال پر) گواہ بنا کر اٹھائیں گے پھر (کافر لوگوں کو) کوئی عذر پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ (اس وقت) ان سے توبہ ورجوع کا مطالبہ کیا جائے گا۔

حضور ﷺ کو جملہ انبیاء کی امتوں پر شاہد اور گواہ بنایا گیا۔ قیامت کے دن ہر امت سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں پیغام توحید پہنچا تھا کہ نہیں؟ بعض منکرین توحید عذاب کے ڈر سے انکار کر دیں گے اور کہیں گے کہ انہیں کوئی دعوت توحید دینے نہیں آیا، پھر ہر امت کے نبی کو لایا جائے گا اور وہ بھی گواہی دے گا کہ ہم نے پیغام توحید ان تک پہنچا دیا تھا اور یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ جب سارے نبی گواہ بن کر آئیں گے، رب العالمین کی عدالت میں پوچھا جائے گا، ان سب پر گواہ کون ہے؟ پھر حضور اکرم ﷺ اٹھیں گے اور ان سب پر گواہی دیں گے۔ دوسرے نبیوں کی گواہی فقط اپنی امتوں تک محدود ہو گی مگر آپ ﷺ کی گواہی عالمگیر اور ان سب پر ہو گی جب اس کائنات ارضی میں عالمگیر گواہ تشریف لا چکے ہیں تو اب کسی اور کی گواہی کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟

ان آیات بینات سے درج ذیل دو نکات بطور خاص مستنبط ہوئے:

1۔ قیامت کے دن ہر امت سے ایک نبی گواہ ہو گا اور ان سب انبیاء علیہم السلام پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گواہ ہوں گے۔اب اگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت میں سے کوئی اور بھی دعویٰ نبوت کرے تو اس کا مطلب لامحالہ یہ نکلے گا کہ اس نبی کو بھی گواہ ماننا پڑے گا جو منشائے قرآنی کے سراسر خلاف ہے کیونکہ قرآن کی نص سے ہر امت میں ایک نبی کا گواہ ہونا ثابت ہے اور دو گواہ نہیں ہو سکتے۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ایسی عظیم اور عالمگیر گواہی والے پیغمبر کے آنے کے بعد اب کسی اور کا دعویٰ نبوت کرنا سراسر کذب، دجل وفریب اور اس کے ماننے والوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ اگر امت مسلمہ میں کسی اور نبی کا آنا مقصود ہوتا تو یقینا قیامت کے دن اس امت پر کسی دوسرے گواہ اور نبی کا ہونا قرآن میں مذکور ہوتا لیکن پورے قرآن میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی اور گواہ کا ذکر نہیں، تو اس سے ثابت ہوا کہ امت مسلمہ کا ایک ہی نبی ہے جو سب انبیاء علیہم السلام کے آخر میں تشریف لایا اور جس کے بعد کسی نبی کی گنجائش نہیں۔

قبر کی تنہائی اور ختم نبوت

فرشتے قبر میں پوچھتے ہیں:

مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[1]

ترجمہ: تم دنیا میں ان کے، یعنی حضرت محمد ﷺ، بارے میں کیا کہا کرتے تھے؟

تو مومن کہتا ہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ[2]

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

جو صحیح جواب دیتا ہے اس کی قبر منور اور کشادہ ہو جاتی ہے۔ اور جو صحیح جواب نہیں دیتا اس کے لئے قبر کو اتنا تنگ کر دیا جاتا ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں جا گھستی ہیں اگر کوئی کہے میرا نبی دوسرا کوئی نبی ہے تو والعیاذ باللہ اس کا وہاں کیا حشر ہوتا ہو گا؟ ثابت ہوا کہ قبر کا نور نبی ﷺ کو خاتم النبیین ماننے سے ملے گا۔

[1] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال

[2] اخرجه الترمذی فی السنن، أبواب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر

شفاعت کے لئے بالآخر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی بارگاہ میں حاضری

قیامت کے دن لوگ شفاعت کے لئے انبیاء کے پاس جائیں گے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی اس بڑے کام کے لئے آگے نہ بڑھے گا اور کسی روایت میں بھی یہاں کسی دوسرے کا نام نہیں آیا، بخاری کی روایت میں ہے۔

يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللهِ وَخَاتَمُ الأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ[1]

ترجمہ: لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں گے تو کہیں گے اے محمد آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء آخری نبی ہیں اور بے شک اللہ نے آپ پر لگائے گئے اگلے پچھلے الزام کو دور کر دیا ہے آپ اپنے رب کے ہاں ہماری سفارش کریں۔

غور کریں کہ قیامت کے دن بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار کرنا پڑے گا بلکہ جب تک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار نہ ہوگا شفاعت نہ ہو سکے گی۔ جو لوگ

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب تفسیر القرآن، باب ذریة من حملنا مع نوح انه کان عبدا شکورا

نبی ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے ان کو نبی ﷺ کی شفاعت سے کچھ نہ ملے گا، وہ آپ کے دشمن ہیں ان کو ہمیشہ دوزخ میں جانا پڑے گا۔ اللهم احفظنا اللهم أعذنا.

جنت کا دروازہ آخری نبی ﷺ کھلوائیں گے

اب لوگ جنت میں نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے داخل ہوں گے آپ ﷺ سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھلوائیں گے، وہاں بھی کسی دوسرے نبی کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے۔ اب اس موضوع پر احادیث ملاحظ فرمائیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا:

آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ، فَيَقُولُ الْخَازِنُ: مَنْ أَنْتَ قَالَ: فَأَقُولُ: مُحَمَّدٌ قَالَ: يَقُولُ: بِكَ أُمِرْتُ أَنْ لَا أَفْتَحَ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ[1]

ترجمہ: میں قیامت کے دن آکر جنت کا دروازہ کھلواؤں گا تو جنت کا داروغہ کہے گا آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا میں محمد ﷺ ہوں وہ کہے گا کہ مجھے آپ کے بارے میں حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کیلئے دروازہ نہ کھولوں۔

[1] اخرجه احمد بن حنبل في المسند، مسند أنس بن مالك

ایک روایت میں ہے کہ جب لوگ شفاعت کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے۔

ائْتُوا مُحَمَّدًا فَإِنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، فَإِنَّهُ قَدْ حَضَرَ الْيَوْمَ وَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، فَيَقُولُ عِيسَى أَرَأَيْتُمْ لَوْ كَانَ مَتَاعٌ فِي وِعَاءٍ قَدْ خُتِمَ عَلَيْهِ، هَلْ كَانَ يُقْدَرُ عَلَى مَا فِي الْوِعَاءِ حَتَّى يُفَضَّ الْخَاتَمُ فَيَقُولُونَ: لَا، قَالَ: فَإِنَّ مُحَمَّدًا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَيَأْتُونِي فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَلْيَقْضِ بَيْنَنَا قَالَ: فَأَقُولُ: نَعَمْ، فَآتِي بَابَ الْجَنَّةِ، فَآخُذُ بِحَلْقَةِ الْبَابِ فَأَسْتَفْتِحُ، فَيُقَالُ: مَنْ أَنْتَ فَأَقُولُ: مُحَمَّدٌ فَيُفْتَحُ لِي [1]

ترجمہ: یہ کام میں نہ کروں گا لیکن تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ اس لئے کہ وہ خاتم النبیّین ہیں وہ تشریف لائے ہوئے ہیں ان کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دی گئی ہیں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تم بتاؤ کہ اگر کسی ایسے برتن میں سامان ہو جس پر مہر لگا دی گئی ہو (سیل بند کر دیا گیا ہو تو)

[1] اخرجه احمد بن حنبل فی المسند، مسند عبد الله بن العباس

کیا مہر (یعنی سیل) توڑنے سے پہلے اس برتن کے اندر کی چیز کو حاصل کیا جاسکتا ہے، وہ کہیں گے نہیں، حضرت عیسی علیہ السلام کہیں گے: پھر محمد ﷺ خاتم النبیّین ہیں راوی کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر لوگ میرے پاس آئیں گے تو کہیں گے: اے محمد ﷺ، ہماری اپنے پروردگار کے ہاں شفاعت کیجئے، وہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے، تو میں کہوں گا: ٹھیک ہے۔ پھر میں جنت کے دروازے پر جاؤں گا میں دروازہ کھلواؤں گا تو کہا جائے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا میں محمد ہوں، تو میرے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔

انبیائے سابقین کے ذکر کا قرآنی اسلوب—مظہرِ شانِ ختم نبوت

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اپنے حبیب مکرم ﷺ کو مخاطب فرما کر دیگر انبیاو رسل علیہم السلام کی بعثت و نبوت، احوال و واقعات اور خصائص و امتیازات کا ذکر کیا ہے۔

قرآن کریم شاہد ہے کہ رب کائنات نے یہ ذکر مِنْ قَبْلُ یا اس کے ساتھ ضمیر متکلم یا حاضر کا اضافہ کر کے مِنْ قَبْلِی یا مِنْ قَبْلِكَ کے الفاظ کے ساتھ کیا ہے، کسی ایک مقام پر بھی مِنْ بَعْدِ، مِنْ بَعْدِی، مِنْ بَعْدِكَ کے الفاظ نہیں آئے جو اس بات کی واضح اور روشن دلیل ہے کہ پیغمبر صرف وہی ہیں جو حضور نبی اکرم ﷺ سے پہلے گزر چکے۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نئی شریعت لے کر نہیں آئے گا۔ اس مضمون کی تائید درج ذیل آیات کریمہ سے ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ[1]

ترجمہ: آپ (ان سے) فرما دیں: بیشک مجھ سے پہلے بہت سے رسول واضح نشانیاں لے کر آئے۔

---

[1] آل عمران: 183

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ[1]

ترجمہ: اور بیشک ہم نے آپ سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف رسول بھیجے۔

تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ[2]

ترجمہ: اللہ کی قسم! یقیناً ہم نے آپ سے پہلے بھی بہت سی امتوں کی طرف رسول بھیجے۔

وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ[3]

ترجمہ: اور پہلے لوگوں میں ہم نے کتنے ہی پیغمبر بھیجے تھے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ[4]

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے بھی مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔

---

[1] الانعام: 42

[2] النحل: 63

[3] الزخرف: 6

[4] النحل: 43

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ[1]

ترجمہ: اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کو بھیجا، ان میں سے بعض کا حال ہم نے آپ پر بیان فرما دیا اور ان میں سے بعض کا حال ہم نے ابھی تک آپ پر بیان نہیں فرمایا۔

وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ[2]

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے کسی بستی میں آپ سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہیں بھیجا۔

وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا[3]

ترجمہ: اور جو رسول ہم نے آپ سے پہلے بھیجے آپ ان سے پوچھے

[1] الغافر:78

[2] الزخرف:23

[3] الزخرف:45

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ[1]

ترجمہ: اور بیشک آپ سے قبل بھی کفار کی جانب سے رسولوں کے ساتھ مذاق کیا جاتا رہا۔

سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا[2]

ترجمہ: ان سب رسولوں کے لیے اللہ کا دستور یہی رہا ہے جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ[3]

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اس کی طرف ہی وحی کرتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری ہی عبادت کرنا۔

---

[1] الانبیاء:41

[2] بنی اسرائیل:77

[3] الانبیاء:25

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ[1]

ترجمہ: اور فی الحقیقت آپ کی طرف (یہ) وحی کی گئی ہے اور اُن (پیغمبروں کی طرف (بھی) جو آپ سے پہلے (مبعوث ہوئے تھے کہ (اے انسان!) اگر تو نے شرک کیا تو یقیناً تیرا عمل برباد ہو جائے گا اور تو ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ[2]

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے رسول نہیں بھیجے مگر یہ کہ وہ کھانا (بھی) یقیناً کھاتے تھے۔

كَذَٰلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ[3]

ترجمہ: اسی طرح آپ کی طرف اور ان (رسولوں) کی طرف جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں اللہ ہی بھیجتا رہا ہے جو غالب ہے بڑی حکمت والا ہے۔

---

[1] الزمر:65

[2] الفرقان:20

[3] الشوریٰ:3

اوپر درج کردہ تمام کی تمام آیات میں تسلسل اور تکرار کے ساتھ ایک ہی مضمون بیان کیا گیا ہے جو حضور ختمی مرتبت سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کی ختم نبوت سے متعلق ہے۔ اس امر میں کوئی التباس اور ابہام نہیں کہ قرآن نے ہر مقام پر آپ ﷺ سے پہلے آنے والے انبیاء کا ذکر بالالتزام کیا اور آپ ﷺ کے بعد کسی اور صاحب نبوت کی آمد کا اشارتاً اور کنایتاً کوئی حوالہ نہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی رسالت و نبوت اور وحی کا ذکر کیا تو مِنْ قَبْلِكَ فرمایا۔ کسی ایک جگہ بھی مِنْ بَعْدِكَ نہیں فرمایا۔ اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو قرآن ضرور اس کا ذکر کرتا چونکہ قرآن مجید میں حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کا ذکر نہیں ہے۔ اس لیے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

مذکورہ بالا آیات کریمہ سے درج ذیل اہم نکات مستنبط ہوتے ہیں جو حضور نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا واضح ثبوت ہیں:

1۔ صرف پہلے انبیاء کرام کی نشانیوں کا ذکر کیا بعد کے کسی نبی کے نشانات کی خبر نہیں دی۔

2۔ صرف حضور ﷺ سے پہلے امتوں کی طرف انبیاء کو بھیجنے کی بات کی، آپ ﷺ کے بعد کسی نبی یا رسول کو بھیجنے کی بات نہیں کی۔

3۔ منصب رسالت کو حضور نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کے ساتھ خاص کر کے واضح فرمادیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی اس منصب کا حقدار نہیں اور کسی کو یہ عطا نہیں کیا جائے گا۔

4 حضور نبی اکرم ﷺ سے پہلے انبیاء کی تکذیب اور ان کے تمسخر اڑائے جانے کا ذکر ہے، بعد کے نبی کی ایسی مشکلات کی خبر نہیں دی۔

5۔ اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ سے پہلے انبیاء کی طرف وحی بھیجنے کا بیان ہے اور بعد میں وحی بھیجے جانے کو بیان نہیں کیا۔ اللہ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو مخاطب فرما کر من قبل کے الفاظ سے پہلے انبیاء کے اوصاف نبوت کو بیان کیا مگر کسی جگہ بھی مِنْ بَعْدِكَ کے کلمہ کے ساتھ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا وصف بیان نہیں فرمایا۔ غرض جگہ جگہ من قبل، من قبلی، من قبلك کے الفاظ لا کر پہلے انبیاء کے تذکرے کرنا اور کہیں بھی مِنْ بَعْدِكَ یا اس کے مماثل کوئی لفظ لا کر بعد کے کسی نبی کا وصف بیان نہ کرنا اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد جب وصف نبوت ہی ختم کر دیا گیا تو موصوف یعنی صاحب نبوت کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔[1]

---

[1] ختم نبوت از الدکتور محمد طاہر القادری

فضیلتِ امت محمدی اور ختم نبوت

امت مسلمہ کے لیے ہزاروں باتیں واجب التسلیم ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی جملہ تعلیمات کی تصدیق کا نام لیکن بنظر غائر دیکھا جائے تو ان سب میں امت مسلمہ کی وحدت کا محور انسانی گروہوں کا امت کی لڑی میں پروئے جانے کے لیے اعلان نبوت کے گرد جمع ہونا ضروری ہے۔امت اس وقت تک ایک امت ہے جب تک ہدایت کے لئے صرف ایک سمت دیکھے جن لوگوں کا دھیان دینی رہنمائی کے لیے مختلف سمتوں کی طرف ہو وہ افراد تو ہو سکتے ہیں جماعت نہیں بن سکتے انسانوں کی ایک بھیڑ ہو سکتے ہیں ایک امت نہیں بن سکتے قطروں کا نام دریا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس کا دھارا ایک طرف بہتا ہو۔

امت محمدی ﷺ کے خیر الامم ہونے سے ختم نبوت پر استدلال

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللهِ[1]

[1] آل عمران:110

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو سب لوگوں کی رہنمائی کے لیے ظاہر کی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیہ کریمہ میں حضور خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام کی امت کو اللہ تعالیٰ نے خیر الامم بہترین امت کے لقب سے سرفراز فرمایا اور جس طرح حبیب خدا تم کو آخر الانبیاء والرسل اور افضل الخلائق ہونے کا شرف حاصل ہے، اسی طرح آپ ﷺ کی امت کے سر پر خیر الامم کا تاج سجا دیا۔ مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں خود سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

قَالَ إِنَّكُمْ تُتِمُّونَ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللهِ [1]

ترجمہ: تم ستر امتوں کو مکمل کرنے والے ہو اور اللہ کے نزدیک ان سب سے بہتر اور بزرگ ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشاد مبارک سے مترشح ہے کہ امت مسلمہ بحیثیت مجموعی بے دین اور گمراہ نہیں ہو سکتی اور اس امر کی ضمانت دو چیزوں کے ساتھ مربوط کر دی۔

[1] اخرجه الترمذی فی السنن، باب تفسیر القرآن

1۔ قرآن مجید ایک ابدی صحیفہ ہدایت ہے جس کی موجودگی کی وجہ سے امت گمراہ نہیں ہوگی۔

2۔ خود اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ بحیثیت ہادی اعظم امت میں موجود ہے اس وجہ سے بھی امت کی گمراہی کا امکان نہیں۔ چنانچہ اگر امت انفرادی اور اجتماعی طور پر کفر وارتداد اور ضلالت و گمراہی میں تبدیلی اور بے اعتقادی سے بچنا چاہتی ہے تو اسے دامن قرآن اور دامن مصطفےٰ کو مضبوطی سے تھامنا ہوگا۔

امت محمدی ﷺ کے پہلی امتوں کا جانشین ہونے سے استدلال

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ[1]

اور بیشک ہم نے تم سے پہلے بھی بہت سی قوموں کو ہلاک کر دیا جب انہوں نے ظلم کیا، اور ان کے رسول ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے مگر وہ ایمان لاتے ہی نہ تھے، اسی طرح ہم مجرم قوم کو ان کے عمل کی سزا دیتے ہیں

[1] یونس:13

پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں ان کا جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ (اب) تم کیسے عمل کرتے ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ[1]

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں گزشتہ اقوام کا جانشین بنایا۔

مذکورہ بالا آیات میں امت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو زمین میں امم سابقہ کا خلیفہ کہا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ امت آخر الامم ہے اس کے بعد نہ تو کوئی نئی امت پیدا ہو گی اور نہ نیا نبی آئے گا۔ قیامت تک یہی امت تاجدار کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ رہے گی، جس کا مفہوم یہ ہے کہ نہ دامن بدلے گا اور نہ دامن گیر ہونے والے بدلیں گے۔

---

[1] الفاطر39

امت محمدی ﷺ کا تمام بنی نوع انسان پر گواہ ہونا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ [1]

ترجمہ: تاکہ یہ رسول (آخر الزماں) تم پر گواہ ہو جائیں اور تم بنی نوع انسان پر گواہ ہو جاؤ۔

مذکورہ بالا آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو پہلی امتوں پر یہ شرف و فضیلت عطا فرمائی کہ اسے ان پر گواہ ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہ کتنی بڑی بات ہے کہ جہاں اس نے حضور نبی اکرم ﷺ کو افضل الخلائق، آخر الانبیاء والرسل اور شاہد و گواہ بنایا اور آپ ﷺ کے فیضان نبوت کے توسط سے آپ ﷺ کی امت کو خیر الامم اور آخر الامم ہونے کے ساتھ ساتھ امم سابقہ پر شاہد و گواہ بھی بتایا، اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو شاہد اقوام عالم بنانے کے بعد آپ ﷺ کی امت کو تمام سابقہ امتوں پر گواہ بناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرا رسول جس طرح تمہیں دین کی تبلیغ کرتا ہے اور تمہارے حال پر گواہ ہے اس طرح تم اوروں کو تبلیغ کر کے ان پر گواہ

[1] الحج: 78

ہو جاؤ گے۔ انہیں یہ باور کرایا گیا کہ جس طرح میرے نبی کی شہادت تمہارے اوپر ہے، بطور امت محمدی تمہاری شہادت باقی اقوام عالم پر ہوئی۔ سب سے برگزیدہ، سب سے بڑی، سب سے اعلی و ارفع اور چنیدہ امت ہونے کے ناطے تم علماء بنی اسرائیل کے انبیاء جیسا کام سرانجام دو گے یعنی دین حق کی دعوت و تبلیغ کے ذریعے گمراہی اور ضلالت کے اندھیروں میں پھرنے والوں کے لیے تمہارا کام رشد و ہدایت کی شمعیں جلانا، ظاہر و باطن کے احوال کی اصلاح کرنا اور دین کو زندہ کرنا ہے جو پہلے انبیاء کا کام تھا۔ اب اس کی سرانجام دہی حضور نبی اکرم ﷺ کی امت کے ذمے ہے جو امت وسط ہے۔ گویا سرتاج انبیاء حضرت محمد مصطفے ﷺ گمراہی کے اندھیروں میں سرگرداں لوگوں کے لیے رشد و ہدایت کی شمعیں جلا جلا کر تمہارے حوالے کر رہے ہیں اور تم ان شمعوں کو لے کر چار دانگ عالم میں روشنی پھیلانا تمہارا منصب ہو گا۔

نیابت محمدی ﷺ اور نظامِ رشد وہدایت - ختم نبوت کی قوی دلیل

اب قیامت تک نظامِ ہدایت کے لیئے نیابت محمدی ﷺ

انسانی ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اب نئے نبی کی ضرورت کیوں نہیں جبکہ پہلے ایسا ہوتا چلا آیا ہے، بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے متعدد انبیاء مبعوث فرمائے، ایک نبی کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ دوسرا نیا نبی مبعوث فرما دیتا۔

یہ سوال کہ امت مسلمہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد اب نئے نبی کی ضرورت کیوں نہیں۔ اس کا ایک جواب تو اوپر گزر چکا کہ دین کی تکمیل کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہ رہی، اسی سوال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رشد وہدایت کے لیے اور اپنے مقدس پیغام کو کائنات انسانی تک پہنچانے کے لیئے وحی کا سلسلہ شروع فرمایا اور انبیاء کرام کو مختلف وقتوں میں مبعوث فرما کر ان پر اپنی وحی نازل کی۔ اللہ تعالیٰ نے بعضوں پر کتابیں اور بعضوں پر صحیفے اتارے اور بعضوں سے اللہ رب العزت اپنی شان کے مطابق ہمکلام ہوا۔ اس طرح اللہ کا پیغام بصورت وحی انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے ذریعے نسل انسانی تک مختلف زبانوں اور مکانوں میں پہنچتا رہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا زمانہ آگیا۔ جب حضور نبی

اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بعثت کے بعد نبیوں کی بعثت کے نظام کو ہمیشہ کے لیے ختم کر کے خلافت و نیابت محمدی ﷺ کا ہمہ گیر نظام قائم کر دیا۔ اب قیامت تک بلاانقطاع یہی نظام چلے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ[1]

ترجمہ: اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔

اس آیہ کریمہ میں بین السطور یہ نکتہ بیان ہوا ہے کہ سلسلہ نبوت ختم ہونے کے بعد دعوت و تبلیغ دین کی ذمہ داریاں افراد امت کو سونپ دی گئی ہیں۔ اب اس میں سے ایک مخصوص جماعت وہی فریضہ سرانجام دے گی جو حین حیات حضور ﷺ کے ذمے تھا۔ فریضہ تبلیغ جو حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام سرانجام دیتے تھے، سلسلہ نبوت ختم ہونے کے بعد اب

---

[1] آل عمران:101

آپ ﷺ کی امت کو سونپ دیا گیا جبکہ اس سے قبل صاحب شریعت نبی کے رخصت ہونے کے بعد دوسرا نبی آتا جو صاحب شریعت نبی کی تبلیغ اور اصلاح کا کام سرانجام دیتا، چونکہ حضور ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا اس لیے آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت کو یہ فریضہ نبوت سونپ دیا گیا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی نبوت کو دائمی، ابدی اور عالمگیر بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کو وہ کار نبوت عطا کیا جو امت کے لائق تھا اور جس کو آئندہ علی الدوام جاری رہنے کی ضرورت تھی۔ ایسا اس لیے کیا گیا تا کہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے نئے نبی کی آمد ضروری ہے، اس لیے جو ضروری امور نبوت پہلی امت میں نبی اور رسول آکر پورا کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی رحمت کے توسط سے آپ ﷺ کی امت کو وہ مقام عطا کر دیا کہ فیضان نبوت حضور نبی اکرم ﷺ سے وہ ضروری امور اب آپ ﷺ کی امت کے اولیاء و علماء ہی سرانجام دیتے رہیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس ضمن

میں ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ[1]

ترجمہ: بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

جس طرح رشد و ہدایت، دعوت و تبلیغ، اصلاح احوال اور احیاء و تجدید دین پر مبنی ضروری امور پورا کرنے کے لیے بنی اسرائیل کے انبیاء آتے تھے اب انہیں پورا کرنے کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کی امت میں سے اہل حق علماء پیدا ہوتے رہیں گے جن سے رشد و ہدایت کے چشمے پھوٹیں گے۔ اس طرح دعوت اور تبلیغ وارشاد کے امور امت مصطفوی کے علماء کے ہاتھوں انجام پانے کا ایک مستقل نظام وجود میں آیا۔

پیغمبر کے لیے پیغام الٰہی کا ہونا ضروری ہے

اوپر اٹھائے گئے سوال کا تیسرا جواب یہ ہے کہ نبی کا کام اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے لہٰذا جو بھی نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے اس کے پاس وحی کی صورت میں پیغام الٰہی کا ہونا ضروری ہے، اگر اس کے پاس پیغام ہی نہ ہو تو پھر اس کا

[1] اخرجہ الترمذی فی السنن۔ باب العلم

پیغمبر ہونا چہ معنی دارد؟ ایسا ہونا امر محال ہے۔ ایک مثال سے اس کی وضاحت یوں ہوتی ہے، مثلاً ایک شخص ہے جو تلاش معاش کے سلسلے میں پردیس میں رہتا ہے۔ اسے خبر ہوتی ہے کہ کوئی دوسرا شخص اس کے شہر جارہا ہے۔ وہ اس کے ہاتھ اپنے گھر والوں کو اپنا مکمل حال احوال اور پیغام دیتا ہے۔ دوسرے دن کوئی اور شخص آکر یہ کہتا ہے کہ میں تمہارے شہر جارہا ہوں کوئی پیغام ہو تو مجھے دو۔ اب وہ پیغام تو پہلے ہی بھیج چکا ہے لہذا وہ کہے گا کہ پیغام تو کوئی نہیں بس سب کو دعا سلام کہہ دینا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی آمد ہوئی تو بنی نوع انسانی کے لیے اللہ کے پاس جو پیغام تھا اس نے وہ سارا آپ ﷺ کے ذریعے بھیج دیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں خود فرمارہا ہے کہ میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا، اپنا پیغام وہدایت تمہارے پاس بھیج کر اپنی نعمت پوری کر دی، اب جبکہ اس نعمت میں کوئی کمی نہیں رہی۔ نعمت بھی پوری کر دی گئی اور پیغام بھی پورا بھیج دیا گیا تو کسی نئے پیغام اور نئے پیغمبر کی ضرورت ہی نہ رہی اور اب جب کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کا سارا پیغام انسانیت تک پہنچ گیا۔ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے

قرآن کے ساتھ مبعوث ہونے کے بعد بھی کوئی پیغام انسانیت کے نام بھیجا جانا باقی رہ گیا تھا جو حضور نبی اکرم ﷺ کو نہیں مل سکا اور وہ پیغام اس مدعی نبوت کے ہاتھوں بھیجنا پڑا۔ اگر یہ مان لیا جائے تو اس طرح قرآن ناقص ہوا کہ اگر نعمت تمام ہے اور نبوت مکمل ہے تو پھر نیا پیغام چہ معنی دارد؟ اور دین کے لیے نئے پیغام اور نبی کا کیا جواز ہے؟ کیونکہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ کوئی پیغام رہ گیا تھا جس کے لیے کوئی نیا نبی بھیجا جانا ضروری ہو گیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کا پیغام قرآن حکیم کی صورت میں مکمل آ چکا اور احکام و ہدایت دین اسلام کی صورت میں مکمل آ چکے تو اب کسی نئے نبی کی کیا ضرورت؟

اس واضح ارشاد الٰہی کے بعد کسی نئے نبی کی آمد کا اعلان سوائے اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لانے کے کوئی معنی نہیں رکھتا کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت اور آپ پر نازل ہونے والے قرآن کریم کو نامکمل سمجھتا ہے اور جو شخص حضور نبی اکرم ﷺ کی نبوت اور قرآن کو ناقص و نامکمل سمجھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

كَانَتْ بَنُوإِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ، قَالُوا: فَمَاتَأْمُرُنَاقَالَ: فُوا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ[1]

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء علیہم السلام کرتے تھے، جب کوئی نبی وفات پاتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہو جاتا تھا، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور زیادہ ہوں گے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ خلفاء کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یکے بعد دیگرے ان کے بیعت کا حق ادا کرو۔

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد میں غور کرو کہ کس طرح اول تو نبوت کے بالکلیہ انقطاع اور اختتام کی خبر دی، اور پھر جو چیز نبوت کے قائم مقام آپ ﷺ کے بعد باقی رہنے والی تھی، اس کو بھی بیان فرمادیا، جس میں صرف خلفاء کا نام لیا گیا ہے۔ اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی بروزی نبی آنے والا تھا، اور نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی،

[1] بخاری ومسلم کتاب الایمان، ومسند احمد، وابن ماجہ وابن جریر وابن ابی شیبہ

مستقل یا غیر مستقل، تشریعی یا غیر تشریعی دنیا میں باقی رہنے والی تھی تو سیاق کلام کا تقاضا تھا کہ اس کو ضرور اس جگہ ذکر فرمایا جاتا۔

اور جب آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد نبوت کا قائم مقام صرف خلافت کو قرار دیا ہے، تو یہ صاف اس کا اعلان ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَوَّلُ هٰذَا الأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَرَحْمَةٌ ، ثُمَّ يَكُوْنُ خِلَافَةً وَرَحْمَةً[1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس کام کو ابتداء نبوت اور رحمت بنایا، اور اب خلافت اور رحمت ہو جانے والا ہے۔

اس حدیث میں بھی اختتام نبوت اور اس کے بالکلیہ انقطاع کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ نبوت رحمت ختم ہو کر خلافت رحمت باقی رہے گی، جس میں صاف اعلان ہے کہ نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی وغیرہ باقی نہیں رہے گی، ورنہ ضروری تھا کہ بجائے خلافت کے اس کے ذکر کو مقدم رکھا جاتا۔

[1] رواہ الطبرانی فی الکبیر

جس کا حاصل یہ ہے کہ غالباً کوئی ادنی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت پر سب سے زیادہ شفیق اور مہربان ہیں، آپ کو دنیا کی تمام چیزوں میں اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں کہ ایک آدمی کو ہدایت ہو جائے، اور اسی طرح اس سے زیادہ کوئی چیز رنجیدہ اور باعث تکلیف نہیں کہ لوگ آپ کی ہدایت کو قبول نہ کریں، اللہ سبحانہ اپنے رسول کی رحمت و شفقت کو اس طرح بیان فرماتا ہے:

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ[1]

ترجمہ: سخت گراں ہے رسول اللہ ﷺ پر تمہاری تکلیف، وہ تمہاری ہدایت پر حریص ہیں اور مسلمانوں پر شفیق و مہربان۔

اور دوسری جگہ آپ ﷺ کی تبلیغی کوششوں کو ان وزن دار الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ[2]

ترجمہ: شاید آپ اپنی جان ان کے پیچھے ہلکان کریں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں۔

[1] التوبہ:123

[2] الشعراء:3

پھر اس نبی امی (فداک ابی وامی) کے ارشاد و تبلیغ پر جانکاہ کوشش مخلوق کی ہدایت کے لئے سخت ترین جفاکشی، ان کی سخت سے سخت ایذاؤں پر صبر و تحمل، کفار کی جانب سے پتھروں کی بارش کے جواب میں:

اللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ[1]

ترجمہ: اے اللہ! میری قوم کو ہدایت کر، کیونکہ وہ جانتے نہیں۔

لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ[2]

ترجمہ: میں نے تمہیں ایک ایسی صاف روشن راہ مستقیم پر چھوڑا۔

فرمانا ایک ناقابل انکار مشاہدہ ہے جو آپ ﷺ کی اس شفقت کی خبر دے رہا ہے جو کہ آپ کو خلق اللہ کی ہدایت کے ساتھ تھی۔ اور اسی وجہ سے آپ ﷺ نے امت کو ایک سیدھی اور صاف وروشن شاہراہ پر چھوڑا ہے کہ قیامت تک اس پر چلنے والے کے لئے کوئی خطرہ نہیں، بلکہ: لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ کا مصداق ہے، یعنی اس کا رات دن برابر ہے۔

[1] شعب الایمان

[2] سنن ابن ماجہ: جلد اول

آپ ﷺ کے بعد قیامت تک جس قدر فتنے پیدا ہونے والے تھے، اگر ایک طرف ان کی ایک ایک خبر دے کر ان سے محفوظ رہنے کی تدبیر میں امت کے لئے بیان فرمائیں، تو دوسری جانب اس امت میں جس قدر قابل اتباع در اتباع و تقلید انسان پیدا ہونے والے تھے، ان میں ایک ایک سے امت کو مطلع فرما کر ان کی اقتداء کا حکم دیا، غرض کوئی خیر باقی نہیں کہ جس کی تحصیل کے لئے امت کو ترغیب نہ کی ہو، اور کوئی شر باقی نہیں کہ جس سے امت کو ڈرا کر اس سے بچنے کی تاکید نہ فرمائی ہو۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے بعد امت کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اقتداء کا حکم کیا اور فرمایا:

فَاقْتَدُوا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي - وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ[1]

ترجمہ: ان دو شخصوں کا اقتداء کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ یعنی حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ[2]

ترجمہ: میری سنت کو لازم پکڑو اور خلفائے راشدین کی سنت کو۔

---

[1] سنن الترمذی۔ ابواب المناقب۔ مناقب ابی بکر الصدیق

[2] سنن الترمذی۔ أبواب العلم باب ما جاء فی الأخذ بالسنة واجتناب البدع

مَا صَبَّ اللهُ فِي صَدْرِي شَيْئًا إِلَّا صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ[1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینے کے اندر رکھا میں نے اسے ابو بکر کے سینے کے اندر منتقل کر دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے سینے کے انوار کی منتقلی کی نسبت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانب فرمائی جو اس بات کا مدلل ثبوت ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیّین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اور فرمایا:

إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللهِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي[2]

ترجمہ: میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے ان کے اتباع کو لازم پکڑا تو بھی گمراہ نہ ہوگے، ایک خدا کی کتاب، دوسری میری عترت واہل بیت۔

---

[1] الحاوی للفتاوی: عبد الرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی

[2] سنن الترمذی۔ أبواب المناقب باب مناقب أهل بيت النبی ﷺ

بعد میں آنے والے اپنے وارثین اولیائے کاملین کے بارے میں بھی فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فِيمَا أَعْلَمُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے علم کے مطابق کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے پورا ہونے پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا جو ان کا دین تازہ کرتا رہے گا۔

کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہو گا جو امت کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرما کر ان کو نبی کریم ﷺ کی ٹھیک سنت پر قائم کرے گا، اور آپ ﷺ کی مردہ سنتوں کو زندہ کرے گا۔

اور ارشاد فرمایا کہ آخر زمانے میں حضرت عیسٰی بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے، اور اس امت کے لئے امام ہو کر ان کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرمائیں گے، یہاں تک کہ اپنے بعد ہونے والے خلفاء اور وارثین علوم اولیائے کاملین کی اطاعت

[1] سنن ابو داؤد، باب ما یذکر فی قرن المائة

کا حکم فرمایا اور اس کی یہاں تک تاکید فرمائی کہ ارشاد ہوتا ہے:

أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيعَ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا مُجَدَّعَ الْأَطْرَافِ[1]

ترجمہ: میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور خلفاء کی اطاعت و فرمانبرداری کی، اگر تم پر ایک حبشی غلام لنگڑا، لولا حاکم بنادیا جائے۔

غور فرمائیں کہ اگر اس امت میں کوئی کسی قسم کا نبی بروزی یا ظلی وغیرہ پیدا ہونے والا تھا تو ضروری تھا کہ آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ اس کا ذکر فرماتے اور اس کے اتباع کی تاکید فرماتے، تاکہ یہ امت مرحومہ ان کے انکار و تکذیب سے کافر نہ ہو جائے، ورنہ ایک عجیب حیرت انگیز معاملہ ہوگا کہ آپ ﷺ اپنی امت کو اپاہج حبشی غلام کی اتباع کا تو حکم فرمائیں اور اس کی نافرمانی سے ڈرائیں، لیکن ایک خدا کا نبی جو دنیا میں آپ ﷺ کے بعد (برنگ بروز) پیدا ہونے والا ہے، اس کا کوئی تذکرہ ہی نہ فرمائیں، حالانکہ یہ بھی ظاہر ہے کہ خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہونا زیادہ سے زیادہ فسق ہو سکتا ہے، بخلاف نبی کے کہ اس کا انکار قطعی کفر ہے۔ ایک شخص اگر تمام

[1] مسند احمد۔ مسند الأنصار حديث أبي ذر الغفاري، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجه، حاکم

قرآن پر عمل کرے اور تمام انبیاء پر ایمان لائے مگر صرف ایک نبی کا انکار کرے تو وہ بھی قرآن اور باجماع امت کافر ہے۔

وہ نبی جس کو خداوند عالم، رؤف، رحیم اور رحمت للعالمین کا خطاب دیتا ہے، مخلوق کو چھوٹی چھوٹی باتوں کی خبر دیتا ہے اور خلفاء و اولیائے کاملین بلکہ ایک حبشی غلام کے اتباع کی طرف بلاتا ہے، مگر آئندہ پیدا ہونے والے نبی کا کوئی ذکر نہیں کرتا اور کسی ایک حدیث میں اشارہ بھی نہیں کرتا کہ چودھویں صدی میں ہم خود دوبارہ برنگ بروز دنیا میں آئیں گے، اس وقت ہماری تکذیب نہ کرنا، وغیرہ عقیدہ ختم نبوت پر قوی دلیل ہیں۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول ﷺ کی، اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں سے اولی الامر ہیں۔

[1] النساء:59

عام مفسرین نے فرمایا ہے کہ اولی الامر سے مراد سلاطین اسلام اور ارباب حکومت اسلامیہ ہیں، اور بہت سے مفسرین نے ائمہ مجتہدین اور اولیا امت کو بھی اولوالامر میں داخل کیا ہے۔

بہر حال یہ آیت کریمہ حکم کرتی ہے کہ مسلمان، اللہ تعالٰی کی اطاعت کریں اور اس کے رسول یعنی آنحضرت ﷺ کی اطاعت کریں اور پھر خلفائے اسلام، اولیائے عظام اور علمائے راسخین کی اطاعت کریں یہ نیابتِ محمدی کی طرف اشارہ ہے اور ختم نبوت پر واضح دلیل ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ[1]

ترجمہ: اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔

حضور ﷺ تمام کائنات کیلئے رحمت و ہدایت ہیں۔آپ ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد اللہ کی مخلوق تک اپنی ہدایت پہنچانے کیلئے، اپنی صفات کی معرفت و پہچان

[1] الأنبياء: 108

آنے والی مخلوق کے دلوں کا حصہ بنانے کیلیئے، اپنی محبت عطا کرنے کیلیئے، آپ ﷺ کے خلفائے کرام، علمائے راسخین اولیائے کاملین کی صورت میں جاری فرمایا۔

نظام رشد وہدایت کا اس صورت میں جاری ہونا ختم نبوت کی مضبوط دلیل ہے۔

إِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ[1]

ترجمہ: اللہ کی رحمت احسان شعار لوگوں (یعنی نیکوکاروں) کے قریب ہوتی ہے۔

واضح طور پر فرمادیا کہ رحمت کی تلاش ہو تو "صاحبِ احسان" لوگوں کے قرب میں چلے آؤ اور پھر ان صادقین، اولیائے کاملین، میرے خلفاء اور ظاہر و باطنی علوم کے وارثین کی صحبت، سنگت ونسبت کو لازم پکڑ لو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ[2]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ صدق (کی معیت) میں شامل رہو یعنی ان کی سنگت دائمی طور پر اختیار کئے رکھو۔

[1] الاعراف: 56

[2] التوبہ: 119

واضح طور پر فرمایا گیا کہ رحمت کی تلاش ہو تو محبین اور عارفین کے قرب میں چلے آؤ۔ اور پھر ان صادقین کی صحبت کو لازم پکڑے رہو۔ ان کی سنگت دائمی طور پر اختیار کیے رکھو تاکہ رحمتوں کا رخ تمہاری جانب رہے اور تمہیں توبہ نصیب رہے، خشیت الٰہی تمہارے قلوب کا حصہ رہے۔ تاکہ ترکِ معصیت اور اصلاح احوال بلا تکلف عمل میں جاری ہو سکے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں انقلاب آقا کریم ﷺ کی صحبت مبارکہ کے فیض سے تھا۔ پیرِ کامل کے ساتھ نسبت اختیار کرنے اور اس فیض رساں صحبت کو اختیار کئے رکھنے کا اعجاز تھا کہ انہیں رضائے الٰہی کی سند عطا ہوئی اور قران میں متعدد مقامات پر انہیں رضی اللہ عنہ سے پکار کر یہ اعزاز عطا کیا گیا۔ سلسلہ نبوت پورا ہونے کے بعد بھی توبہ اور بندگی کے حصول کا یہی طریق جاری رہا اور قیامت تک جاری رہنے والا ہے۔

آقا کریم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تابعین اور پھر ان سے تبع تابعین نے یوں ہی نسبت اختیار کی، صحبت سے فیض پایا اور مقصد حیات یعنی بندگی

خداوندی حاصل کی رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ آنے والی امت کے لیے یونہی جاری وساری کر دیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ نبی مکرم رسول معظم ﷺ کاارشاد گرامی ہے۔

كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَاِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ، قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ: فُوْا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ[1]

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنادیتا تھا لیکن **میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے**۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اُن کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو

[1] صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ذکر عن بنی اسرائیل

اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق اُن سے سوال کرے گا۔

ہادی دو عالم ﷺ نے اپنے سچے وارثین سے نسبت اختیار کرنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے کا واضح حکم دیا اور اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے یوں بھی ارشاد فرمایا:

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ جالسَ الْعُلَماءَ فَقَدْ جالسَنِي، ومنْ جالسَنی فَكَأَنَّما جالس ربِّی[1]

ترجمہ: جو علماء کی صحبت میں بیٹھا تحقیق وہ میری صحبت میں بیٹھا اور جو میری صحبت میں بیٹھا یقیناً وہ اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں بیٹھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «اجْلِسُوا إِلَى التَّوَّابِينَ؛ فَإِنَّهُمْ أَرَقُّ شَيْءٍ أَفْئِدَةً»[2]

ترجمہ: علماء کی مجالس سے الگ نہ رہو اس لئے کہ اللہ جل جلالہ نے روئے زمین پر علماء کی مجالس سے مکرم کسی مٹی کو پیدا نہیں فرمایا۔

[1] کنزالعمال، حرف العین، کتاب العلم، قسم الاقوال، الباب الاول فی الترغیب فیه

[2] الزهد والرقائق لابن المبارك، احياءعلوم الدین، کتاب ترتیب الاوراد و تفصیل احیاء اللیل

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا [1]

ترجمہ: اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں جو (ان حقائق کا بصیرت کے ساتھ) علم رکھنے والے ہیں۔

اللہ سے وہی ڈرتے ہیں اور توبہ میں رہتے ہیں جو اللہ کی حقیقی پہچان رکھتے ہیں- یہاں پر العلماء میں ال تخصیص کے لیے آیا ہے یعنی صرف ظاہری و دنیاوی علم والا نبی کا وارث نہیں بلکہ تقویٰ و طہارت سے مزین، رسول اللہ کے سینے والے نور ایمان و معرفت الٰہی کے حاملین علماء کی بات فرمائی گئی۔

علم کی وراثت کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذٰلِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذٰلِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ۔ [2]

---

[1] الفاطر:28

[2] مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، ما ذکر عن نبینا ﷺ فی الزھد رقم 34361؛ البیہقی فی شعب الایمان، رقم 1686؛ مشکاۃ المصابیح، رقم 270؛ سنن الدارمی، رقم 374؛ الترغیب والترھیب، رقم 139؛ الزھد والرقائق لابن مبارک، رقم 1161

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (علم کے) دو برتن محفوظ کر لیے ہیں، ایک کو میں نے پھیلا دیا ہے اور دوسرا برتن اگر میں پھیلاؤں تو یہ گردن کٹ جائے۔

علم کی دونوں جہات کی بات کی گئی۔ یتلوا علیھم والے پہلو کے ساتھ ساتھ یزکیھم کو بھی شامل رکھا گیا یہ کہ قلب کا علم تزکیہ و تصفیہ کا ذریعہ اور حصول توبہ کا طریقہ ہے۔ اور یہ نبی کریم ﷺ کے سچے اور کامل وارثین کی صحبت میں حاصل ہوتا ہے۔

چودہ سو سال کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ سلسلہ رشد و ہدایت معلم کائنات کے ارشاد کے عین مطابق ہی نظر آیا۔

قیامت تک کے لیے ہدایت کے نور سے دلوں کو مزین کرنے کا یہ سلسلہ حضور ﷺ کے خلفاء اور مقربین کے ذریعے رب رحیم نے یوں جاری فرمادیا کہ جو کوئی بھی نسبت اختیار کرتا گیا۔ صحبت میں قائم رہا، توبہ، اصلاح احوال اور استقامت اس کا مقدر بنی اور وہ حقیقی معنی میں بندگی میں ڈھلتا گیا۔ کیونکہ یہ صحبت بعینہ اسی طرح ان کو ہدایت کی تینوں جہتوں سے نوازتی تھی جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے سامنے حاصل کی تھی۔

یہ تین جہات (معلومات)، ان کا (فہم وحکمت) اور پھر سب سے بڑھ (تزکیہ باطن) یہ بنیادی ستون ہیں جن پر قصرِ ہدایت قائم ہے۔ ان میں سے ایک کی بھی غیر موجودگی سے باقی بھی اپنا وزن کھو دیتی ہیں۔

معلومات حاصل ہو جانے کے بعد ان کا فہم حاصل ہونا، اس کی گہرائی کو واضح کرتا ہے ،ان کی حکمت حاصل ہونے سے "مراد بہ" کا شعور وادراک حاصل ہوتا ہے۔

مگر یہ علم نافع تب تک نہیں جب تک یہ عمل میں شامل نہ ہو جائے۔ عمل کا تعلق چونکہ دل سے ہے تو عمل میں شامل ہونے کی شرط یہ ہے کہ دل اس پر مائل اور راضی ہو۔اور دل کو معلومات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کا ذریعہ "تزکیہ" ہے کہ یہ وہ آلہ ہے جو طبیعت کی علم کے ساتھ مناسبت قائم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ طبیعت کی یہ مناسبت شریعت کے ساتھ مزاج آشنائی پیدا کرتی ہے کہ شریعت مطہرہ بلا تکلف عمل میں رائج ہو جاتی ہے۔ علم اور عمل کے مرحلے سے گزر کر اخلاص حاصل ہوئے بغیر ہدایت کامل نہیں۔

اللہ نے اپنے فضل سے ہدایت کا یہ سلسلہ اولیائے کرام کی شکل میں قیامت تک کے لئے جاری فرمایا ہے اور یہ حاصل کرنے کے لئے نسبت اور سنگت اختیار کرنے کا حکم جاری فرمایا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا آخری نبی ہونا قرآنی آیات سے قطعیت اور حتمیت کے ساتھ ثابت ہے جس میں شک کرنا یقینی طور پر کفر والحاد کا باعث ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے عام لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اس کا ذکر صرف ایک دو قرآنی آیات میں ہوا ہے اور اس کے علاوہ قرآن حکیم میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔ یہ ایک مغالطہ ہے جس کا ازالہ ختم نبوت کے باب میں ہو جانا چاہیے۔ اگر دقت نظر سے قرآن حکیم کا مطالعہ اور اس کے مطالب و مفاہیم پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قرآن حکیم میں ایمان اور عقیدے کے باب میں اتنی کثرت کے ساتھ کوئی اور مضمون بیان نہیں ہوا جتنی کثرت اور صراحت کے ساتھ عقیدہ ختم نبوت بیان ہوا ہے۔ سینکڑوں قرآنی آیات میں حضور نبی اکرم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی شان ختم نبوت کا بیان وارد ہوا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ O

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لیے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔

(التّوبة، 9: 128)

ختم نبوت کا تحفظ

حضور ﷺ کا مسیلمہ کذاب کو جواب دینا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ، فَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَفِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيدَةٍ، حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ، قَالَ: «لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ أَتَعَدَّى أَمْرَ اللهِ فِيكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ، وَإِنِّي لَأُرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيكَ مَا أُرِيتُ، وَهَذَا ثَابِتٌ يُجِيبُكَ عَنِّي» ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ أَرَى الَّذِي أُرِيتُ فِيكَ مَا أُرِيتُ» فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَهَمَّنِي

شَأْنُهُمَا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ مِنْ بَعْدِي، فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيَّ صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةَ صَاحِبَ الْيَمَامَةِ[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ مبارک میں مسیلمہ کذاب مدینہ آیا اور اس نے کہنا شروع کر دیا کہ اگر محمد اپنے بعد حکومت میرے سپرد کر دیں تو میں ان کی اتباع کرتا ہوں اور وہ اپنی قوم کے کافی آدمیوں کے ہمراہ (مدینہ) آیا نبی ﷺ اس کی طرف تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے اور نبی ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی کا ٹکڑا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ مسیلمہ کے پاس ان کے ساتھیوں میں جا کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اگر تو مجھ سے لکڑی کا یہ ٹکڑا بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں گا اور میں تیرے بارے میں اللہ کے حکم سے ہر گز تجاوز نہ کروں گا اور اگر تو نے (میری اتباع سے) پیٹھ پھیری تو اللہ تجھ کو قتل کرے گا اور میں تیرے بارے میں وہی گمان رکھتا

[1] اخرجه المسلم فی الصحیح، کتاب الرؤیا، باب رؤیا النبی ﷺ

ہوں جو مجھے تیرے بارے میں خواب میں دکھایا گیا ہے اور یہ ثابت ہیں جو تجھے میری طرف سے جواب دیں گے پھر آپ ﷺ اس سے واپس تشریف لائے ابن عباس نے کہا میں نے نبی ﷺ کے قول کے بارے میں کہ تیرے بارے میں وہی گمان کرتا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے، پوچھا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں نے سوتے ہوئے دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں جن سے مجھے فکر پیدا ہو گئی تو خواب میں ہی میری طرف وحی کی گئی کہ ان دونوں (کنگنوں) پر پھونک مارو میں نے انہیں پھونکا تو وہ اڑ گئے میں نے ان کی تعبیر یہ کی کہ دو جھوٹے میرے بعد نکلیں گے پس ان میں سے ایک عنسی صنعاء کا رہنے والا ہے اور دوسرا مسیلمہ یمامہ والا۔

سیدنا صدیق اکبر کا منکرین ختم نبوت سے جہاد

جنگ یمامہ مسیلمہ کذاب کے دعویٰ نبوت کے نتیجے میں لڑی گئی، جہاں 1200 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت ہوئی اور اس فتنے کو مکمل مٹا ڈالا۔ خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق خطبہ دے رہے تھے: لوگو! مدینہ میں کوئی مرد نہ

رہے، اہل بدر ہوں یا اہل احد سب یمامہ کا رخ کرو۔ بھیگتی آنکھوں سے وہ دوبارہ بولے: مدینہ میں کوئی نہ رہے حتی کہ جنگل کے درندے آئیں اور ابو بکر کو گھسیٹ کر لے جائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ اگر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نہ روکتے تو وہ خود تلوار اٹھا کر یمامہ کا رخ کرتے۔

13 ہزار کے مقابل بنو حنیفہ کے 70000 جنگجو اسلحہ سے لیس کھڑے تھے۔ یہ وہی جنگ تھی جس کے متعلق اہل مدینہ کہتے تھے: بخدا ہم نے ایسی جنگ نہ کبھی پہلے لڑی نہ کبھی بعد میں لڑی۔

اس سے پہلے جتنی جنگیں ہوئیں بدر احد، خندق، خیبر، موتہ وغیرہ صرف 259 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تھے۔ ختم نبوت کے دفاع میں 1200 صحابہ رضی اللہ عنہم کٹے جسموں کے ساتھ مقتل میں پڑے تھے۔

اے قوم تمہیں پھر بھی ختم نبوت کی اہمیت معلوم نہ ہوئی۔ انصار کا وہ سردار ثابت بن قیس ہاں وہی جس کی بہادری کے قصے عرب و عجم میں مشہور تھے۔اس کی زبان سے جملہ ادا ہوا: اے اللہ جس کی عبادت کرتے ہیں میں اس سے برأت کا اظہار کرتا

ہوں چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا جب وہ اکیلا ہزاروں کے لشکر میں گھس گیا اور اس وقت تک لڑتا رہا جب تک اس کے جسم پر کوئی ایسی جگہ نہ بچی جہاں شمشیر و سناں کا زخم نہ لگا ہو۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا لاڈلا بھائی، ہاں وہی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ جو اسلام لانے میں صف اول میں شامل تھا اس نے مسلمانوں میں آخری خطبہ دیا: واللہ میں آج کے دن اس وقت تک کسی سے بات نہ کرونگا جب تک کہ انہیں شکست نہ دے دوں یا شہید نہ کر دیا جاؤں۔

اے قوم! ہمیں پھر بھی ختم نبوت کی اہمیت معلوم نہ ہوئی۔

وہ بنو حنفیہ کا باغ "حدیقۃ الرحمان" تھا جس میں اتنا خون بہا کہ اسے "حدیقۃ الموت" کہا جانے لگا۔ وہ ایسا باغ تھا جس کی دیواریں مثل قلعہ کے تھیں کیا عقل یہ سوچ سکتی ہے کہ ہزاروں کا لشکر ہو اور حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کہیں: لوگو! اب ایک ہی راستہ ہے تم مجھے اٹھا کر اس قلعے میں پھینک دو میں تمہارے لئے دروازہ کھولونگا۔ انہوں نے قلعہ کی دیوار پر کھڑے ہو کر منکرین ختم نبوت کے اس لشکر جرار کو دیکھا اور پھر تن تنہا اس قلعے میں چھلانگ لگا دی۔ قیامت تک جو بھی بہادری کا دعویٰ

کرے گا یہاں وہ بھی سر پکڑ لے گا! ایک اکیلا شخص ہزاروں سے لڑ رہا تھا ہاں اس نے دروازہ بھی کھول دیا اور پھر مسلمانوں نے منکرین ختم نبوت کو کاٹ کر رکھ دیا۔

اے قوم! کاش کہ ہم جان لیتے کہ ہمارے اسلاف نے اپنی جانیں دے کر رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کا دفاع کیا ہے - کاش ہمیں یا رسول اللہ ﷺ کہتے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے جذبوں کا علم ہوتا جو ایک مٹھی بھر جماعت کے ساتھ حد نگاہ تک پھیلے لشکر سے ٹکرا گئے۔

آج کل انکار ختم نبوت ایک بہت بڑے فتنے کی صورت میں نمودار ہے۔ پس ہر صاحب ایمان کے ذمے ہے کہ وہ اس کے سد باب کی کوششوں میں شریک ہو۔ ہمیں تحفظ ختم نبوت کے جہاد میں اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہے تاکہ قیامت کے دن خاتم النبیّین ﷺ کی شفاعت نصیب ہو، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ داستان عشق وقربانی ہم سب کے سامنے ہے۔

حرف آخر

اللہ عزوجل کا کلام، اپنی شان کے ساتھ

دینِ اسلام اپنے ارکان کے ساتھ

دنیا کا وجود، موت اور موت کے بعد

کراماً کاتبین کا تیسرا سوال اپنی اصل کے ساتھ

اظہر و من الشمس ختمِ نبوت پر گواہ ہے

یعنی

ہم سب کا وجود، ہمارا مرنا، اور مرنے کے بعد جی اٹھنا، حشر و نشر، یہ جملہ امور آپ ﷺ کے خاتم الانبیاء والمرسلین ہونے پر شاہد ہیں۔

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

اللہ رب العزت ہمیں شانِ ختم نبوت ﷺ کو سمجھنے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

اظہار تشکر

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَا يَشْكُرِ اللهَ

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا (بھی) شکر ادا نہیں کرتا

میں اس کام میں اپنے تمام معاونین کا بے حد شکر گزار اور ان کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی شان کے مطابق صلۂ عظیم، حضور ﷺ کے شفاعت اور اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی قربتیں، رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائے،

بالخصوص اپنے جامعہ کے مفتی پروفیسر ڈاکٹر محمد معظم فراز محمدی سیفی، مفتی ڈاکٹر محمد عمر فراز محمدی سیفی، اور ہمارے جامعہ کی ڈنمارک برانچ کے مہتمم مفتی طارق محمد امین محمدی سیفی، مولانا محمد کامران محمدی سیفی، مولانا حافظ حمزہ محمدی سیفی،

اور ہمارے جامعہ کے سید طارف حسین شاہ محمدی سیفی اور مولانا ابوالسر مد محمد یوسف محمدی سیفی،

اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر اور دین پر استقامت عطا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

ادارہ ھذا کی دیگر تصانیف

سلسلہ اربعینات

01 دن کا معمول بمطابق فرمان رسول ﷺ۔

02 الاربعین فی التوبہ والاستغفار۔ اسلوب توبہ واستغفار۔ چالیس احادیث۔

03 الاربعین فی ختم النبوۃ بمحمد ﷺ۔ ختم نبوت ﷺ۔ چالیس احادیث۔

04 الاربعین فی صفۃ صلاۃ النبی ﷺ۔ نمازِ رسول ﷺ۔ چالیس احادیث۔

05 الاربعین فی اسلوبِ الادبِ لِلوالدین۔ والدین کے ساتھ طرزِ ادب۔ چالیس احادیث۔

06 الاربعین فی معرفۃ النفس وتزکیتھا۔ نفس کی پہچان اور تزکیہ۔ چالیس احادیث۔

07 الاربعین فی احکام الصلوۃ۔ نماز کی فرضیت واہمیت۔ چالیس احادیث۔

08 الاربعین فی الصوم۔ روزہ کے احکام اور مسائل۔ چالیس احادیث۔

09 الاربعین فی الإعتکاف۔ اعتکاف۔ چالیس احادیث۔

10 الاربعین فی احکام الصلوۃ بالجماعۃ۔ نماز باجماعت کے فضائل واحکام۔ چالیس احادیث۔

11 الأربعین فی الوجد والحال۔ کیفیاتِ وجد وحال۔ چالیس احادیث۔

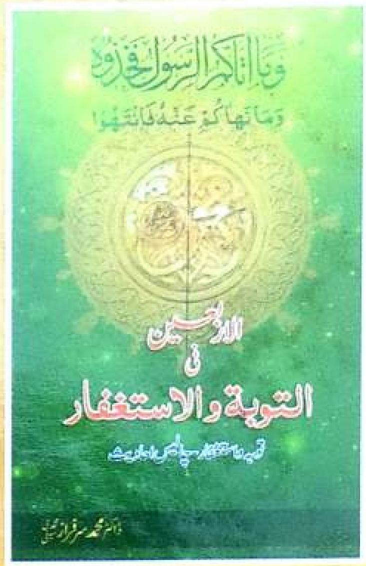
12 الأربعین فی أھمیۃ صحبۃ المرشد الکامل وأثرھا۔ صحبت مرشد کامل۔ چالیس احادیث۔

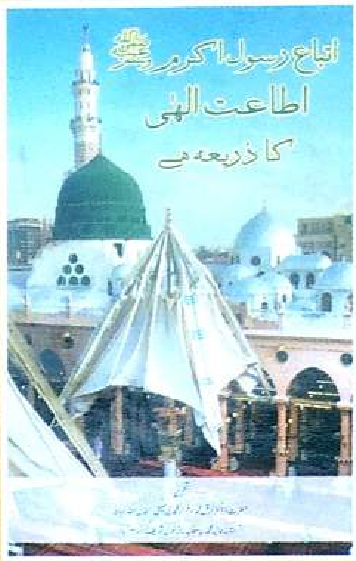
13 الأربعین فی آفات اللسان۔ زبان کی آفات۔ چالیس احادیث۔

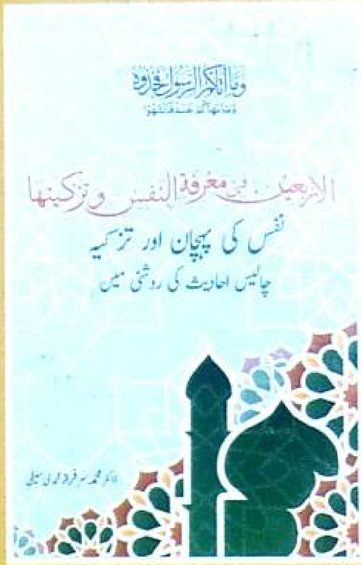
14 الاربعین فی الأحکام اللباس والحجاب۔ لباس اور پردے کے احکامات۔ چالیس احادیث۔

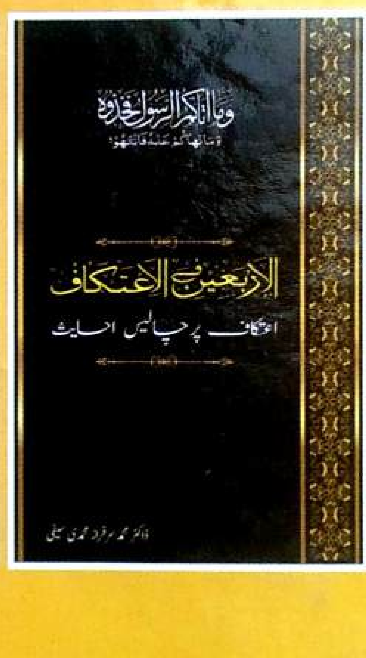
15 الأربعین فی فضل الذکر والتقرب إلی اللہ تعالی۔ ذکر الٰہی اور تقرب الی اللہ۔ چالیس احادیث۔

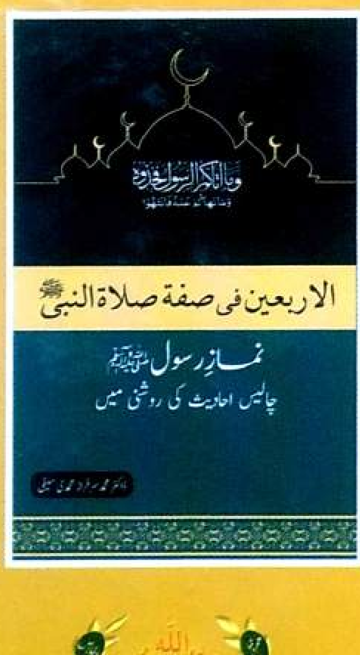
ادارہ ہٰذا کی دیگر تصانیف

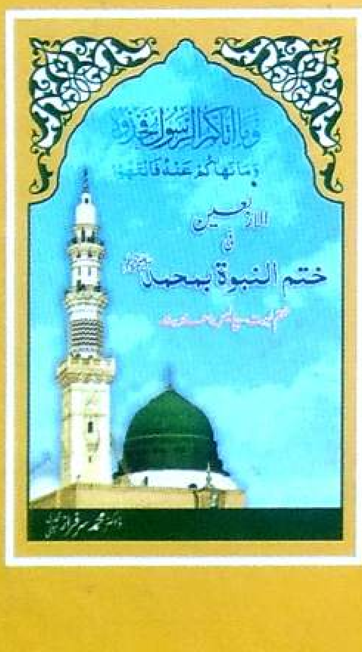












خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم ۔ اسلام آباد